ڈیجیٹل تصویر اور سی ڈی
کے شرعی احکام

ڈیجیٹل تصویر اور سی ڈی کے شرعی احکام

مع

گانا بجانا قرآن و حدیث کی روشنی میں

تالیف
جناب مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب
استاذ و معین مفتی جامعۃ الرشید احسن آباد۔ کراچی۔

دار الاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : مارچ ۲۰۰۸ء علمی گرافکس
ضخامت : 256 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

﴿......... ملنے کے پتے ....﴾

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد

کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

﴿انگلینڈ میں ملنے کے پتے﴾

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5Qa
Tel : 020 8911 9797

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

﴿امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

عرض ناشر

الحمدللّٰہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کا یہ مقصد بیان فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کوتمام صفات کمال کے ساتھ متصف ذات تسلیم کرے کہ وہ ذات وحدہ لاشریک ہے۔ وہی عبادت کے لائق ہے نہ ان کا کوئی مثل ہے نہ مثال ہے۔ قدیم ہے، ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ اس عقیدہ توحید کے اقرار کے ساتھ زندگی کے آخری لمحہ تک اللہ تعالیٰ کی طاعت وعبادت پر قائم رہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

میں نے انسان وجنات کوصرف اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔

ہر انسان فطری طور پراس عقیدہ توحید پرہی پیدا ہوتا ہے بعدمیں پھر حالات وماحول سے متاثر ہوکر کفروشرک اور بے دینی کے کاموں کواختیار کرلیتا ہے۔ چنانچہ ارشادنبوی ﷺ ہے

کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ

بہرحال تخلیق آدم کے بعدان کی نسل ایک زمانے تک اسی فطری عقیدہ پرقائم رہی لیکن بعد میں انسان کے ازلی دشمن شیطان مردود کے بہکاوے میں آکر انسانوں کا ایک گروہ عقیدہ توحید سے منحرف ہوگیا اور شرک و بت پرستی میں مبتلا ہوگیا، شرک اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ترین فعل ہے اسی لیے اس کوعظیم ترین گناہ قرار دیا یہ اتنا قبیح جرم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ ہر گناہ قابلِ معافی ہے لیکن اگر کسی کی موت شرک پر ہوتو اس کی معافی کسی صورت میں نہیں ہوسکتی چنانچہ ارشاد ہے۔

ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء (النساء:۱۱٦)

اورشرک وبت پرستی کی بنیاد تصویر ہے۔ شیطان نے ابتداءً انسان کوتصویر کے احترام کا

درس دیا اس سے پھر آہستہ آہستہ بت پرستی میں مبتلا کر دیا، دنیا میں ہر نبی نے کفر و شرک کو مٹانے کے لیے انسانیت پر محنت کی اپنے متبعین کو عقیدۂ توحید پر قائم رہنے کا درس دیا اور اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی دنیا میں آ کر کفر و شرک کو مٹایا اور کفر و شرک کے ذرائع اور اسباب کا بھی قلع قمع کیا چونکہ جاندار کی تصویر شرک و بت پرستی کا ذریعہ بنی تھی اس لیے جاندار کی تصویر کشی پر سخت وعیدیں بیان فرمائی اور اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ صفت تخلیق میں مشابہ قرار دے کر جاندار کی تصویر کشی کو حرام قرار دیا، چنانچہ اس کی حرمت پر امت کا اجماع ہے اب سائنس و ٹیکنالوجی کے اس دور میں ایک طرف تو مختلف سرکاری وغیر سرکاری اداروں نے شناخت کے لیے مختلف مواقع پر تصویر کو لازم قرار دیا، دوسری طرف تصویر سازی کی نت نئی مشینیں ایجاد ہو گئیں، پرنٹ تصاویر کے علاوہ متحرک تصاویر کے استعمال کے بھی مختلف مواقع پیدا ہو گئے، اس کے ساتھ ہی آزاد طبع انسانوں نے تصویر سازی اور اس کے بے جا استعمال کو ایک کھلونا بنالیا۔

اب تصاویر کا استعمال شرعاً کہاں جائز ہے اور کہاں جائز نہیں اور کون سی تصاویر مطلقاً حرام ہیں اور کون سی مختلف فیہ ہیں۔ ڈیجیٹل کیمرہ کی تصاویر اور ہاتھ کی بنی ہوئی تصاویر میں کچھ فرق ہے یا دونوں کا ایک ہی حکم ہے اس بارے میں علماء کرام کے مختلف آراء، نیز تصاویر کے استعمال کے مختلف مواقع کے بارے میں عصر حاضر کے علماء کرام کی مختلف آراء اور فتاویٰ یہ سب کچھ آپ کو اس کتاب کے اندر یکجا دستیاب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مؤلف موصوف کی اس محنت کو قبول فرمائے نیز ناشر اور دیگر معاونین کو بھی اس اشاعت پر اجر عظیم عطا فرمائے اور قارئین کرام کو جاندار کی تصاویر کی بلا ضرورت استعمال سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دارالاشاعت کراچی

فہرست مضامین

عرض مؤلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اس وقت مسلمانوں میں بے دینی فحاشی اور عریانی پھیلانے کے لیے کفار کی طرف سے جس قدر کوششیں ہورہی ہیں اس سے پہلے شاید ہی کبھی ہوئی ہوں۔ مسلمانوں میں بدعات اور خلاف شرع رسومات کے رواج، اسی طرح ظاہری وباطنی گناہوں کو عام کرنے، مسلمانوں کے عقیدے ونظریات کو بگاڑنے اور ان کو اسلامی تعلیمات کے علاوہ دین سے بھی دور کرکے کفر کے دہلیز پر پہنچانے کے لیے سرتوڑ کوششیں جاری ہیں۔

ہتھیار کے طور پر کفار نے آلات لہو ولعب، ٹی وی، وی سی آر، کیبل اور نت نئے کھیل کود کے آلات کو استعمال کرنا شروع کیا ہے۔

فحاشی وعریانی پھیلانے کے لیے ذریعہ کے طور پر سب سے زیادہ جن اشیاء کو استعمال کیا جاتا ہے، وہ بنیادی طور پر دو ہیں: (۱) گانا بجانا، موسیقی اور اس کی تمام نت نئی شکلیں (۲) تصاویر چاہے ویڈیو کی شکل میں ہو یا پرنٹ تصاویر۔ بہرحال آج کے دور میں کفار کا سب سے بڑا ہتھیار یہی ہے کہ فحاشی وعریانی کو عام کرکے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اور روز قیامت کے حساب وکتاب سے بے فکر کیا جائے۔ پھر ان غفلت کے شکار مسلمانوں کے دل ودماغ پر حملہ کرکے انہیں دین وایمان سے عاری کرکے اپنا ہمنوا بنالیا جائے چنانچہ مسلم معاشرہ میں جن افراد، خاندان اور علاقہ والوں نے گانا اور اس کے آلات اسی طرح تصویر سازی کو اپنے ہاں جگہ دی وہ معاشرہ تباہ وبرباد ہوگیا ہے، وہاں نہ اخلاق محفوظ ہیں نہ ہی امن وامان ان کو حاصل ہے بس نام کے مسلمان ہیں باقی لباس پوشاک، کھانا پینا، شادی

بیاہ، لین دین، وضع قطع ہر چیز میں تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو فراموش کر کے اغیار کے طور طریق کو اپنا لیے گئے ہیں۔ بہت سے علاقوں میں مسلمانوں کا تشخص ہی ختم ہو گیا۔ اب وہ اس سے بھی راضی نہیں کہ ہم نے مسلمانوں کے عقائد و نظریات کو متزلزل کر دیا، ان کے اخلاق کو بگاڑ دیا، زندگی کے تمام شعبوں میں اپنی نقالی پر مجبور کر دیا، بلکہ وہ اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر کافر ہی بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ:

ولن ترضیٰ عنك الیهود والنصاریٰ حتیٰ تتبع ملتهم۔

یعنی کفار یہود و نصاریٰ مسلمانوں سے اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے جب تک مسلمان اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار نہ کر لیں۔ غرضیکہ مسلمانوں کو سیاسی اور معاشی طور پر کمزور کرنے کے علاوہ ان کے ایمان پر بھی حملہ آور ہیں جس کے لیے منکرات پھیلانے والے آلات کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے اسلام نے ان دونوں منکرات سے سختی سے منع فرمایا۔

گانا بجانے کے آلات کے بارے میں ارشاد ہے:

بعثت بکسر المزامیر

یعنی میری بعثت کا ایک اہم مقصد گانے بجانے کے آلات کو توڑنا ہے۔ اب آلات وہ پرانے زمانہ کے ڈھول باجا، طبلہ وغیرہ ہوں یا دورِ جدید کے موسیقی، ٹی وی، وی سی آر، انٹرنیٹ، ویڈیو ڈیجیٹل کیمرہ کی تصویریں وغیرہ۔

اور تصاویر کے بارے میں بہت سخت وعیدیں ارشاد فرمائیں:

اشد الناس عذابا یوم القیامة المصورون۔ (بخاری ومسلم)

یعنی قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب مصوِّروں کو ہوگا۔

اب چونکہ کفار نے یہ دونوں چیزیں مسلمانوں میں عام کر دیں۔ اب کوئی گانا بجانے کے آلات یا تصاویر کے استعمال سے بچنا چاہے اس بارے میں بہت سے احکام شرع کو جاننا ضروری ہوگا۔ لہٰذا میں نے اس بات کو محسوس کرتے ہوئے ان دونوں موضوع پر مستقل قلم اٹھانے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ گانے کے متعلق ایک رسالہ ''گانا بجانا قرآن وحدیث کی روشنی میں'' شائع ہوا اور الحمدللہ بہت مقبول ہوا۔ بہت سے مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچا۔ اب یہ دوسرا رسالہ ''تصویر اور سی ڈی کے شرعی احکام'' پیش خدمت ہے۔ اس میں تصاویر پر وعیدیں، اس کے استعمال کے مختلف مواقع کے لحاظ سے شرعی احکام، تصاویر کے استعمال سے بچنے کی برکات، اس کے علاوہ چیدہ چیدہ واقعات شامل ہیں۔ اسی طرح سی ڈیز، ڈیجیٹل کیمرہ کی تصویریں، دورِ جدید میں ٹی وی پر دینی پروگرام پیش کرنے کا فتنہ اور سی ڈی کی تصویر حرام ہونے کے متعلق اکابر علماء کے فتاویٰ بھی مذکور ہیں۔ یہ رسالہ پہلے بھی کئی مرتبہ شائع ہو چکا ہے، اب نظرثانی کے بعد جدید اضافہ کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس رسالہ کو اپنے بارگاہ میں قبول فرمائیں اور اپنے بندوں کو اس سے فائدہ پہنچائیں۔ آمین

بندہ احسان اللہ شائق عفا اللہ عنہ

۲۵ر ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ

تصاویر کی ابتداء کیسے ہوئی؟

تصویر سازی کی ابتداء کچھ یوں ہوئی ہے کہ شیطان جو انسان کا ابدی دشمن ہے جس کی دشمنی بالکل ابتداء تخلیق انسانی سے ہے۔ اس نے قسم کھا رکھی تھی کہ میں انسان سے ضرور بدلہ لوں گا کیونکہ انسان خداوند کریم کی اطاعت کر کے مقرب بارگاہ بنا اور داخل جنت ہوا اور شیطان سرکشی کی وجہ سے راندۂ درگاہ ہوا۔

شیطان کو یہ بات شروع ہی سے ناپسند تھی کہ انسان توحید پر قائم رہے اور صراطِ مستقیم پر چلے۔ اللہ تعالیٰ ہی کو نفع ونقصان کا مالک، روزی رساں، قاضی الحاجات اور شافی الامراض مانے۔ حب فی اللہ اور بغض فی اللہ کو معیار محبت وعداوت بنائے، کیونکہ اس کو اس بات کا یقین ہے کہ جب تک انسان توحید پر قائم رہے گا وہ اپنا بدلہ نہیں اتار سکے گا۔

انسان کو نور ایمانی سے نکال کر ضلالت کے اندھیروں میں دھکیلنے کے لیے، وحدت قومی وملی سے نکال کر فرقہ واریت کے دلدل میں پھنسانے کے لیے، امن وسکون سے نکال کر فتنہ وفساد کے زنجیروں میں جکڑنے کے لیے، ایک خدا وحدہ لاشریک لہ کی عبادت سے نکال کر مختلف دیوتاؤں، اوتاروں میں بھرانے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کو بت پرستی اور شرک میں مبتلا کیا جائے۔

تصویر، بت پرستی کا آلہ ہے

چنانچہ انسان کو بت پرستی میں مبتلا کرنے کے لیے اس نے تصاویر کو بطور آلہ و ذریعہ کے استعمال کرنا شروع کیا کیونکہ تصویر، بت اور مورتی کی ابتدائی شکل ہے۔ اس نے طریقہ یہ اختیار کیا کہ اولاد آدم کی کئی نسلوں کے گزر جانے کے بعد وہ لوگوں کے پاس پہنچا اور ان سے سوال کیا کہ فلاں فلاں بزرگ جو تم میں گزرے ہیں وہ کیسے تھے؟ لوگوں نے اپنے اعتقاد کے مطابق جواب دیا کہ بہت برگزیدہ تھے۔ پھر سوال کیا کہ ان کے فراق کا تمہارے اوپر کیا اثر ہے؟ جواب دیا کہ بہت زیادہ۔ شیطان نے پھر کہا کہ تم نہیں چاہتے کہ روزانہ اپنے ان بزرگوں کی زیارت کرلیا کرو؟ لوگوں نے کہا کہ کیوں نہیں! لیکن اس کی کیا صورت ہے؟ شیطان نے کہا کہ تم ان کی تصویر بنا کر اپنے گھروں میں اور مقدس جگہوں میں رکھو اور روزانہ تعظیم کی نیت سے ان کو دیکھو۔

چنانچہ لوگوں کو شیطان کا یہ سبق پسند آیا۔ سب نے بخوشی اس کو قبول کیا۔ پھر جب وہ نسل ختم ہوگئی تو دوسری نسل کو سمجھایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے باپ دادا ان تصویروں کا بہت زیادہ احترام کیا کرتے تھے۔ لہٰذا تم بھی ان کے سامنے جھکا کرو۔ اس طرح بہکاتے بہکاتے لوگوں کو بت پرستی میں مبتلا کردیا۔ (قصص النبیین)

عن عائشة رضی اللّٰہ عنہا قالت لمااشتکی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ذکر بعض نسائه کنیة رأتها بارض الحبشة یقال لها ماربة و کانت ام سلمة وام حبیبة رضی اللّٰہ عنہما اتتا ارض الحبشة فذکرتا من حسنها وتصاویر فیها

فرفع رأسها فقال اولئك اذا مات منهم الرجل الصالح بنوا على قبره مسجد ثم صوروا فيه تلك الصور واولئك شرار الخلق عندالله۔ (الصحیح البخاری: ج۱، ص۱۷۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات میں بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے سرزمین حبشہ میں بنے ہوئے ایک گرجا کا ذکر کیا جس کا نام ماریہ تھا، حضرت ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما حبشہ چلی گئیں تھیں، انہوں نے گرجا کے حسن و جمال اور اس میں موجود چند تصویروں کا ذکر کیا، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اوپر اٹھایا اور ارشاد فرمایا کہ (یہ اہل کتاب کا دستور رہا ہے کہ) ج ان میں کوئی مرد صالح انتقال کر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد تعمیر کرتے پھر اس میں تصویریں رکھ دیتے، آخر انہی تصویروں سے بتوں سے شرک کا دروازہ کھل گیا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بدترین خلائق ہیں۔ (صحیح بخاری)

پھر اس بت پرستی کو مٹا کر لوگوں کو درس توحید دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ انہوں نے اپنے اپنے زمانے میں کفر و شرک کو مٹایا، بت پرستی سے روکا اور قوم کو درس توحید دیا۔

آخر میں سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے، انہوں نے بھی لوگوں کو خالص توحید کی دعوت دی، بت پرستی سے روکا، دین فطرت پر قائم رہنے کا حکم فرمایا۔

چونکہ شرک کی ابتداء تصویر سے ہوئی تھی اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر کی خوب مذمت بیان فرمائی۔ چنانچہ ارشاد ہے:

اشد الناس عذاباً یوم القیامة المصورون ۔ (متفق علیه مشكوة)

''قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب اللہ کے پاس فوٹو گرافروں کو ہوگا''۔

(مشکوۃ بحوالہ بخاری و مسلم)

چنانچہ تصویر اپنی نوعیت کا سنگین جرم ہے اس لیے اس پر عذاب بھی سخت ہوگا۔

بڑا ظالم کون ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

قال اللّٰہ تعالیٰ وامن اظلم ممن ذھب یخلق کخلقی فلیخلقوا ذرۃ او لیخلقوا حبۃ او شعیرۃ۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیث قدسی میں ارشادفرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جوتخلیق میں میری مشابہت اختیار کرے......؟ وہ ذرا ایک ذرہ (چیونٹی) توپیدا کرے یاایک دانہ یاایک جوتو پیدا کر کے دکھائے۔"

(مشکوٰۃ بحوالہ بخاری ومسلم)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تصویر کشی کو اپنی خدائی اور کارتخلیق میں دخل دینے کے مترادف قرار دیا۔ تصویر کھینچنا ایسا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ صفت تخلیق میں مشابہت اختیار کرنا، جس کا گناہ عظیم ہونا ظاہر ہے۔

وعن عائشۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اشد الناس عذاباً یوم القیامۃ الذین یضاھؤن بخلق اللّٰہ۔ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جوتخلیق میں اللہ تعالیٰ کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

تصویر دار پردہ لٹکانے کی ممانعت

قالت عائشة رضي الله عنها: قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم من سفر وقد سترت بقرام لي على سهولة فيه تماثيل فلما راه رسول الله صلى الله عليه وسلم هتكه وقال اشد الناس عذاباً يوم القيامة الذين يضاهؤن بخلق الله۔

(بخاری ص ۸۸۰، باب التصاویر)

حضرت عائشہ رضی اللہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے تشریف لائے میں نے طاق پر تصویر دار پردہ لٹکایا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے دیکھا تو پھاڑ دیا اور فرمایا کہ قیامت کے روز ان لوگوں کو سخت ترین عذاب ہوگا جو صفت تخلیق میں اللہ تعالیٰ کی نقل اتارتے ہیں۔ (بخاری)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری روایت ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ ایسا تکیہ خریدلیا جس پر تصویریں تھیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں داخل ہوتے وقت جب اس تکیہ کو دیکھا تو دروازہ پر رک گئے اور حجرے میں داخل نہیں ہوئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر ناگواری کے آثار کو بھانپ گئی (تصویر دار تکیہ کی وجہ سے یہ ناگواری ہے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ کے رسول میں اللہ کی نافرمانی کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی طرف متوجہ ہوں کہ میں نے ایسا کون سا گناہ کیا ہے کہ آپ میرے حجرے میں داخل نہیں ہورہے ہیں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تکیہ کیسا ہے یہ تم کہاں سے لائی ہو؟ کہتی ہیں میں نے عرض کیا کہ میں نے اس تکیہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خریدا ہے کہ آپ جس وقت چاہیں اس کا سہارا لے کر بیٹھیں جس وقت چاہیں اس کو

سوتے وقت سر کے نیچے رکھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا یاد رکھو تصویر بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تصویر تم نے بنائی ہیں ان میں جان ڈالو اور ان کو زندہ کرو۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہوتی ہے اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (بخاری ومسلم)

ان دونوں حدیثوں سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ گناہ کی جگہ جہاں فرشتہ داخل نہیں ہوتے وہاں جانا درست نہیں، کیونکہ جہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے، وہ عذاب والی جگہ ہوگی۔ تفصیل اگلی حدیث میں آرہی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی گناہ کا کام ہوتا ہوا نظر آئے یعنی خلاف شرع کوئی بھی بات نظر آجائے اور انسان کے اندر اس گناہ کو مٹانے کی قدرت ہو تو اس کو اپنے ہاتھ سے مٹا دینا لازم ہے اور اس کے خلاف غم وغصہ کا اظہار بھی کیا جائے اور ایسا طرزِ عمل اختیار کیا جائے کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کے حکم توڑنے کی وجہ سے ناراض ہیں۔ تصویر سازی اور بلاضرورت اس کا استعمال بھی عظیم گناہ ہے اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس تصویر والے پردہ کو پھاڑ دیا۔ لہٰذا امت کے ہر فرد پر لازم ہے کہ تصویر سے ایسی ہی نفرت کا اظہار کیا جائے اور بلاضرورت اس کے استعمال سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لاتدخل الملائكة بيتاً فيه كلب ولاتصاوير۔ (مشكوٰة)

''جس گھر میں کتے اور تصویر ہوں، اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔''

(مشکوٰۃ)

معلوم ہوا کہ جہاں تصویر ہو، چاہے دکان ہو یا مکان، دفتر ہو یا کوئی اور جگہ اور تصویر بھی خواہ کسی کی بھی ہو، کسی بزرگ کی ہو یا کسی فاسق وفاجر کی یا خود اپنی ہو، غرضیکہ کسی بھی جاندار کی تصویر جہاں ہو وہاں رحمت کے فرشتوں کا نزول نہیں ہوتا۔ جب رحمت کے فرشتوں کا نزول نہیں ہوگا، تو وہاں پریشانیاں، بیماریاں، بے برکتی اور نحوست کا نزول ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

تصویرسازی کو روزگار بنانے کی ممانعت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول كل مصور في النار يجعل له بكل صورة صورها نفساً فيعذب به في جهنم قال ابن عباس فان كنت لا بد فاعلاً فاصنع الشجر ومالا روح فيه۔ (بخاری ومسلم)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ہر تصویر کھینچنے والا جہنمی ہے۔ اس کی ہر تصویر میں جان ڈالی جائے گی، اسی کے ذریعے مصور کو عذاب دیا جائے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اگر تصویر کھینچنا ہی ہے تو درخت یا ایسی کوئی چیز جو جاندار نہ ہو اس کی کھینچو۔" (مشکوۃ)

مطلب یہ ہے کہ جاندار کی تصویر بہت مذموم، قابل نفرت اور قابل گرفت ہے، البتہ غیر ذی روح درخت، قدرتی مناظر ابشار وغیرہ کی شرعاً گنجائش ہے۔

حضور ﷺ کا تصویر والے مقام سے پرہیز کرنا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ ہر ایسے مقام سے پرہیز فرماتے تھے جہاں تصویر ہو، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لم یکن یترك فی بیت شیئاً فیہ تصالیب۔ (مشکوۃ)

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کوئی تصویر والی چیز نہیں چھوڑتے تھے۔''

تو معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تصویر سے بہت ہی نفرت تھی جس کا اظہار آپ نے اپنے قول وفعل سے فرمایا۔

تصویر کشی کی حرمت

فقہاء کرام اس پر متفق ہیں کہ جاندار کی تصویر سازی باجماع امت حرام ہے۔ جو مذاہب کی کتابوں میں مدلل مذکور ہیں ہم یہاں پر صرف شیخ الاسلام علامہ محی الدین نووی شافعی رحمہ اللہ کی ایک عبارت پیش کرتے ہیں:

قال اصحابنا وغیرھم من العلماء تصویر صورۃ الحیوان حرام شدید التحریم وھو من الکبائر لانہ متوعد علیہ بھذا الوعید الشدید مذکور فی الاحادیث۔ وسواء صناعنہ بما یمتھن او بغیرہ فصنعتہ حرام بکل حال لان فیہ مضاھاۃ لخلق اللّٰہ تعالیٰ وسواء ما کان فی ثوب او بساط او درھم او دینار او فلس او اناء او حائط او غیرھا واما تصویر صورۃ شجر ورحال الابل وغیر ذلك لما لیس

فیـه صورة حیوان فلیس بحرام (وبعد سطرین) ولا فرق فی هذا کله بین ماله ظل ومـالا ظـل لـه هذا تلخیص مذهبنا فی المسئلة وبمعناه قال جماهیر العلماء من الـصـحـابة رضـی الله تـعالیٰ عنهم والتابعین ومن بعدهم وهو مذهب الثوری، وابـی حـنیـفة وغیـرهـم رحمهم الله تعالیٰ۔ وقال بعض السلف انما ینهی عما کـان له ظل ولا باس بالصورة التی لیس لها ظل وهذا مذهب باطل، فان الستر الـذی انکر النبی صلی الله علیه وسلم الصورة فیه لاشك احد انه مذموم ولیس لصورته ظل مع باقی الاحادیث المطلقة فی کل صورة۔

(شرح النووی علی صحیح مسلم ص۱۹۹ ج۲)

ہمارے علماء (شافعیہ اور دوسرے علماء نے فرمایا کہ جاندار کی تصویر بنانا سخت حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔اس لیے اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں، جو احادیث میں مذکور ہیں خواہ تصویر پامال اور ذلیل کرنے کی غرض سے بنائی گئی یا کسی دوسرے مقصد کے لیے ان کا بنانا، بہر حال حرام ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفت تخلیق کا مقابلہ ہے اور خواہ وہ کپڑے پر بنائی جائے یا بچھونے، درہم، دینار، پیسے، برتن، دیوار یا کسی اور چیز پر۔ البتہ درخت اور دوسری بے جان چیزوں کی تصویر بنانا جائز ہے۔

ان تمام احکام میں سایہ دار (مورت) اور بے سایہ صرف نقش تصویر کے مابین کوئی فرق نہیں (دونوں قسمیں یکساں طور پر حرام ہیں) یہ اس مسئلہ میں ہمارے مذہب کا خلاصہ ہے اور یہ قول ہے۔ جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین اور مابعد کے علماء رحمہ اللہ کا اور یہ مذہب ہے امام سفیان ثوری مالک اور ابوحنیفہ وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ کا۔

اسلاف میں سے بعض کا قول ہے کہ سایہ دار (ذی جسم) تصویر سے منع کیا جائے گا اور ان تصویروں میں کوئی حرج نہیں جو بے سایہ ہیں۔

لیکن یہ مذہب باطل ہے اس لیے کہ جس پردہ کی تصویر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکیر فرمائی ہے بے شک وشبہ وہ تصویر مذموم تھی، حالانکہ اس تصویر کا کوئی سایہ نہ تھا، دوسری احادیث اس پر مستزاد ہیں، جو ہر تصویر کے متعلق مطلق ہیں (یعنی سایہ دار اور بغیر سایہ ہر قسم کی تصویر کی حرمت پر دال ہے)۔ (شرح مسلم)

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وفي التوضيح قال اصحابنا وغيرهم تصوير صورة الحيوان حرام اشد التحريم وهو من الكبائر وسواء صنعه لمايمتهن او لغيره فحرام بكل حال لان فيه مضاهاة لخلق الله۔ وسواء كان في ثوب او بساط او دينار او درهم او فلس او اناء او حائط واما ليس فيه صورة حيوان كالشجر ونحوه فليس بحرام۔ وسواء في هذا كله ماله ظل ومالاظل له، وبمعناه قال جماعة العلماء مالك والثوري وابوحنيفة وغيرهم رحمهم الله تعالىٰ۔ (عمدة القاري: ج۲۲، ص ۷۰)

توضیح میں ہے کہ ہمارے فقہاء (حنفیہ) اور دوسرے حضرات نے بھی فرمایا کہ جاندار کی تصویر حرام ہے اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے، خواہ پامال اور ذلیل کرنے کے لیے بنائی جائے یا کسی اور مقصد سے۔ بہرکیف حرام ہے اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفت تخلیق کا مقابلہ ہے اور خواہ وہ تصویر کپڑے پر ہو یا بچھونے، دینار درہم، پیسے، برتن دیوار پر۔ ہاں جس میں جاندار کی تصویر نہ ہو جیسے درخت وغیرہ تو یہ حرام نہیں اور اس کی حکم حرمت میں سایہ دار (جسم دار مورت) اور بے سایا (بے جسم صرف نقش) تصویر میں برابر ہیں، علماء کی جماعت نے یہی فرمایا ہے۔ امام مالک، سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی قول ہے۔
(عمدۃ القاری شرح بخاری)

تصویر کی لعنت عام ہوگئی ہے

فقہاء نے بلاضرورت تصویر کشی کو حرام قرار دیا اور اس کی طرف دیکھنے اور دکھانے کے لیے گھروں میں اور دیگر نمایاں مقامات پر آویزاں کرنے کو ممنوع اور مذموم قرار دیا لیکن افسوس......!

آج ہماری حالت اس کے برعکس ہے۔ ہماری کوئی بھی محفل خوشی کی ہو یا غمی کی، کوئی دکان ومکان اس لعنت سے خالی نہیں۔ گویا کہ ہم نے تصویر کو زندگی کا ایک لازمی حصہ بنالیا ہے۔ اسی پر ہمارا جینا اور مرنا ہے۔ ہم اپنی تقریبات کو اس وقت تک نامکمل سمجھتے ہیں جب تک اس تقریب کی تصویر نہ اتار لی جائے یا ویڈیو اور مووی نہ بنالی جائے، اسی طرح اپنے مکان دکان اور دفتروں کو اس وقت تک نامکمل سمجھتے ہیں جب تک ان کے شوکیسوں اور دیواروں پر بڑی بڑی دو چار جاندار کی تصاویر چسپاں نہیں کر لیتے۔ اسی طرح بچوں کا کھلونا ہے، وہ بھی مورتی ہونی چاہیے۔ اسی طرح اپنی تجارتی چیزوں کے لیے اشتہارات بھی تصویروں کے ساتھ ہونے چاہئیں۔ جب تک اشتہار میں تصویریں نہ ہوں ہم سمجھتے ہیں کہ یہ چیز مارکیٹ میں چلے گی ہی نہیں، وہ بھی کسی خاتون کی ننگی تصویر ہونی چاہیے (اناللہ وانا الیہ راجعون) جس چیز کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نامبارک اور منحوس قرار دیا جس کی موجودگی، اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول کو روک دیتی ہے، جس سے شرک اور بت پرستی کی ابتداء ہوئی۔ آج اسی تصویر کو ہم نے گلے کا ہار بنالیا، اسی کو عزت اور ذلت کا مدار سمجھا جانے لگا۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ اخبارات ورسائل اور ٹی وی وغیرہ میں بھی تصویر کی نمائش کو سب سے زیادہ پرکشش بات سمجھی جاتی ہے۔ عوام تو عوام خواص وعلماء بھی اس میں بڑھ چڑھ کر

حصہ لینے لگے ہیں۔

اخبارات ورسائل کے سرورق پرنمایاں تصویر نہ آئے تو اس کے لیے احتجاج کیا جاتا ہے۔ کوئی بھی جلسہ یا تقریب ہو اس کے لیے پہلے ہی سے تصویر کشی کا انتظام کیا جاتا ہے۔ پھر مزید کہ ہفت روزہ اور ماہناموں میں بھی عریاں تصویروں کے بغیر کوئی جاذبیت نہیں رہتی۔

اب تو بہت سے علماء کو بھی شوق ہو گیا ہے کہ وہ بھی ٹی وی کی زینت بننے کی کوشش کرتے ہیں پھر مزید یہ کہ ناچ گانوں کا مرکز فحاشی وعریانی کا آلہ ٹی وی کو اشاعت دین کا ذریعہ قرار دیا جارہا ہے، یہ خود فریبی نہیں تو اور کیا ہے۔

ہائے امت مسلمہ! کہاں بھٹک رہی ہے۔ احکام شرعیہ سے کس قدر سرتابی ہے۔ ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر روگرانی ہے۔ خدا ہی حفاظت فرمائے ع

چوں کفر از کعبہ خیزد کجا ماند مسلمانی

محاسبہ کریں!

میری ان معروضات کا حاصل یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی پر نظر ثانی کریں اور ظاہری باطنی گناہوں کا محاسبہ کریں۔ خاص کر تصویر کے بارے میں ہم سے جو کوتاہیاں ہو گئیں اور ارشادات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سرتابیاں ہو گئیں تو ان سے خوب توبہ کریں اور تمام غیرضروری تصویروں کو پھاڑ ڈالیں۔ گھروں، دکانوں اور نمایاں مقامات پر جو تصویریں آویزاں ہیں ان کو اتار دیں یعنی تصویر کا چہرہ مسخ کر دیں۔ شادی بیاہ ودیگر تقریبات میں تصویر کشی اور ویڈیو فلم بنانے سے گریز کریں۔ اخبارات ورسائل وغیرہ میں تصویر نہ چھاپی جائے۔ اگر تصویر والی چیزیں خریدنا پڑے تو فوراً تصویر کو مٹا دیں۔ شوروموں اور شوکیسوں میں مورتیاں نصب نہ کریں، بچوں کے کھلونے خریدتے وقت جاندار کی تصویروں سے بچیں اور بچوں کے دل

میں تصویر سے نفرت بٹھائیں اور تصویر والی جگہوں میں داخل ہونے سے اجتناب کریں۔ اگر ضرورت سے جانا پڑے تو تصویر کی طرف دیکھنے سے اپنی نظر کی حفاظت کریں اور دوسروں کو بھی اس کی تبلیغ اور احکام شرعیہ سے مطلع کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح فہم نصیب فرمائے شریعت پر کامل ومکمل عمل کی توفیق بخشے اور سرتابی وسرکشی سے حفاظت فرمائے۔ آمین

تصویر سے اجتناب کے برکات

وسعت رزق کا واقعہ

ایک مولوی صاحب نے اپنا واقعہ یوں بیان کیا کہ میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں طالب علم تھا میرے مرشد ومربی حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ نے مشورہ دیا کہ آپ رات کا قیام خانقاہ میں رکھیں، چنانچہ یہ مشورہ قبول کر لیا گیا، ان دنوں کھانے کے مصارف بھی میرے ذمہ تھے، اچانک میرے مصارف میں اضافہ ہوگیا۔ روزانہ آنے جانے کا کرایہ اور خانقاہ میں کھانے کے مصارف، اس پر مزید یہ ہے کہ جامعہ میں یہ کہہ کر میرا کھانا بند کروادیا کہ انہوں نے امامت سنبھال لی۔ لہٰذا جامعہ کی طرف سے ان کا کھانا بند ہے، اس لیے مجھے گھر کی طرف سے جو خرچہ ملتا تھا وہ ناکافی ثابت ہونے لگا تو میں نے سوچا کہ اڈنٹی کارڈ بنوالیتا ہوں، اس طرح کرایہ کی کافی بچت ہو جائے گی، لیکن اس کے لیے تصویر کھنچوانا لازم تھا، چونکہ تصویر کشی شرعاً حرام ہے اس لیے بندہ کو تامل ہوا کہ اس ضرورت سے صرف تصویر کھینچوالی جائے یا نہیں، تو اپنے ایک نہایت ہی شفیق استاذ

محترم سے اس سلسلہ میں مشورہ کیا تو انہوں نے فرمایا اس گناہ کے ارتکاب سے اجتناب کریں اور صبر کریں ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ برکت نازل فرمائیں گے، چنانچہ بندہ نے اس مشورہ پر عمل کیا اور کارڈ نہیں بنوایا، بس وہ سال تو کسی طرح گزار لیا، شعبان کے مہینہ ہی سے اللہ تعالیٰ نے رزق میں ایسی وسعت فرمادی کہ فراغت تک پھر کبھی تنگی پیش نہیں آئی، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یادگار تصویروں کو آگ لگادی

انہوں نے ہی اپنا دوسرا واقعہ اس طرح بیان کیا کہ مجھے بچپن میں اس کا بہت شوق تھا کہ مختلف اوقات کی تصویریں اپنے پاس یادگار کے طور پر رکھوں، چنانچہ میرے پاس درجۂ خامسہ تک بہت سی تصویریں جمع ہوگئیں ان کو دیکھ دیکھ کر خوش بھی ہوتا تھا۔ اس دوران تصویر کی قباحت والی بہت سی حدیثیں بھی پڑھنے سننے کا اتفاق ہوا لیکن کبھی اس طرف توجہ نہیں گئی کہ اس عظیم گناہ سے توبہ کی جائے۔ ایک دفعہ اتفاق سے ایک ولی کامل کی مجلس وعظ میں بیٹھا ہوا تھا کہ تصویر کی مذمت پر بات چل پڑی اس پر وارد ہونے والی وعیدیں خوب سنائی گئیں۔ بس میرے دل میں تصویر سے نفرت بیٹھ گئی، طبیعت میں ایک طرح کی بے چینی پیدا ہوئی اور بار بار سوچتا رہا کہ میں اب تک اس عظیم گناہ کے اندر مبتلا ہوں اگر اس دوران موت آجاتی تو پھر کس قدر سخت عذاب میں گرفتار ہوتا آخر ان تصاویر میں دنیا کا کون سا فائدہ مضمر ہے۔ یہ تو بے جان چیز ہے۔ شیطانی دھوکا ہے کہ یادرگار تصویریں، یہ تو دنیا میں بھی حصول رحمت سے مانع ہے پھر آخرت میں عذاب ہونا بھی حدیث میں مذکور ہے وہیں بیٹھے بیٹھے ہی اس گناہ کبیرہ سے توبہ کرلی پھر جب اپنے قیام گاہ میں آیا تو ساری یادگاروں کو آگ لگادی ساتھیوں

نے پوچھا خیر تو ہے؟

میں نے جواب میں کہا کہ ان تصویروں میں لعنت کے سوا کوئی خیر کی بات ہوتی تو پھر جلاتا کیوں! اب بات میری سمجھ میں آ گئی ہے کہ یہ بت پرستی کا ذریعہ ہے، تصویر کا احترام ہی آدمی کو بت پرستی تک پہنچاتا ہے اس طرح اللہ پاک نے اس گناہ سے بچالیا۔ پھر میں سوچتا رہا کہ اس سے پہلے بھی تو یہ حدیثیں بار بار سنیں پھر عمل کی توفیق کیوں نہیں ہوئی؟ بعد میں یہ بات سمجھ میں آئی کہ جب تک انسان کے دل میں کسی گناہ کی نفرت نہیں بیٹھ جاتی ہے اس وقت اس گناہ کو چھوڑ نا مشکل ہوتا ہے چاہے اس گناہ کی وجہ سے آخرت کی تباہی کے علاوہ دنیا کا بھی کتنا بڑا نقصان ہو رہا ہو اور گناہوں سے دل میں نفرت بیٹھانے کا ایک اہم نسخہ یہ ہے کہ نیک صالح لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے اور ان سے گناہ چھوڑنے کے نسخے حاصل کیے جائیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہر قسم کے گناہوں سے حفاظت فرمائے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

ایران کی سیر قربان

واقعہ:

ایک عالم دین کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایران کے سرحد پر واقع ''مند'' شہر میں میرا جانا ہوا اور وہاں جمعہ کا بیان ہوا، منکرات کے بارے میں خوب وضاحت کے ساتھ بیان ہو، اس کے بعد وہاں کے بااثر لوگوں نے اصرار شروع کیا کہ ایران کی سیر کر لی جائے تمام مصارف ہمارے ذمہ ہے، آپ صرف ہاں کہہ دیں، چنانچہ ہاں کہہ دیا، اس کے بعد اگلے دن بازار گئے کہ راہداری لینے کے لیے تصویر کی ضرورت ہے، ان کا بیان ہے کہ تصویر کی دکان کے سامنے جا کر میں نے غور وفکر کیا اس وقت ایران جانا کون سا ضروری ہے، جس کے لیے کسی

بڑے گناہ کا ارتکاب کیا جائے، ایران نہ گیا تو میرا کیا نقصان ہوگا جانے سے کیا فائدہ؟ ایسا کوئی ضروری کام یا کسی خاص آدمی سے ملاقات یا دین و دنیا کا کوئی اہم کام تو درپیش نہیں بس شہر کے بازار اور سڑکوں ہی کو تو دیکھنا ہے، شریعت نے ضرورت شدیدہ کے وقت جو تصویر کی اجازت دی ہے ایسی کوئی ضرورت تو یہاں متحقق نہیں، بس دل ہی دل میں فیصلہ کرلیا کہ ایران نہیں جائیں گے پھر میزبانوں کو اطلاع کردی کہ میرا ایران جانے کا ارادہ ختم ہو گیا ہے کیونکہ یہ ایک گناہ کے ارتکاب پر موقوف ہے جبکہ شریعت نے ایسے غیر ضروری کاموں کے لیے ایسے عظیم گناہ کے ارتکاب کی اجازت نہیں دی، بس انہوں نے بھی اصرار چھوڑ دیا، اس طرح معاملہ ختم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو دین کی سمجھ نصیب فرمائے۔

اشکال و جواب

پھر عمل کیوں نہیں؟

بعض لوگوں کے ذہن میں یہ سوالات ابھرتے ہیں کہ جب تصویر حرام ہے جیسا کہ احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے تو پھر بہت سے علماء تصویر کیوں کھینچواتے ہیں۔ ان کی تصویریں اخبارات میں بھی چھپتی ہیں کیا ان علماء کو تصویر کی حرمت کا علم نہیں ہے؟

جواب:

تصویر کی حرمت کا تو سب ہی قائل ہیں باقی رہا کسی عالم کی تصویر کا اخبارات وغیرہ میں چھپنا اس کی دو وجہیں ہوتی ہیں: کبھی تو ان کو علم ہی نہیں ہوتا، بس بعض لوگ چھپکے سے ان کی لاعلمی میں تصویر اتار لیتے ہیں اور اخبارات میں شائع کر دیتے ہیں۔ یہ تو ان علماء کا قصور نہیں

ہے، سارا گناہ فوٹو گرافر اور اخبارات میں چھاپنے والوں کو ہوگا۔ اور بعض لوگ قصداً بھی فوٹو کھنچوانے کے لیے تیار رہتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں یہ ان کی عملی کمزوری ہے۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق عمل کرنا یہ حجت ودلیل ہے عمل نہ کرنا غفلت برتنا یہ حجت نہیں ہے۔ اسلام کی مکمل تعلیمات واحکام قرآن وحدیث میں محفوظ ہیں ان میں حلال وحرام میں صاف فرق موجود ہے۔ اب اگر کوئی مسلمان حرام کا ارتکاب کر بیٹھے تو اس سے وہ حرام کام شرعاً حلال نہیں ہو جائے گا اگر چہ وہ مولوی ہو، جیسے تقریباً سب مسلمانوں کو معلوم ہے کہ جھوٹ بولنا حرام ہے اب بہت سے مسلمان بھی جھوٹ بولنے لگیں ہیں اور گناہوں کی بنسبت یہ گناہ بکثرت صادر ہوتے ہیں، اسی طرح ڈاڑھی منڈانا یا مٹھی سے کم کرنا حرام ہے، لیکن بہت سے مسلمان اس حرام کام کا ارتکاب کرتے ہیں اجنبی مردوں سے پردہ کرنا خواتین پر فرض ہے لیکن بہت سے مسلمان خواتین پردے کا اہتمام نہیں کرتیں، ظاہر بات ہے کہ مسلمانوں کی بدعملی کی وجہ سے یہ گناہ حلال تو نہیں ہو جائے گا بلکہ جھوٹ بولنا اسی طرح دیگر گناہ قیام تک حرام ہی رہے گا اب یہی حال تصویر کے مسئلہ کا بھی ہے اس میں بعض مسلمانوں کے ابتلاء سے اس کو جائز نہیں کہا جا سکتا۔ پھر یہ بھی نفس کا دھوکا ہوتا ہے کہ گناہ کرنے کے لیے تو کسی مولوی کے عمل کا سہارا لے لیا جاتا ہے بہت سے علماء جو منع کرتے ہیں ان کی باتوں کی طرف کوئی توجہ نہیں قرآن وحدیث کے واضح ارشادات کی طرف کوئی دھیان نہیں گناہ پر گناہ کیے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی تمام مسلمانوں کو سمجھ نصیب فرمائے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے۔

زندگی بھر نفلی حج کے لیے نہیں گئے

جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے دل کو نور معرفت سے منور فرما دیتے ہیں ان کے لیے گناہوں سے بچنا آسان ہو جاتا ہے ارتکاب معصیت مشکل ہو جاتا ہے پھر وہ ہر قیمت پر گناہوں سے بچتے ہیں، اگر چہ ان کو کتنی ہی بڑی قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑے۔ پیر شریف لاڑکانہ سندھ کے قریب ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ایک ولی کامل حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رحمہ اللہ خلیفہ مجاز حضرت مولانا حماداللہ ھالیجوی رحمہ اللہ اس گاؤں میں آباد تھے، وہیں ان کا خانقاہ اور مدرسہ بھی ہے، انہی کی وجہ سے یہ گاؤں مشہور ہو گیا، علماء وصلحاء کے علاوہ عوام کے ایک بڑے طبقہ نے مولانا موصوف سے ظاہری علوم کے علاوہ باطنی فیض بھی اخذ کیا ان کے متعلق ان کے قریبی دوستوں نے بتایا کہ مرض الموت میں ایک ہسپتال میں زیر علاج تھے دوران علاج ہسپتال کے نرسوں کو منع فرما دیا تھا کہ میرے قریب کوئی نرس نہ آئے بلکہ مرد حضرات ہی علاج کے کام انجام دیں، مرد ڈاکٹرز کے ہوتے ہوئے کسی غیر محرم عورت کا مرد مریض کو ہاتھ لگانا جائز نہیں، چنانچہ اس پر عمل ہوا، اللہ تعالیٰ نے اسی طرح ان کو دنیا سے اٹھالیا۔

مولانا عبدالکریم صاحب ہی کا واقعہ ہے کہ حضرت نے اپنے متعلقین سے فرمایا کہ اگر بغیر تصویر کے پاسپورٹ بن سکتا تو حج کے لیے جاؤں گا ورنہ نہیں، کیونکہ جو عبادت گناہ پر موقوف ہو، اگر گناہ سے بچنے کے لیے عبادت کو چھوڑ دیا تو میں عنداللہ معذور ہوگا اگر اللہ تعالیٰ پوچھے تو بتاؤں گا کہ یا اللہ گناہ کی ہمت نہیں تھی، لیکن اگر تصویر کھنچوالی اس گناہ کا ارتکاب کرلیا پھر اللہ تعالیٰ نے پوچھ لیا کہ تصویر کھینچوانے کا گناہ کیوں کیا تو میرے پاس کوئی

جواب نہ ہوگا۔ چنانچہ وہ حج کے لیے تشریف نہیں لے گئے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسی ہمت عطا فرمائے گناہوں سے حفاظت فرمائے۔ آمین هو نعم الوكيل

مولانا عبدالکریم کا ایک اور واقعہ

حضرت مولانا عبدالکریم بیر شریف والے ہی کا ایک واقعہ ان کے ایک شاگرد نے سنایا کہ ایک مرتبہ کسی جلسہ میں تقریر کے دوران کسی شخص نے اچانک مجمع کی تصویر اتاری، حضرت مولانا بہت سخت ناراض ہوئے، تقریر درمیان میں چھوڑ دیا۔ انتظامیہ نے ہر چند منوانے کی کوشش کی بعض نے جھوٹ بھی بولا ویسے لائٹ آئی ہے تصویر کی لائٹ نہیں تھی لیکن حضرت نے توبہ کروا کر ہی چھوڑا، جب تک اس نے تصویر کے گناہ سے توبہ نہیں کی اس وقت تک تقریر روک رکھی، یہ ہے علماء کی شان، ہر موقع پر مصلحت کا شکار ہونا عوام سے دب جانا اس کے ساتھ گناہوں میں شریک ہوجانا یہ علماء کی شان کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہر عالم کو ایسی ہمت عطا فرمائے کہ بلا خوف وخطر محض اللہ تعالیٰ کی خاطر گناہ چھوڑے اور چھوڑ وائے، اس میں مصلحت پسندی کا شکار ہونے کے بجائے حق اور سچ کہے اور اس پر عمل کرے۔

ولیمہ کی دعوت ٹھکرادی

ایک عالم دین کا بیان ہے کہ میں ایک شادی کی دعوت میں شریک تھا کھانا دسترخوان پر لگنے ہی والا تھا کہ اچانک تصویر کشی کا شبہ ہوا تو اٹھ کر دیکھا تو واقعی لوگ اس خلاف شرع شیطانی کام میں مشغول تھے کہ چھپ کر تصویر اتار رہے تھے، کیونکہ مجمع میں ایک بزرگ عالم

دین بھی تشریف فرماتھے، جو جانداروں کی تصویر کشی سے سختی سے منع فرماتے ہیں۔

چنانچہ بندہ نے انہیں صورتِ حال سے آگاہ کیا تو انہوں نے خود بھی کھانے میں شرکت نہیں کی اور اپنے احباب کو بھی منع فرمادیا کہ جس دعوت میں منکرات شامل ہوں اس میں شرکت جائز نہیں۔

چنانچہ بعد میں فقہ کی کتابوں میں بعینہٖ یہی مسئلہ موجود پایااس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر مقام دعوت پر پہنچنے سے پہلے معلوم ہوگیا کہ وہاں گانا بجانا، تصویر کشی یا مردوزن کا مخلوط ماحول ہے یا اور کوئی گناہ ہوگا تو اس دعوت میں جانا جائز نہیں اور اگر مقام دعوت پر پہنچنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہاں تصویر کشی مووی وغیرہ کا پروگرام ہے تو وہاں بیٹھنا جائز نہیں، اٹھ کر چلے جانا فرض ہے، خواہ یہ شخص عامی ہو یا عالم مذکورہ دونوں صورتوں میں سب کے لیے یہی حکم ہے۔ البتہ اگر مجلس دعوت میں معصیت کا ارتکاب نہیں ہو رہا ہے بلکہ دوسری مجلس میں ہے تو عامی کو بیٹھنا جائز عالم اور مقتدیٰ کے لیے اس صورت میں بھی بیٹھنا جائز نہیں بلکہ وہاں سے نکل جانا فرض ہے، اس کے بعد صاحب دعوت نے بہت معافی مانگی بہت اصرار کیا کہ بچوں نے تصویر اتاری ہے میرا اس میں کوئی اختیار نہیں تھا، لیکن انہوں نے جواب دیا کہ آدمی کا اکیلا دیندار ہونا کافی نہیں بلکہ گھر کا ماحول بنانا چاہیے کہ کم از کم اجتماعی اور کھلے عام تو گناہ کا ارتکاب نہ کرے، شادی سے پہلے ہی اولاد کی ذہن سازی ہو کہ شادی سنت وشریعت کے مطابق ہوگی، عام طور پر شادی کے موقع پر فلاں فلاں گناہ کا ارتکاب کیا جاتا ہے ان سے بچنا بہت ضروری ہے لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا، اب میں آپ کی محبت میں آگ میں تو نہیں کود سکتا۔

بہرحال ان کے اصرار کے باوجود دعوت میں شرکت نہیں کی اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسی ہمت وتوفیق عطا فرمائے۔

ناشتہ کی دعوت

میرے زمانہ طالب علمی کا واقعہ ہے کہ میں حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کے خانقاہ میں مقیم تھا، ایک دن فجر کی نماز کے بعد فرمایا کہ گلشن اقبال جانا ہے، وہاں ایک صاحب سے ملاقات کرنی ہے، بندہ کو حضرت رحمہ اللہ کی اس شفقت پر بڑی خوشی ہوئی وہاں پہنچنے کے بعد معلوم ہوا ہے کہ وہ صاحب حضرت کے پرانے ساتھی ہیں اور کسی دوسرے شہر سے تشریف لائے ہیں اور یہ ان کے بیٹے کا مکان ہے۔ گھر کے باہر ہی وہ صاحب انتظار میں تھے پہنچتے ہی ایک کمرہ کی طرف اشارہ کر کے داخل ہونے کو کہا تو حضرت رحمہ اللہ اچانک رک گئے مجھے تذبذب سا ہوا کہ اچانک کیا بات پیش آگئی کہ حضرت کمرہ میں داخل ہی نہیں ہو رہے ہیں پھر حضرت نے فرمایا کہ صاحب خانہ سے کہیں کہ دیواروں پر جو تصویریں آویزاں ہیں ان کو چادر سے ڈھانک دیں، چنانچہ فوراً ان کو چادروں سے چھپا دی گئیں، اس کے بعد حضرت رحمہ اللہ داخل ہوئے، ہم بھی داخل ہو کر ایک جانب کو بیٹھ گئے تو جلد ہی ناشتہ پیش کیا گیا، حضرت رحمہ اللہ نے تو ایک دو بسکٹ ہی لیے، بہر حال ہم نے اپنے حساب سے سیر ہو کر ناشتہ کیا، پھر حضرت نے تقریباً پندرہ منٹ بیان فرمایا اس کے بعد واپسی ہوئی راستہ میں حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں کمرہ میں داخل ہونے سے اس لیے رک گیا تھا کہ کمرہ میں جاندار کی تصویریں نظر آرہی تھیں جبکہ کسی مقام پر جاندار کی تصویر لٹکانا جائز نہیں حدیث کی رو سے ایسے مقامات پر رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے ایسی جگہوں میں داخل ہونے سے اجتناب کرنا ضروری ہے، اس لیے میں اندر داخل نہیں ہو رہا تھا، بعد میں جب اس پر کپڑا ڈالا گیا تو وہ علت ختم ہوگئی میں نے جو اس وقت کوئی ڈانٹ ڈپٹ نہیں کی وہ

حکمت کے تحت تھی، پھر انہوں نے ہمیں جسمانی غذا کھلایا تو ہمارا حق بنتا تھا کہ ہم بھی انہیں کچھ بدلہ دیں۔

چنانچہ ہم نے ان کو روحانی غذا کھلائی، یہ ہیں صاحب دل حضرات جن کے دل میں فکر آخرت ہوتی ہے وہ ہر موقع پر شریعت کے دامن تھامے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے تعلق پر کسی غیر کے تعلق کو غالب آنے نہیں دیتے اور جہاں کہیں موقع ملے اللہ تعالیٰ کی باتیں اللہ کے بندوں تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، دیکھئے پرانے دوست کی رعایت میں گناہ میں شریک نہیں ہوئے کہ تصویر والی جگہ میں داخل ہوجائیں اور شریعت کے حکم کو چھوڑ بیٹھیں، بلکہ شریعت کے حکم کو مقدم رکھا اور حکمت وموعظت کے ذریعہ ان کو دین کی بات سمجھائی کہ آپ سے دوستی تو ہے لیکن چونکہ کمرہ میں تصویر نمایاں ہوتے ہوئے داخل ہونا جائز نہیں ہے اس لیے ان کو چھپادیں۔ یقیناً شریعت بہت آسان ہے۔ اس پر عمل کرنا بھی بڑا آسان ہے، بس دل میں فکر آخرت ہو اللہ تعالیٰ کی محبت ہو، دل میں صلاح وتقویٰ ہو۔ ہاں کوئی عمل کرنے کا ارادہ ہی نہ کرے اس کے لیے شریعت پر عمل کرنا واقعی مشکل ہے۔

اس سے یہ بھی اندازہ ہوا کہ اہل اللہ کے دل جاندار کی تصویر سے سخت متنفر ہوتے ہیں، وہ ان سے دور رہنے کی بہت زیادہ کوشش کرتے ہیں۔ جو بندہ گناہوں سے بچنا چاہیں اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ہدایت نصیب فرمائے۔

تصویر والی چیزوں کا استعمال

ایک صاحب نے کہا حضرت اس دور میں تصاویر کی اتنی کثرت ہے کہ بچنا ممکن ہی نہیں ہے، کھانے پینے کے اشیاء جو بازار میں ملتی ہیں۔ ان پر مختلف جانداروں کی تصویریں ہوتی ہیں، بلکہ عورتوں کی فحش تصویریں بھی ہوتی ہیں۔ اسی طرح اخبارات وغیرہ راستہ چلتے سائن

بورڈ پر بڑی بڑی تصویریں نظر آتی ہیں۔ان تصویروں کو نہ دیکھنا چاہیں تب بھی نظر آتی ہیں۔
جبکہ فقہ کا قاعدہ ہے کہ النظر الی المحرم حرام یعنی حرام چیزوں کی طرف دیکھنا بھی حرام ہے کے مطابق تو ان تصویروں کو دیکھنا جائز ہی نہیں ٹھہرا پھر کیا صورت اختیار کی جائے۔

اس پر ارشاد فرمایا کہ ایک تو کسی محرم چیز پر اچانک نظر پڑ جانا ہے۔دوسرا کسی چیزوں کو قصداً دیکھنا، اچانک نظر پڑ جانے سے گناہ نہ ہوگا، بلکہ ان کو قصداً دیکھنے سے گناہ ہوگا۔ حدیث میں غیر محرم عورتوں پر قصداً نظر ڈالنے سے جو ممانعت آئی ہے،اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب بنا کر فرمایا:

یا علی لاتتبع النظر النظرة فان الاولیٰ لك والثانی علیك

یعنی اے علی کسی غیر محرم عورت پر ایک مرتبہ نظر پڑ جانے کے بعد دوبارہ نظر جما کر مت دیکھو کیونکہ پہلی مرتبہ جو نظر پڑ گئی ہے وہ تمہارے لیے معاف ہے دوبارہ جو قصداً نظر ڈالو گے اس کا گناہ ہوگا۔

اس لیے تصویروں کو قصداً نہ دیکھی جائے کبھی اچانک نظر پڑ جائے تو فوراً نظر ہٹالی جائے، باقی اخبارات یا صابن/ دودھ کے ڈبے وغیرہ کوئی بھی چیز جن پر جاندار کی تصویر بنی ہوئی ہوتی ہے ان سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان چیزوں کو خریدنے کے بعد تصویروں کے چہروں کو قلم سے مسخ کر دیا جائے کہ چہرے سے پہچانا نہ جائے کہ یہ کس کی تصویر ہے، چہرہ مٹنے کے بعد بقیہ جسم دیکھنے سے تصویر دیکھنے کا گناہ نہ ہوگا۔البتہ کسی متعین عورت کی تصویر ہو اور بقیہ اعضاء کے دیکھنے سے بھی شہوت ابھرنے کا خدشہ ہو تو بقیہ اعضاء کو بھی دیکھنا جائز نہیں۔
خلاصہ یہ ہے کہ کسی کی تصویر کا احترام دل میں نہ ہو نیز کسی جاندار کی تصویر کو قصداً نہ دیکھی جائے۔

شادی کی محفل مجلس وعظ میں بدل گئی

میرے بڑے بھائی عالم دین ہیں اور ایک مسجد کے پیش امام ہیں، اچانک ان کا فون آیا کہ فلاں شادی ہال میں کچھ وعظ ونصیحت کا پروگرام ہے آپ تیاری کر کے آئیں۔

مجھے بڑا تعجب ہوا کہ اس دور میں تو شادی کے موقع پر ہر قسم کے گناہ کو جائز سمجھ لیا جاتا ہے تصویر کشی، گانا بجانا، بے پردگی وغیرہ پھر دعوت ولیمہ کے موقع پر وعظ ونصیحت کیسے؟اس لیے صورتِ حال دریافت کرنا چاہا تو معلوم ہوا کہ دولہا کے والد صاحب کا تبلیغی جماعت سے دیرینہ تعلق ہے۔

گھر کے دیگر افراد کی رائے تھی کہ دعوت کے موقع پر گانا بجانے کا بھی پروگرام ہو اور مووی وغیرہ کی تصویر بھی یادگار کے طور پر بنوائی جائے کچھ گروپ فوٹو اتاری جائے، لیکن ان صاحب کو فکر لاحق ہوئی کہ یہ کام تو بہرحال حرام ہے، علماء سے یہ بھی سنا ہے کہ شادی کے موقع پر اگر گناہ ومعصیت کا ارتکاب کیا جائے تو اس شادی میں بے برکتی ہوتی ہے، بعض دفعہ گناہوں کی نحوست سے دونوں خاندانوں میں اختلافات شروع ہوجاتے ہیں تلخی شروع ہوجاتی ہے، کبھی طلاق تک کی نوبت پہنچ جاتی ہے۔

چنانچہ انہوں نے امام صاحب سے مشورہ کیا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ اس موقع پر ضرور کوئی ایسا پروگرام ہو کہ تمام شرکاء گناہ سے بچ جائیں، دعوت کے کھانا تیار ہونے تک کوئی دینی باتوں کا سلسلہ بھی رہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کا انتظام کیا جائے، مردوں کے حصّہ میں بھی اور عورتوں کے حصہ میں بھی اور کسی اچھے خطیب کو دعوت دی جائے چنانچہ خاندان کے دیگر افراد نے بھی اس تجویز کو قبول کیا۔ آپس کے مشورہ میں

میرے بارے میں فیصلہ ہوا کہ ان کو دعوت دی جائے، وقت مقررہ میں شادی ہال پہنچا، خواتین کے لیے پردہ کا خاص اہتمام تھا، مرد حضرات الگ احاطہ میں تھے، بحمد اللہ! پورا ایک گھنٹہ منکرات پر بیان ہوا اتنے میں کھانا بھی دسترخوان پر لگ گیا، اس طرح الحمدللہ پورا مجمع تصویرکشی کی لعنت اور گانا سننے سنانے کے گناہ سے بچ گئے، نیز فضول باتوں اور قصے کہانی میں مشغول رہنے کی بجائے قرآن وحدیث سننے کا اور اس سے فائدہ اٹھانے کا بھی موقع ملا۔ الحمدللّٰہ علیٰ ذالک

تصویر سے نفرت کا واقعہ

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا بچپن کا زمانہ تھا ان کے والد صاحب انہیں کہیں لے جارہے تھے راستہ میں ایک شخص پر نظر پڑی جو ایک کتا کو لیے جارہا تھا اور اس کے ساتھ پیار محبت کا برتاؤ کررہا تھا گویا کہ دونوں (یعنی کتا اور صاحب کتا) آپس میں گہرے دوست ہیں حضرت شاہ صاحب نے والد صاحب کے کندھے پر سے بولا ارے صاحب کتے سے اس قدر محبت کررہے ہو تمہارے پاس رحمت کے فرشتے نہیں آئیں گے، اس لیے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ " لاتدخل الملائكة بيتا فيه كلب أو تصاوير" یعنی جس گھر میں کتا یا تصویر ہوں اس میں فرشتے نہیں آتے۔ (مشکوٰۃ)

ان صاحب نے فوراً جواب میں کہا ارے بیٹے اچھا ہی ہے فرشتے نہیں آئیں گے تو موت نہیں آئے گی موت سے چھٹکارا مل جائے گا، تو حضرت شاہ صاحب نے کم عمر ہونے کے باوجود برجستہ کہا کہ ارے صاحب کس دھوکا میں پڑے ہوئے ہو موت سے کسی کو چھٹکارا نہیں مل سکتا وہ تو اپنے وقت پر آکر ہی رہے گی البتہ یہ ہے کہ تمہارے پاس رحمت کے فرشتے نہیں

آئیں گے تمہاری جان نکالنے کے لیے وہی فرشتے آئیں گے جو کتوں کی جان نکالتے ہیں۔
یہ برجستہ جواب سن کر وہ صاحب دھنگ رہ گئے۔

فائدہ:

اس واقعہ سے ایک تو یہ سبق ملا کہ بچوں کی دینی تربیت کرنا نہایت ضروری ہے کہ انہیں بچپن ہی سے عبادت کا شوق دلایا جائے اور گناہوں سے ان کے دلوں میں نفرت بٹھائی جائے یہ حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے والد کی تربیت ہی کا تو اثر تھا کہ ان صاحب کو کتے کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرتے دیکھتے ہی نکیر کیے بغیر نہ رہ سکے فوراً ان کو ٹوک دیا اللہ تعالیٰ ہر ماں باپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ اپنی اولاد کی ایسی تربیت کرے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہر مسلمان کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان دل وجان سے عزیز ہونا چاہیے، حضرت شاہ صاحب کے ذکر کردہ حدیث میں جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کے متعلق وعید سنائی ہے اسی طرح تصاویر کے متعلق بھی یہی وعید ہے چنانچہ مذکورہ حدیث کے علاوہ اور بھی متعدد احادیث میں اس سے بھی سخت وعیدیں آئی ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سخت سے سخت عذاب تصاویر بنانے والے کو ہوگا۔ یہ حدیث متن کے ساتھ پہلے گزر چکی ہے۔ (مشکوٰۃ)

اس قدر وعید شدید کے باوجود مسلمانوں کو کوئی فکر نہیں ہے اپنے مکانات، دکانوں اور بیٹھنے کی جگہوں کو مختلف جانداروں کی تصاویر سے سجاتے ہیں جہاں کہیں دو چار آدمیوں کے جمع ہونے کا موقع آیا تو فوراً تصویر کشی کا اہتمام ہونے لگتا ہے اب تو موبائل فون نے رہی سہی کسر بھی نکال دی، اسی طرح کسی چیز پر مارکہ کی کوئی ضرورت پیش آئے تو خوبصورت سے خوبصورت جاندار کی تصاویر یا برہنہ عورتوں کی تصاویر کا انتخاب کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہی

مسلمانوں کی حفاظت فرمائے، ان کو فکر آخرت نصیب فرمائے، تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے، خصوصاً تصاویر کی لعنت سے امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔

حضرت اقدس مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ کا واقعہ

ایک بار حضرت والا کی خدمت میں شمالی ناظم آباد سے ایک صاحب آئے، جو سفید ریش، معمر اور بظاہر بہت نیک اور متشرع تھے اور بہت اونچے طبقہ کے مالدار تھے، انہوں نے حضرت والا سے اپنا کوئی دور کا خاندانی رشتہ بھی بتایا۔ انہوں نے حضرت سے اپنے لڑکے کا نکاح پڑھانے کی اور بارات کے ساتھ چلنے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ مجالسِ نکاح میں تصویریں لینے کی لعنت عام ہوگئی ہے اس لیے میں نہیں جایا کرتا، انہوں نے تصویر نہ لینے کا یقین دلایا، آپ نے فرمایا کہ اگر نکاح خوانی کے درمیان میں کوئی تصویر لی گئی تو میں اسی وقت درمیان ہی میں چھوڑ کر اٹھ جاؤں گا، ابھی غور کرلیں، بعد میں اپنی بے عزتی سے پریشان نہ ہوں، انہوں نے پھر بھی پورے اطمینان اور یقین سے کہا کہ میں ذمہ لیتا ہوں، ہرگز کوئی تصویر نہیں ہوگی، حضرت والا تشریف لے گئے، بارات شمالی ناظم آباد سے خشکی کے راستہ سے منوڑہ پہنچی، نیوی کے فوجی کیپٹن کی لڑکی سے نکاح تھا، منوڑہ پہنچنے پر دیکھا کہ کھلے میدان میں بہت بڑا کیمپ لگا ہوا ہے اور اس کی ہر طرف فوٹوگرافر کیمرے لیے کھڑے ہیں، آپ نے فرمایا کہ جب تک یہ شیطان کا اسلحہ (کیمرے) سب کا سب ان سے لے کر میرے حوالہ نہیں کردیا جاتا اس وقت تک میں کیمپ میں نہیں جاؤں گا، وہاں اس کی کوئی توقع نہیں تھی، اس لیے آپ نے فرمایا کہ فلاں مسجد میں چلا جاتا ہوں، آپ لوگ فارغ ہوکر واپسی کے وقت مجھے ساتھ لے چلیں، ان صاحب نے بہت خوشامد کی کہ ہم نے آپ کی وجہ سے کسی دوسرے

نکاح خواں کا انتظام نہیں کیا، عین وقت پر نکاح خواں نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں بہت تکلیف ہوگی اور ہماری سخت بے عزتی ہوگی، آپ نے فرمایا کچھ بھی ہو، نکاح پڑھانا تو درکنار میں اس خیمہ میں بھی نہیں جاسکتا، چنانچہ آپ مسجد میں تشریف لے گئے، وہاں پہنچ کر خیال آیا کہ واپسی میں ایسے لوگوں کے ساتھ ہونا بھی جائز نہیں "فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین" اس لیے آپ وہاں سے لاؤنج کے ذریعہ کیماڑی پہنچے اور وہاں سے ٹیکسی کر کے گھر پہنچ گئے، دوسرے روز وہ صاحب آئے اور کہنے لگے کہ وہاں سے واپسی کے وقت ہم نے آپ کو بہت تلاش کیا اور نہ ملنے پر بہت پریشان ہوئے، آپ نے فرمایا کہ یہ اپنے کیے کی سزا ہے۔

مسئلہ:

حضرت دامت برکاتہم تصویر سے متعلق ایک مسئلہ پر عموماً تنبیہ فرماتے رہتے ہیں، وہ یہ کہ اکثر علماء اور دیندار لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ کسی مجلس میں تصویر لی جارہی ہو تو کسی آڑ کے پیچھے کھڑے ہو کر یا سر جھکا کر یا سامنے کوئی رومال وغیرہ لٹکا کر کوشش کرتے ہیں کہ ان کی تصویر نہ آئے اور سمجھتے ہیں کہ گناہ سے بچ گئے، یہ بالکل غلط ہے، مسئلہ یوں ہے کہ اگر مقامِ دعوت پر پہنچنے سے قبل معلوم ہو گیا کہ وہاں کوئی گناہ ہوگا تو اس دعوت میں جانا جائز نہیں اور اگر مجلس میں پہنچنے کے بعد علم ہوا تو وہاں بیٹھنا جائز نہیں اٹھ کر چلے جانا فرض ہے، خواہ یہ شخص عامی ہو یا عالم اور مقتدیٰ ہو تو مذکورہ دونوں صورتوں میں سب کے لیے یہی حکم ہے، البتہ اگر مجلس دعوت میں گناہ نہیں ہو رہا ہو، بلکہ دوسری مجلس میں ہے تو عامی کو بیٹھنا جائز مگر عالم و مقتدیٰ کے لیے اس صورت میں بھی بیٹھنا ناجائز، وہاں سے نکل جانا فرض ہے، اس لیے اگر کسی نے کسی طریقہ سے اپنی تصویر نہیں آنے دی مگر اس مجلس میں بیٹھا رہا تو یہ اس کبیرہ گناہ میں برابر کا شریک ہے اور فعل حرام کا مرتکب ہیں۔ (ماخوذ از انوار الرشید)

فوٹوگرافی کی اجرت کا حکم

مصوری یا فوٹو گرافی کا پیشہ اختیار کرنا شرعاً ناجائز ہے اور اس سے حاصل ہونے والی آمدن بھی حرام ہے، البتہ بے جان چیزوں کی تصویر کشی شرعاً جائز ہے اور اس کی اجرت بھی حلال ہے۔

عن سعید بن ابی الحسن قال کنت عند ابن عباس اذجاء ہ رجل فقال یا ابن عباس انی رجل انما معیشتی من صنعة یدی وانی اصنع هذه التصاویر فقال ابن عباس لا احدثك الا ماسمعت من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول من صور صورة فان اللّٰہ معذبه حتی ینفخ فیه الروح ولیس بنافخ ابداً فربا الرجل ربوة شدیدة واصفر وجهه فقال ویحك ان أبیت الا ان تصنع فعلیك بهذا الشجر و کل شئی لیس فیه روح۔ (رواہ البخاری مشکوۃ باب التصاویر)

حضرت سعید ابن ابوالحسن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا کہ اتنے میں ایک شخص نے آکر عرض کیا اے ابن عباس! میں ایک ایسا شخص ہوں کہ ہاتھ کی محنت سے گزر اوقات کرتا ہوں اور میں تصویر سازی کا عمل کرتا ہوں (کیا میری یہ آمدنی حلال ہے؟) تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب میں فرمایا کہ میں اس سلسلہ میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں۔

چنانچہ روایت بیان کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو شخص بھی جاندار کی کوئی تصویر بنائے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو اس وقت تک عذاب دے گا کہ وہ اس تصویر میں روح پھونکے لیکن وہ شخص کبھی اس تصویر میں جان ڈالنے پر قادر نہ ہوگا۔ یہ حدیث سن کر سائل پر خوف طاری ہوا اس کا چہرہ زرد پڑ گیا، پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

فرمایا کہ اگر مجبوری ہوتو بے جان اشیاء کی تصویر سازی کا عمل اختیار کرو، جیسے درخت وغیرہ۔ (صحیح بخاری)

تصویردار سائیکل پرسوار ہونا

جوسائیکل کرایہ پرملتی ہے بوقت ضرورت اس پرسوار ہونا پڑتا ہے اس کے ڈنڈوں پر دو عورتوں کی تصویر چسپاں ہوتی ہیں تو اس پرسوار ہونا شرعاً جائز نہیں، اگر بغیر تصویر کے سائیکل نہ ملتی ہو اور ضرورت شدیدہ ہوتو گنجائش ہے، مگر تصویر کو کسی چیز سے چھپادے، یہ بھی نہ ہو سکے تو حتی المقدور اس تصویر کی طرف دیکھنے سے نظروں کو بچانا ضروری ہے۔

(ماخوذ از احسن الفتاویٰ ص۱۹۶ ج۸)

تصویر کی حرمت کا منکر فاسق ہے

جوشخص تصویر کی حرمت کا انکار کرے وہ فاسق ہے، اس کو کافرنہیں کہا جائے گا، کیونکہ کافر اس وقت ہوتا ہے جب حرام قطعی کوحلال سمجھے۔

كمافى العالمگيرية قال:

انما يكفر اذا كانت الحرمة ثابتة بدليل مقطوع به اما اذا كانت باخبار الاحاد لايكفر كذا فى الخلاصة وفى ثبوت تواتره او الاجماع على حرمته تامل وان ثبت الاجماع على حرمة ماله ظل ولكن لا يكفر منكر كل اجماع۔ (ص١٦٤، ج٣)

والتفصيل فى حاشية نورالانور تحت قوله فيكفر جاحده۔ (بحث الاجماع

ص ۲۲۱۔۲۲۲) (ماخوذ از امداد الاحکام ص ۲۷۳ ج ٤)

فوٹوکوآئینہ پرقیاس کرناغلط ہے

بعض لوگوں کا خیال ہے،ہوتا ہے کہ جوتصویر ہاتھ سے بنائی جائے اس کا بنانا اور گھر میں رکھنا تو حرام ہے لیکن کیمرہ سے فوٹو لینا اور مکان میں رکھنا حرام نہیں دلیل میں یہ پیش کرتے ہیں کہ فوٹو آئینہ کی طرح عکس ہے۔

حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ یہ خیال بالکل غلط ہے یہ قیاس مع الفارق ہے، کیونکہ آئینہ میں تو آدمی کے آئینہ کے سامنے سے ہٹنے سے عکس بھی زائل ہوجاتا ہے، بخلاف فوٹو کے وہ ثابت اور برقرار رہتا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ آئینہ میں انسانی صنعت کا دخل نہیں ہوتا، جبکہ فوٹو میں انسانی صنعت کیمرہ آلہ تصویر کا دخل ہوتا ہے۔لہٰذا کیمرہ کا فوٹو بالکل ہاتھ کی تصویر کے حکم میں ہے۔

(ماخوذ از امداد الفتاویٰ ص ۲۵۳ ج ۴)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر

کوئی انسانی صورت بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جائے کہ یہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر ہے اس کا شرعی کیا حکم ہے؟ تو سمجھ لینا چاہیے کہ جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے، خواہ لکڑی، مٹی، لوہا، سونا وغیرہ کسی مادے سے بنائی جائے یا قلم سے کسی کاغذ یا تختی پر بنائی جائے یا مشین سے عکس لیا جائے شرعاً کسی طرح کی اجازت نہیں ایسی

تصویر بنانے والوں پر حدیث شریف میں عذاب شدید کی وعید ہے کہ ایسی تصویروں کو مکان میں رکھنا اور کمرہ کی زینت کے لیے آویزاں کرنا بھی جائز نہیں۔

اب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر بنانا ہوتو براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت اور کھلا مقابلہ کرنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے لہٰذا آپ ہی کی تصویر بنائیں گے (معاذ اللہ) یہ صورت نہایت خطرناک ہے، نیز اپنے ذہن میں صورت مبارکہ کو تجویز کر کے تصویر بنا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا کہ یہ آپ کی صورت مبارکہ ہے بہتان عظیم ہے اور آپ کی شان میں گستاخی ہے جس کی سزا جہنم ہے۔
(ماخوذ از فتاویٰ محمودیہ ص ۱۱۱ ج ۵)

گستاخانِ رسول کا انجام بد

اب ہم چند عبرتناک واقعات نقل کرتے ہیں جن سے اندازہ ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے کو خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے برداشت نہیں فرمایا:

خسرو پرویز کا قتل اور اس کی حکومت کا خاتمہ:

فارس ایران کا پرانا نام ہے، یہ اپنے زمانہ کی بڑی طاقت ور حکومت تھی، رقبہ کے لحاظ سے بہت وسیع سلطنت تھی جس کی سرحد ہندوستان تک پھیلی ہوئی تھی، جنوبی عرب میں یمن پر اس کا گورنر حاکم تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خسرو پرویز ایران کا بادشاہ تھا جس کا لقب کسریٰ تھا، آپ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ آپ کا نامۂ مبارک بحرین

کے حاکم شجاع بن وہب کے ذریعہ کسریٰ کو پہنچائیں، چنانچہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک کسریٰ کو پہنچایا جو یہ تھا:

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

محمد رسول اللہ کی طرف سے

الیٰ کسریٰ عظیم فارس

''سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں تمام لوگوں کی طرف تا کہ جو لوگ زندہ ہیں ان تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا جائے، پس تم اسلام لاؤ سالم رہو گے اور اگر انکار کرو گے تو تمام مجوس (آتش پرستوں) کا وبال تمہاری گردن پر ہو گا۔''

خسرو پرویز کی ناراضگی:

کسریٰ کے دربار میں جب یہ نامہ مبارک پڑھا گیا تو خسرو پرویز سخت غصہ ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی اپنے نام سے پہلے دیکھ کر مشتعل ہو گیا اور طیش میں آ کر خط پھاڑ دیا اور کہا میں سب کچھ سمجھ گیا ہوں، اس نے ہمیں عرب سمجھ رکھا ہے (نعوذ باللہ) میرا غلام ہو کر اس مضمون کا خط لکھنے کی جرأت کی ہے۔ اس نے یمن کے گورنر باذان کو حکم نامہ لکھوایا کہ دو طاقتور آدمی بھیج کر اس مدعی نبوت کو گرفتار کر کے ہمارے حضور روانہ کیا جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کو دربار سے نکل جانے کا حکم دیا، حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ اسی وقت دربار سے سوئے مدینہ روانہ ہوئے اور جو کچھ دیکھا سنا تھا بیان کر دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس طرح اس نے میرے خط کو پرزے پرزے کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے فرما دے گا۔

کچھ دن بعد یہ بھی ارشاد فرمایا:

''کسریٰ مر گیا اور اب اس کے بعد کوئی اور کسریٰ نہ ہوگا، جب قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد قیصر نہ ہوگا، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم دونوں سلطنتوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔''

کسریٰ کے حکم کے مطابق گورنر یمن باذان نے دو طاقت ور فوجی روانہ کیے ان میں ایک کا نام بابویہ اور دوسرے کا نام خرِخسرو تھا ایک خط کے ساتھ مدینہ بھیجے۔ یہ دونوں مدینہ پہنچے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وہ خط پیش کرنے آئے تو خوف سے تھر تھر کانپنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان پر نظر ڈالی تو فرمایا: افسوس ہے تمہاری اس حالت پر (کیونکہ دونوں کی داڑھیاں صاف اور مونچھیں متکبرانہ انداز میں بل دی ہوئی تھی) تمہیں کس نے یہ صورت بنانے کا حکم دیا ہے؟ عرض کیا ہمارے رب (کسریٰ بادشاہ) نے، آپ نے فرمایا: میرے رب نے مجھے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں چھوٹی کرانے کا حکم دیا ہے، انہوں نے عرض کیا اگر آپ نے کسریٰ کے پاس چلنے سے انکار کیا تو وہ آپ کو اور آپ کی پوری قوم کو ہلاک کر دے گا۔ فرمایا اب جاؤ کل آنا۔

اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ آپ کو مطلع کر دیا کہ کسریٰ کو اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کر دیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں قاصدوں کو طلب فرمایا اور ان کے آنے کے بعد فرمایا کہ میرے رب کے حکم سے تمہارا آقا قتل کر دیا گیا ہے، یہ بھی فرمایا کہ کسریٰ کی سلطنت تک یہ دین پھیلے گا اور باذان کو پیغام بھیجا کہ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو اسے یمن پر حاکم برقرار رکھا جائے، خرِخسرو کو ایک پٹکا جو سونے اور چاندی کا بنا تھا عطا فرمایا۔

بابویہ نے کسریٰ کے قتل کی تاریخ لکھ لی، یمن پہنچ کر باذان کو بتایا کہ ان کی باتیں کسی بادشاہ کی نہیں بلکہ نبی کی معلوم ہوتی ہیں۔ طے ہوا کہ اگر درست نکلیں تو عمل کریں گے چند

دن بعد شیرویہ کا فرمان باذان کو ملا کہ کسریٰ کو قتل کر دیا گیا ہے، یمن میں اس کی اطاعت کا عہد لے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی باز پرس نہ کرے اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خبر دی تھی وہ حرف بحرف پوری ہوئی کسریٰ کے تخت پر اس کا بیٹا شیرویہ قابض ہوا، جس کی حکومت چھ ماہ سے زیادہ نہ چل سکی اس طرح کسریٰ پرویز کے قتل کے بعد اس کی سلطنت کا شیرازہ بکھر گیا اور بالآخر چار سو سال پرانی سلطنت کا چراغ اسلامی افواج کے ہاتھوں گل ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ پیشین گوئی آٹھ سال کے اندر اندر پوری ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایران کا حاکم بنا دیا۔

فائدہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ مبارک کو پھاڑنے اور حضور پر اظہارِ ناراضگی کی گستاخی کا انجام یہ ہوا کہ کسریٰ پرویز اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں قتل ہوا اور اس کی سلطنت بھی ختم ہو گئی۔

فَاعْتَبِرُوْا یَآاُولِی الْاَبْصَارُ! اے عقل والو! عبرت حاصل کرو!

کعب بن اشرف یہودی کا قتل:

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں میں ایک یہودی کعب بن اشرف بھی تھا، یہ شاعر ہونے کے علاوہ بڑا مالدار یہودی تھا، غزوہ بدر میں قریش کی شکست کا اس کو یقین نہ آتا تھا۔ جب حقیقت معلوم ہوئی تو اس نے کہا قریش کے سردار جو حرم کے نگہبان اور عرب کے بادشاہ ہیں، ان کی موت کے بعد ہم جیسوں کا زمین پر چلنے پھرنے سے مر جانا بہتر ہے۔

مکہ مکرمہ گیا اور قریش کے غزوہ بدر میں قتل ہونے والے سرداروں کے ماتم میں قریش کے ساتھ شریک ہوا اور انہیں مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتا رہا اور مشرکوں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر اکساتا رہا، مدینہ منورہ واپس آ کر نئے جوش اور جذبے کے ساتھ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں منہمک ہو گیا مسلمانوں کی دل آزاری کی خاطر ان کی بیویوں کا نام لے کر عاشقانہ اشعار کہنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو مجھے اس کے شر سے نجات دلوائے۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے حامی بھر لی اور عرض کیا اس کوشش میں اگر کوئی بات بے ادبی اور بظاہر ایمان کے خلاف ہو تو جائز ہوگی؟ فرمایا تمہیں اجازت ہے۔

چنانچہ منصوبہ بنایا گیا، ایک ابو نائلہ جو کعب بن اشرف کے دودھ شریک بھائی تھے اور دوسرے حضرت عباد بن بشر اور حضرت ابوعبس بن جبیر کو اس منصوبہ میں شریک کیا گیا، منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے وہ کعب بن اشرف کے پاس گئے، ادھر ادھر کی باتیں ہوئیں ایک دوسرے کو اپنے اپنے اشعار سنائے، جب اعتماد کی فضا بن گئی تو کہا میں ایک ضرورت سے آیا ہوں اگر راز داری کا عہد کرو تو بیان کروں، اس نے جواب دیا کیا تم اپنے بھائی پر بھی اعتماد نہ کرو گے؟ فرمایا اس شخص ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' نے ہم سے صدقہ طلب کیا ہے جو ہمارے لیے مشقت کا باعث ہے، ہم پر احسان کرو کچھ غلہ، کھانے پینے کی چیزیں ہمیں دو ہم اس کے بدلے کچھ نہ کچھ رہن رکھیں گے۔ پوچھا کیا اپنی بیویوں کو گروی رکھو گے؟ انہوں نے کہا نہیں اس میں بڑی رسوائی ہوگی۔ کعب بن اشرف نے کہا چلو بچوں کو رہن رکھ دو۔ یہ بات بھی ذلت کا باعث ہوگی، تم احسان سے کام لو اگر رہن ہی رکھنا ہے تو ہمارے ہتھیار رکھ لو اس سے غلہ کی قیمت بھی ادا ہو جائے گی، کعب نے رضامندی ظاہر کی۔

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور کہا ہتھیار سجا لو، پھر سب مل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے انہیں بقیع الغرقد تک چھوڑ دیا اور فرمایا: اللہ کے نام پر اس کی مدد کے بھروسے چلے جاؤ، وہ سب کعب کے قلعہ پر پہنچے اور محمد بن مسلمہ نے آواز دی ہر چند اس کی نئی دلہن روکتی رہی، لیکن وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی دشمنی میں اندھا ہوا جا رہا تھا۔ کہا جواں مرد تو وہ ہے جب رات میں بھی اس کو نیزہ بازی کے لیے بلایا جائے تو دیر نہ کرے، اس کے آنے کے بعد دونوں کچھ دیر آپس میں باتیں کرتے رہے اور ابو نائلہ نے کہا ہواؤں میں کس قدر خوشبو کی مہک آ رہی ہے؟ اے ابن اشرف! یہ اس تیل کی مہک ہے جو تم نے سر میں لگایا ہے، سر پکڑ کر خوشبو کو سونگھنے لگا، وہ بڑا خوش ہوا یہ دیکھ کر اس کے بال مضبوطی سے جکڑ لئے اور آواز دی کہ اس دشمنِ خدا اور دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تمام کر دو۔ ہر طرف سے تلواریں پڑنے لگیں، محمد بن مسلمہ نے اپنا چھوٹا خنجر اس کی ناف میں گھونپ دیا اور اس نے زور سے چیخ ماری۔ جلدی سے آپ نے اس لعین کا سر کاٹا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، بقیع غرقد کے قریب پہنچے تو اللہ اکبر کا نعرہ لگایا، آواز حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو سمجھ گئے کہ کام تمام ہو گیا، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا فرمائی۔

صبح یہودی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس قتل پر اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔ ارشاد ہوا تم کعب کے اشعار اور اس کے گستاخانہ انداز اور کھلی مخالفت سے خوب واقف ہو اگر تم معاہدے پر قائم رہو تو پھر کسی سے کوئی عداوت نہیں۔

فائدہ: کعب بن اشرف یہودی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں حد سے زیادہ گستاخی کی اور اپنے کیفر کردار کو پہنچا۔

ابورافع گستاخِ رسول کا انجامِ بد:

ابورافع اسلام دشمنی میں کعب بن اشرف کا معین اور مددگار تھا، اس کا نام عبداللہ تھا، جو ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلے شوہر کا بھائی تھا بہت مالدار تاجر تھا اور خیبر میں اپنے قلعہ میں رہتا تھا ابورافع اس کی کنیت تھی، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی دشمنی میں پیش پیش تھا۔

کعب بن اشرف کوجہنم رسید کرنے کا شرف قبیلہ اوس کے حصہ میں آیا تھا، ایسا ہی اعزاز قبیلہ خزرج کے لوگ بھی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ آخرابورافع پر ان کی نظر پڑی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر حضرت عبداللہ بن عتیک، مسعود بن سنان اور عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کام کوانجام دینے کا بیڑہ اٹھایا، اس جماعت کا امیر حضرت عبداللہ بن عتیک کو بنایا گیا، خیبر میں اس کے قلعہ کے قریب شام کے وقت پہنچے، حضرت عبداللہ بن عتیک نے اپنے ساتھیوں سے کہا میں کسی نہ کسی ترکیب سے قلعہ کے اندر جاؤں گا چنانچہ جب اندھیرا پھیلنے لگا تو حضرت عبداللہ بن عتیک قلعہ کی فصیل کے قریب ایسے بیٹھ گئے جیسے قضائے حاجت کے لیے بیٹھے ہوں، دربان نے سمجھا اپنا ہی آدمی ہے دروازہ بند کرنے کا وقت آیا تو آواز دی اندر آجاؤ! یہ سنتے ہی وہ قلعہ میں داخل ہوکر لوگوں میں شامل ہوگئے۔

ابورافع بالاخانے پر رہتا تھا، رات گئے قصہ خواں اس کے پاس جمع رہتے تھے۔ جب یہ محفل برخواست ہوگئی تو دربان نے تمام دروازے بند کیے اور چابیوں کوایک طاق میں رکھ کرخود بھی سوگیا۔

حضرت عبداللہ بن عتیک نے دربان کوغافل پایا تو کنجیاں اٹھالیں، قلعہ کے ہر کمرے کا اندرونی تالا کھولتے اور اسے اپنے پیچھے بند کرلیتے تاکہ اگرکوئی اندرداخل ہونا چاہے تو راستہ نہ پاسکے، آخروہ اس مقام پر پہنچ گئے جہاں ابورافع اپنے بچوں کے ساتھ سویا ہوا تھا، اندھیرے کی وجہ سے وہ دکھائی نہیں دے رہا تھا انہوں نے آواز دی ابورافع! جواب ملا کون ہے؟ حضرت عبداللہ نے آواز کے رخ پر تلوار سے وار کیا بدحواسی میں وار اوچھا پڑا، ابورافع نے شور مچایا، کچھ وقت گزرا تو آواز بدل کر پوچھا یہ شور کیسا ہے؟ ابورافع نے جواب دیا کہ کوئی میرے کمرے میں گھس آیا ہے اور مجھ پر وار کیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ قریب پہنچے اور تلوار اس کے پیٹ میں گھونپ دی جو آر پار ہوگئی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں دروازہ کھولتا ہوا آخری

زینے تک پہنچا سمجھا کہ زمین آ گئی ہے آگے بڑھا تو بلندی سے نیچے گر پڑا اور پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ عمامہ نکال کر اسے باندھ لیا اور ساتھیوں کے پاس فصیل کے باہر پہنچ گیا، ان سے کہا تم جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری سناؤ، میں صبح اس کی موت کی تصدیق کے بعد آؤں گا۔

مرغ نے بوقتِ فجر اذان دی تو منادی نے قلعہ سے اعلان کیا کہ کسی نے ابورافع کو قتل کر دیا ہے یہ سن کر میں خوش خوش مدینہ منورہ آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے پنڈلی کی ٹوٹی ہڈی پر لعابِ دہن لگایا جو اچھی ہو گئی۔

فائدہ: ابورافع گستاخِ رسول ہی نہیں تھا بلکہ قریش کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر ابھارا کرتا تھا، ان کی ہر طرح مدد کرتا تھا لہٰذا مسلمانوں کی سلامتی کے لیے ایسے مجرم کا خاتمہ بہت ضروری تھا، بہر حال ابورافع حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی سزا پا کر ہمیشہ کے لیے جہنم میں گیا۔

یہودیہ عَصْمَاء شاعرہ کا انجام:

بنی خطمہ میں ایک یہودیہ عصماء نامی عورت شاعرہ تھی، اس نے اپنی شاعری کا رخ مسلمانوں کی مذمت کی طرف موڑ دیا تھا خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بڑے گستاخانہ اشعار کہتی تھی اور لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف لڑائی پر ابھارتی تھی، اپنے ایامِ ماہواری کے گندے کپڑے مسجد میں ڈالا کرتی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی غزوہ بدر سے واپس نہ ہوئے تھے کہ اس نے اپنے اشعار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہجو اور گستاخی شروع کر دی، ایک نابینا صحابی حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا تو دل میں عہد کر لیا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر سے بسلامت واپس تشریف لائے تو میں

اس شاعرہ کی زبان بند کروں گا۔ الحمدللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے فاتحانہ تشریف لائے تو حضرت عُمیر رضی اللہ عنہ اپنی منت پوری کرنے کے لیے تلوار لے کر نکلے، رات کے وقت اس کے گھر میں داخل ہوئے راستہ ٹٹولتے اس کے قریب پہنچے، بچہ اس کی چھاتی سے لگا ہوا تھا اسے ایک طرف کیا اور تلوار دل میں چبھودی وہ آواز تک نہ نکال سکی اور مرگئی۔

صبح نماز مسجد نبوی میں ادا کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دیتے ہوئے عرض کیا کہ مجھ سے کوئی مواخذہ تو نہیں ہوگا؟ فرمایا: نہیں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے عمیر رضی اللہ عنہ لوٹ رہے تھے تو عصماء کے لڑکے نے کہا، یہ ہماری ماں کا قاتل ہے جواب میں کہا بیشک میں نے ہی اسے قتل کیا ہے اور اگر کسی نے پھر ایسی جرأت کی تو اسے بھی موت کا مزہ چکھاؤں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا:

اگر کوئی ایسے شخص کو دیکھنا چاہتا ہو جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غائبانہ مدد کی ہو تو وہ عمیر بن عدی کو دیکھے۔

یہ بھی ارشاد ہوا کہ ان کو نابینا نہ کہو یہ بینا اور بصیر ہیں، وہ بیمار ہوئے تو عیادت کے لیے جاتے ہوئے فرمایا کہ مجھے بنی واقف کے بینا کی عیادت کے لیے لے چلو!

یہودی شاعر کا قتل:

قبیلۂ بنی عمرو بن عوف میں ابوعفک ایک شاعر تھا اس کی عمر ۱۲۰ سال تھی ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور ہجو کرتا تھا، اپنی قوم کے جذبات کو مسلمانوں کے خلاف ابھارتا تھا، بدر کی فتح سے بھی کوئی سبق نہ لیا بلکہ اس کی گستاخی کچھ اور ہی بڑھ گئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو میری عزت وحرمت کے لیے ان کی زبان بند کر دے؟ حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ تلوار لے کر اٹھ کھڑے ہوئے رات آئی تو اپنے کام پر

روانہ ہوئے ابوعفک اپنے گھر کے صحن میں غفلت کی نیند سورہا تھا،تلوار اس کے سینے سے پار کردی اور اس کا کام تمام کردیا۔ (یہاں تک تمام واقعات بعد ترمیم سیرتِ احمد مجتبیٰ سے ماخوذ ہیں)

فائدہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے کا دنیا میں یہ انجام ہوا کہ عصماء اور ابوعفک دونوں قتل ہوئے اور ان کی دنیا وآخرت دونوں برباد ہوئے، گستاخی کرنے والے عبرت حاصل کریں!

ایک گستاخ عورت کا قتل:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک شخص نابینا تھے،ان کی ایک ام ولد تھی، (ام ولد اس باندی کو کہتے ہیں جس کی اولاد کو آقا اپنی قرار دیدے) جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہتی تھی اور آپ کی شان میں گستاخی کرتی تھی وہ اس کو منع کرتے لیکن وہ باز نہ آتی، ایک مرتبہ رات کو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنا شروع کردی،جس پر انہوں نے ایک چھوٹی تلوار اس کے پیٹ پر رکھی اور دبا کر اس کا پیٹ پھاڑ دیا اور اس کا کام تمام کیا جب صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کا یہ واقعہ بتایا گیا، آپ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا:

میں اس شخص کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں جس نے (میری عزت وناموس کی حفاظت کی خاطر) جو کچھ کیا ہے وہ کھڑا ہوجائے مجھ پر اس کا حق ہے!

یہ سن کر وہ نابینا کھڑے ہوئے اور لڑکھڑاتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا کر بیٹھ گئے اور عرض کیا یارسول اللہ! مقتولہ ام ولد کا میں مالک ہوں وہ آپ کی شان میں گستاخی کرتی تھی اور برا بھلا کہتی تھی میں اس کو منع کرتا تھا لیکن وہ باز نہ آتی تھی میرے اس سے دو خوبصورت لڑکے بھی ہیں اور وہ مجھ پر مہربان بھی تھی لیکن گزشتہ شب جب اس نے آپ کی شان میں گستاخی کی اور آپ کی بے حرمتی کا ارتکاب کیا تو میں نے ایک چھوٹی تلوار

سے اس کو قتل کر دیا، یہ سن کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گواہ رہو ان کا خون معاف ہے۔ (السیف البتار)

گستاخ یہودی عورت کا انجام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بدتمیزی کرتی تھی تو ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ دیا اور وہ مرگئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون بھی معاف کر دیا۔ (السیف البتار)

گستاخِ رسول ابن خَطَل کا قتل:

فتح مکہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چار آدمی جہاں ملیں انہیں قتل کر دیا جائے، اگر چہ کعبہ کے پردے کے نیچے ہوں ان میں سے ایک عبداللہ ابن خطل اور دوسرا حویرث ابن نقید۔

عبداللہ ابن خطل کے قتل کا حکم اس لئے فرمایا کہ پہلے یہ شخص مسلمان تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے روانہ کیا اس کے ساتھ ایک انصاری صحابی اور اُس کا ایک مسلمان غلام بھی تھا جو ابن خطل کی خدمت کیا کرتا تھا، رات کو کسی جگہ ٹھہرے تو ابن خطل نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ وہ اس کے لیے بکری ذبح کر کے کھانا تیار کرے اور خود سو گیا، جب جاگا تو دیکھا غلام نے کوئی چیز تیار کر کے نہیں رکھی تو غصہ میں اس نے غلام کو قتل کر دیا اور مرتد ہو کر مشرکینِ مکہ سے جاملا اور وہاں پہنچ کر ابن خطل نے دو باندیاں خریدیں جو گانا گا کر نعوذ باللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتی تھیں اور یہ اس سے لطف اندوز ہوتا تھا، اس لئے حضرت زبیر ابن العوام رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا جبکہ وہ خانہ کعبہ کے پردہ سے لٹکا ہوا تھا اور اس کی ایک باندی بھی فتح مکہ کے موقع پر قتل کی گئی جبکہ دوسری باندی فرار

ہوگئی جو بعد میں مسلمان ہوگئی۔

اور حویرث بن نقید مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید ایذاء پہنچایا کرتا تھا، اس لیے یہ بھی قتل کیا گیا، اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ (فتح الباری)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدگوئی کرنے والوں کے یہ واقعات وہ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش آئے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے کے جرم میں انہیں معاف نہیں کیا گیا بلکہ کیفرِ کردار تک پہنچایا گیا۔

(ماخوذ از ماہنامہ البلاغ)

خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی نہ آپ کی زندگی میں قابل برداشت تھی نہ آج ہے، گستاخی کوئی بھی کرے کسی بھی قسم کی کرے جو عذاب الٰہی کا مورد بنے گا آخرت کی سزا کے علاوہ دنیا میں بھی اس کا انجام برا ہوگا جس پر اوپر کے واقعات شاہد ہیں۔ اس لیے انسانی صورت بنا کر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر قرار دینا بھی بڑی گستاخی ہے ایسا شخص دنیا میں رسواء ہوگا آخرت میں سزا کا مستحق ہوگا۔

ہاتھ پر تصویر گدوانا

بعض لوگ ہاتھ میں تصویر گدواتے ہیں، یہ عمل شرعاً حرام ہے اس سے توبہ لازم ہے، باقی اس حالت میں نماز پڑھنے کا یہ حکم ہے چونکہ اس تصویر کو دور کرنا، مٹانا دشوار ہے اس لیے نماز ہوجائے تاہم کوشش کی جائے کہ کسی کپڑے وغیرہ سے تصویر کو ڈھانپ لی جائے۔

(ماخوذ از فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۸ ج ۲)

تصویر پر سجدہ کرنے کا حکم

اگر جائے نماز میں سجدہ کی جگہ جاندار کی تصویر بنی ہوئی ہوتو اس پر نماز پڑھنا مکروہ اور اس تصویر پر سجدہ کرنے میں شدید کراہت ہے۔(ماخوذ از فتاوی محمودیہ ص ۳۰۸ ج ۱۶)

تصویر والی جگہ میں نماز پڑھنے کا حکم

بعض لوگ کمرہ میں یا دکان میں نمایاں کر کے تصویر لٹکاتے ہیں بعض لوگ مورتی بنا کر کھڑی کردیتے ہیں، یہ تصاویر چاہے کسی انسان کی ہو یا گھوڑا وغیرہ کی، یہ فعل شرعاً گناہ اور ناجائز ہے اور ایسے مقام پر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اس کا اعادہ واجب ہے۔

فی مکروهات الصلوٰة من التنویر ولبس ثوب فیه تماثیل وان یکون فوق رأسه او بین یدیه او بحذائه تمثال واختلف فیما اذا کان خلفه والاظهر الکراهة وفی قضاء الفوائت من الشامیة عن البحر من ترك واجبا من واجباتها او ارتکب مکروها تحریمیا لزمه وجوباً ان یعید فی الوقت فان حرج اثم ولا یجب جبر النقصان بعده فلو فعل فهو افضل۔ (ردالمحتار مکروهات الصلوٰة)

تصویر والا لباس

اس زمانے میں بہت سے کپڑوں پر جاندار کی تصویریں بنی ہوتی ہے، بعض نوجوان ایسے لباس پہن کر نماز میں بھی شریک ہوجاتے ہیں، شرعاً ایسا لباس پہننا ناجائز ہے اور تصویر والے لباس میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔(حوالہ بالا)

تصویر والی بنیان

بعض بنیان ایسی ہوتی ہے اس پر کھلاڑیوں کی یا کسی اور جاندار کی تصویر ہوتی ہے، صرف ایسی بنیان پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، اگر اس کے اوپر قمیص ہوتو تصویر مستور ہونے کی وجہ سے نماز تو مکروہ نہ ہوگی تاہم ایسی بنیان کا استعمال جائز نہیں اجتناب کرنا لازم ہے۔

اگر بنیان میں تصویر نہ ہوتب بھی صرف بنیان پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، کیونکہ یہ ثیاب بذلہ کی تفسیر کے تحت داخل ہے۔ یعنی ایسا عام لباس پہن کر نماز پڑھنا جس لباس کو پہن کر آدمی اچھی مجالس میں نہیں جایا کرتا۔

قال فی البحر وفسرها فی شرح الوقاية بما يلبسه فی بيته ولا يذهب به الی الاکابر۔ (البحر الرائق ج۲ ص۲۷)

مکان میں براق کی تصویر رکھنا

بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ اپنی دکان یا مکان میں براق کی تصویر رکھتے ہیں اور اس کو تبرک سمجھتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ اس براق کی تصویر ہے جس پر سوار ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تھے۔

حالانکہ یہ اعتقاد قطعاً غلط ہے۔ یہ اصلی براق کی تصویر ہر گز نہیں ہے، بلکہ من گھڑت اور بناوٹی ہے کیونکہ اصلی براق کو تو کسی نے دیکھا ہی نہیں ویسا ہی ایک خیالی تصویر بنالی گئی ہے، اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ کسی نے اپنے باپ کو دیکھا نہیں، پھر بھی اپنے ذہن سے باپ کی تصویر بنالے اور پھر لوگوں سے کہتا پھرے کہ یہ میرا باپ ہے، ظاہر بات ہے کہ بناوٹی چیز

کواصل کا نام دینااور برکت کے لیے مکان میں رکھنا ایک جاہلانہ اوراحمقانہ حرکت ہے شرعاً اس کی کوئی حقیقت نہیں، قدوۃ السالکین حضرت شاہ ابوالحسن نصیرآبادی فرماتے ہیں، اگرایسی بناوٹی تصویریں گھروں میں یادوکانوں میں آویزاں کرنے کا مقصد یہ ہوکہ ثواب کا کام ہے یاان بناوٹی تصویروں پراصل کا حکم نافذ کریں تو بے شک یہ بدعت سیئہ ہے بلکہ بہت سی باتیں تو کفرتک بھی پہنچاتی ہیں، جیسا کہ تعزیہ وغیرہ کے ساتھ عوام بلکہ بہت سے خواص لوگوں کا عمل ہے۔

عجالۂ نافعہ ص۱۴ میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے فقہ کی مشہور کتاب ''نصاب الاحتساب'' سے ایک فتویٰ نقل فرمایا ہے:

السوال:

بعض السائلين يجلسون على القوارع ويعرضون ثياباً مصورة بصور قبور بعض المتبركين وبلادهم ويضربون المزمار، عند ذالك ويجتمع عليه بعض الجهلة والسفهاء فما نصنع بهم۔

الجواب:

ينهون عن ذالك وان رأى المصلحة فى تمزيق ذالك الثوب فمزقه، فلا ضمان عليه لانه مجتهد فيه فصار ككسر المعازف۔

(نصاب الاحتساب الباب السادس ص١٦)

ترجمہ:

کچھ فقراء راستہ کے کنارے بیٹھ کر بزرگان دین کی قبروں کی تصویر والے کپڑے لوگوں کے سامنے تبرکاً پیش کرتے ہیں، باجابجاتے ہیں اور قوالی وغیرہ گاتے ہیں۔ کچھ جہلاء وسفہاء

ان کے گرد جمع ہو جاتے ہیں (یعنی اس کو ثواب کا کام سمجھا جاتا ہے) تو ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جائے۔

الجواب:

ایسے خلاف شرع کاموں سے ان کو روکنا ضروری ہے امام وقت اگر مصلحت سمجھیں تو ان کپڑوں کو پھاڑ ڈالیں اس پر قیمت کا کوئی تاوان بھی نہ ہوگا، جیسا کہ آلات معصیت کے توڑنے میں کوئی تاوان نہیں آتا۔

فتاویٰ ابن تیمیہ میں ہے کہ فان کل ماعظم بالباطل مکان اوزمان او حجر او شجر او بنية يجب قصد اهانته كما تهان الاوثان المعبودة۔ (ج۲ ص۷۲)

یعنی ہر وہ چیز جس کی باطل طریقہ پر تعظیم کی جاتی ہو، وہ جگہ وقت پتھر یا کوئی درخت یا کوئی عمارت، جس طرح پوجا کی جانے والی مورتیوں کو توڑ دینا ضروری ہے ان چیزوں کا ختم کرنا بھی ضروری ہے۔ یہ تو بے جان چیزوں کا حکم ہے، براق کی تصویر میں تو باطل طریقہ سے تعظیم کے علاوہ ایک خرابی اس کی جاندار کی تصویر ہونا بھی جاندار کی تصویر شرعاً حرام ہے، چاہے وہ براق کی تصویر ہو یا کسی نبی یا ولی کی تصویر ہو اس کو رکھنا دیکھنا جائز نہیں۔

خانۂ کعبہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصویریں تھیں ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ختم کیا گیا۔ رہا تبرک کا تصور جب تصویر رکھنا ہی حرام ہے اس میں برکت کہاں سے آئے گی، بلکہ حدیث شریف میں صراحت ہے کہ جس گھر میں کتا یا تصاویر ہوں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ملک شام میں ایک موقع پر مقام دعوت میں تصویر ہونے کی وجہ سے دعوت رد فرمادی تھی۔ (کنز العمال ج۲ ص۲۱۹) (ماخوذ از فتاویٰ رحیمیہ ص۱۴۵ ج۱۰)

یادگار تصویریں

بعض لوگ اپنے گھر اور وطن سے دور ہوتے ہیں۔ گھر والوں کی خواہش ہوتی ہے اس کی تصویر دیکھیں اور اس کی خواہش ہوتی ہے کہ گھر والوں کی تصویریں دیکھیں اس طرح دل کو کچھ تسلی حاصل ہو، اس مقصد کے لیے شرعاً تصویر بنوانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس لیے یہ عمل ناجائز ہے اگر کسی نے ایسا کیا تو تصویر کو ضائع کرنا اور توبہ کرنا لازم ہے۔

واقعہ:

تھوڑی سی ہمت سے کام لے تو دین کے احکام پر عمل کرنا کوئی مشکل کام نہیں، ایک مولوی صاحب نے اپنا واقعہ بیان فرمایا:

میں خود کراچی میں مقیم ہوں اور میرے گھر والے جدہ میں مقیم ہیں والدہ محترمہ نے کئی مرتبہ اصرار کے ساتھ فرمایا کہ بچوں کی تصویریں بنوا کر بھیجیں تا کہ اس کے ذریعہ ہی زیارت ہو جائے لیکن میرا تو ایک جواب ہوتا ہے یہ شرعاً ناجائز ہے، میں یہ کام نہیں کر سکتا، جب اللہ تعالیٰ توفیق دیں گے ان کو آپ کی خدمت میں لے آؤں گا۔

چنانچہ تادم تحریر سولہ سال کا عرصہ گزر گیا الحمدللہ اس گناہ کا ارتکاب نہیں کیا۔ ان کو شرعی مسئلہ سمجھا دیا تو انہوں نے بھی اصرار چھوڑ دیا بلکہ دوسروں سے بھی کہتی رہتی ہیں کہ میرے بیٹا تصویر کو ناجائز سمجھتا ہے، آپ لوگ ان سے تصویر بنوانے کا مطالبہ نہ کیا کریں، سفر کے وقت یعنی عمرہ کی ادائیگی کے بعد کراچی واپس آتے وقت دوسرے رشتہ دار بھی اپنے رشتہ داروں کو اگر کوئی تصویر بھیجنا چاہیں ان کو بھی منع کر دیتی ہیں کہ میرے بیٹا گناہ کے کام میں آپ کے ساتھ تعاون نہیں کرے گا۔ اس لیے آپ ان کے ہاتھ نہ بھیجیں، بس شریعت کے دامن کو

تھامنے کی ضرورت ہے، اللہ خود ہی اپنے بندوں کی مدد فرماتے ہیں، دین تو بہت آسان ہے "الدین یسر" بس ذراہمت کی ضرورت ہے۔اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔

پاسپورٹ کی ضرورت سے تصویر کھنچوانا

اس وقت حکومت پاکستان کی طرف سے بعض مواقع میں تصویر کولازمی قرار دے دیا گیا، مثلاً پاسپورٹ شناختی کارڈ وغیرہ، اس میں کسی کی رعایت نہیں ہر ایک کے لیے تصویر پیش کرنا لازمی ہے اب کیا صورت اختیار کی جائے؟

اس بارے میں اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ تصویر سازی مطلقاً حرام ہے۔

صرح به العلامة العینی فی شرح البخاری باوضح واتمة

اس میں سے کسی صورت کو مستثنیٰ نہیں قرار دیا، البتہ علامہ شامی نے "رد المحتار باب مکروهات الصلوة" میں قہستانی سے ایک عبارت لائے ہیں:

ویاتی غیر ذی الروح لا یکره قال القهستانی وفیه اشعار بانه لاتکره صور الرأس وفیه خلاف کما فی اتخاذها کذا فی المحیط۔

(ردالمحتار مصری ج۱ ص۴۳۵)

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف سر کی تصویر اتارنے کو بعض فقہاء نے مختلف فیہ قرار دیا ہے اگرچہ تحقیقی بات یہی ہے کہ صرف سر کی تصویر بھی ناجائز ہے، جیسا کہ صاحب بدائع الصنائع نے اس کی تصریح کی ہے۔احادیث میں بھی اس کی تصریح موجود ہے۔

مگر چونکہ مسلمان اس مسئلہ میں مجبور ہیں۔ تو اس مجبوری کی صورت میں قول ضعیف پر عمل کرتے ہوئے نصف اعلیٰ کی تصویر اتارنے کی گنجائش ہوگی، اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید

ہے کہ اس پر مواخذہ نہ فرمائیں گے۔ تاہم مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسی صورت میں ندامت کے ساتھ استغفار بھی کرتا رہے۔ (ماخوذ از امداد المفتین ص ٩٩٩)

بچوں کو فوٹو کے ذریعہ تعلیم دینا

بچوں کو تعلیم دینے کے لیے تصویر کا استعمال کرنا، مثلاً کتاب میں لکھا جائے (ب) سے بلی، بیل اور ساتھ ایک طرف بلی اور بیل کی تصویر بنی ہو اور بچوں کو دکھایا جائے، شرعاً تصاویر کو اس مقصد کے لیے استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا اور ان تصاویر کو چھاپنا بھی جائز نہیں اور چھاپی ہوئی تصویر کا استعمال بھی جائز نہیں۔ البتہ کوئی مجبوری ہو کہ تصاویر کے بغیر کوئی کتاب نہ ملتی ہو تو مجبوری کی صورت میں تصویر والی کتاب لینے کی گنجائش ہوگی تاہم ان کو اس طرح استعمال کی جائے کہ تصاویر کے چہرے مٹا دیئے جائیں، اس کے بعد کتاب پڑھے اور پڑھائے۔

وفی الدر المختار قال: ولایکرہ لو کانت تحت قدمیه الی قوله او مقطوعة الرأس والوجه او ممحوة عضوء لاتعیش بدونه۔

(ردالمحتار مکروهات الصلوة ص ٦٤٨ ج ٧)

جاندار کی تصویر بطور مارکہ استعمال کرنے کا حکم

اپنی مصنوعات پر جاندار کی تصویر کا مارکہ استعمال کرنا شرعاً جائز نہیں اس سے اجتناب کرنا واجب ہے، اگر لاعلمی میں اس کا استعمال شروع کردیا، اب اس کو ترک کرنے سے نقصان عظیم ہوتا ہو جس کے تحمل کی ہمت نہ ہوتی ہو تو استغفار اور توبہ کرتے رہیں اور اپنے کو

گناہ گار سمجھتے رہیں کسی بے جان کا مارکہ متعارف کروانے کی کوشش کی جائے، جب وہ جائز مارکہ متعارف ہوجائے تو اس ناجائز مارکہ کو فوری طور پر چھوڑ دیا جائے۔

قال فی الشامیة: وظاهر كلام النووی فی شرح مسلم الاجماع علی تحريم تصوير الحيوان، وقال سواء صنعه لما يمتهن او لغير فصنعته حرام بكل لان فيه مضاهاة لخلق الله وسواء كان فی ثوب او بساط او درهم واناء وغيرها۔

(رد المحتار ص ٦٦٦ ج ١) [ماخوذ امداد الاحکام ص ۳۷۱ ج ۴]

بزرگوں کی تصویر رکھنا

بعض لوگ گھروں میں مختلف بزرگوں کی طرف منسوب تصویر لٹکاتے ہیں مثلاً شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ یا اپنے خاندان کے کسی بڑے کی تصویر اور ان کی تعظیم کرتے ہیں ان سے تبرک حاصل کرتے ہیں۔

اس بارے میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ ہر طرح کی تصویر بنانا حرام ہے خواہ تعظیم کی نیت سے بنائے یا کسی اور غرض سے چاہے بڑی تصویر ہو یا چھوٹی، خواہ کسی بھی چیز پر بنائی گئی ہو۔ کسی بزرگ کی تصویر ہو یا نبی کی، ہر طرح کی تصویر ناجائز ہے۔ ڈیجیٹل کیمرہ اور سادہ کیمرہ کی تصویر اور ہاتھ کی بنی ہوئی تصویر میں فرق نہیں ہے، کیونکہ تصویر کا مقصد دونوں طرح حاصل ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بت یعنی مجسمہ ناجائز ہے اور کاغذ وغیرہ پر تصویر جائز یہ خیال قطعاً غلط ہے۔ چنانچہ علامہ نووی رحمہ اللہ نے ان کی تردید فرمائی ہے۔

قال بعض السلف انما ينهی عما كان له ظل لاباس بالصورة التی ليس لها ظل وهذا مذهب باطل فان الستر الذی انكر النبی صلی الله عليه وسلم الصورة فيه

لا یشك احد انه مذموم لیس له ظل مع باقی الاحادیث المطلقه فی کل صورة۔
(مسلم ص ۱۹۹ ج۲)

شیر کی کھال میں گھاس بھر کر شیر بنانا

بعض لوگ شیر کی کھال میں گھاس بھر کر اس کو شیر جیسی شکل میں بنا دیتے ہیں اور پھر اس کو مکان میں بطور نمائش رکھتے ہیں، حالانکہ اس طرح شیر کی صورت بنانا اس کو رکھنا اس کی نمائش کرنا شرعاً درست نہیں کیونکہ یہ اگرچہ تصویر محرم کے حکم میں داخل نہیں ہے تاہم مشابہ ضرور ہے، اس لیے پرہیز کیا جائے۔ (ماخوذ از فتاویٰ محمودیہ ص۳۴۴ ج ۱۵)

پریس میں اخبار کے ساتھ تصویر چھاپنا

پریس میں اگر جاندار کی تصاویر چھاپنا پڑے تو چونکہ جاندار کی تصویر چھاپنا اور شائع کرنا جائز نہیں۔ اس لیے ایسی جگہ ملازمت بھی ناجائز ہے کیونکہ ناجائز کام کی ملازمت بھی ناجائز ہوتی ہے۔

لیکن اگر پریس مشینوں میں دوسری جائز چیزیں بھی چھاپی جائیں اس کے ساتھ تصویر بھی ہوں اور تصویر کم ہوں جائز چیزیں زائد ہوں تو اس صورت میں پوری آمدن کو حرام نہیں کہا جائے گا۔ نیز جو شخص ایسی ملازمت کرے گا اس کی پوری ملازمت کو بھی ناجائز نہیں قرار دیا جائے گا۔ بقدر ناجائز کام کرنے کے ناجائز ہوگی۔ لہٰذا کوشش رہے کہ جاندار اشیاء والی کتابیں، اشتہارات وغیرہ چھاپنے سے حتی الامکان اجتناب کرے اگر کبھی مجبوری میں ایسا ہو جائے تو تصویر چھاپنے کی بقدر آمدن کو استعمال میں نہ لائے۔ (ماخوذ از فتاویٰ محمودیہ ص۴۱۹ ج ۱۲)

باتصویر اخبار کا حکم

بعض اخبار والے جو اخبار کے ایک طرف دینی مضامین اور دوسری طرف جاندار کی تصویر چھاپتے ہیں یہ شرعاً جائز نہیں، البتہ اگر کوئی ایسا اخبار پڑھنا چاہے تو اس کا طریقہ یہ اختیار کیا جائے کہ پہلے تصویر کو روشنائی سے مٹادی جائے اس کے بعد اخبار کا مطالعہ کرے۔
(ماخوذ از فتاویٰ محمودیہ ص۳۴۶ ج۵)

باتصویر رسائل کی خریداری

جن رسالوں کے اندر تصویریں ہوں، جیسے ڈائجسٹ وغیرہ اور وہ دینی رسائل جن میں جاندار کی تصاویر ہوں ان کی خریداری کا حکم یہ ہے کہ خریدار کے مقصد کو دیکھا جائے اگر مقصد ذی روح کی تصویر خریدنا ہو تو ان رسائل کا خریدنا جائز نہیں۔ لأن الامور بمقاصدها۔

اگر مقصد صحیح جائز مضامین کا پڑھنا ہے تو خریدنا درست ہے، کیونکہ تصاویر تابع ہیں، البتہ پڑھنے سے پہلے ان تصاویر کو مٹادیا جائے۔ (ماخوذ از فتاویٰ محمودیہ ص۱۰۶ ج۵)

کرنسی نوٹ پر تصویر چھاپنا

تصویر حرام ہے۔ احادیث سے اس کی حرمت ثابت ہے، فوٹو اور سکوں پر ان کو چھاپنا بھی حرام ہے۔ اس لیے حکومت کا فرض ہے کہ ان پر تصویر ہرگز نہ چھاپے اور مسلمانوں پر لازم ہے حکومت سے اس گناہ کے ترک کرنے کا مطالبہ کرے، باقی چونکہ عام مسلمان ان کے

استعمال پر مجبور ہیں اس لیے استعمال کی وجہ سے ان کو گناہ نہ ہوگا۔ اسی طرح نماز کی حالت میں جیب میں ہونے سے نماز میں کوئی خلل نہیں آئے گا۔ البتہ جیب میں اس طرح رکھیں کہ تصویری مستور رہیں، باریک کپڑے کی قمیص ہو تو خاص خیال رکھا جائے کہ تصویر نظر نہ آئے۔ کسی کاغذ وغیرہ سے چھپائیں۔ (ماخوذ آپ کے مسائل کا حل ص ۶۳ ج ۴ ۷)

مسجد میں تصویر اتارنا

بہت سے لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ بعض دینی پروگراموں کی بھی تصویر اتارتے ہیں، بلکہ بعض دفعہ مسجد کے اندر یہ گناہ عظیم سرانجام دیا جاتا ہے، جو کام مسجد سے باہر کرنا گناہ ہے مسجد کے اندر اس کی شناعت اور قباحت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے گھر کے اندر آ کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جائے۔ لہٰذا مسجد کو اس گندگی کے ساتھ ملوث کرنا حرام اور سخت گناہ ہے۔ اس سے اجتناب کرنا نہایت ضروری ہے، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو مساجد کے ادب واحترام کا خیال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خانۂ کعبہ اور طواف کرتے لوگوں کی تصویر فریم کرنا

ایسا فریم گھر میں لٹکانا جس میں خانۂ کعبہ اور اس کے اطراف میں لوگوں کو طواف کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے یا مسجد نبوی میں لوگوں کو نماز پڑھتے دکھایا گیا، تو اس میں اگر لوگوں کی تصویریں بالکل دھندلی ہیں، ان کی آنکھیں، کان، جسم کا کوئی اور عضو واضح نظر نہ آتے ہوں، تو ایسا فریم لٹکانا جائز ہے۔ لیکن اگر تصویر واضح ہوں کہ پہچانی جاتی ہے کہ یہ فلاں یہ اس کی

ناک یہ آنکھیں ہیں تو پھر ایسے فریم لٹکانا جائز نہیں۔ خصوصاً مساجد میں یا گھروں میں نماز کی جگہوں کو ایسے فریموں سے بچانا ضروری ہے۔

محترم شخصیتوں کی تصاویر آویزاں کرنا

بہت سی سرکاری عمارتوں، مثلاً عدالتوں، اسکولوں، کالجوں ہسپتالوں، پولیس اسٹیشنوں اور دوسرے سرکاری محکموں میں خاص طور پر اہم شخصیتوں کی تصاویر آویزاں ہوتی ہیں، جن میں قائداعظم محمد علی جناح، علامہ اقبال وغیرہ کی تصاویر نمایاں طور پر شامل ہیں یہ مغربی تہذیب کا حصہ ہے جسے مسلمانوں نے اپنالیا ورنہ اسلام اس کی نفی کرتا ہے، شریعت مطہرہ نے اس سے منع فرمایا ہے اس لیے اجتناب کرنا لازم ہے، ورنہ آویزاں کرنے والے دیکھنے والے سب ہی گناہ میں شریک ہوں گے اور نحوست کا ہونا تو یقینی ہے اور تصاویر پر جو وعیدیں ہیں وہ سب کے لیے ہیں۔

آرٹ درائنگ کی شرعی حیثیت

آرٹ درائنگ بذات خود ناجائز نہیں ہے، بلکہ اس کا غلط استعمال اس کو ناجائز بنا دیتا ہے۔ جاندار چیزوں کی تصویری آرٹ پیش کیا جائے، مصوری ہی کا کام انجام دیا جائے تو یہ عمل ناجائز ہے۔ اگر ایسا آرٹ پیش کیا جائے جس میں اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی نہیں ہوتی تو جائز ہے۔ مثلاً خانہ کعبہ، مسجد نبوی یا اس جیسی اور کوئی غیر ذی روح کی ماڈل بنائے۔

(ماخوذ آپ کے مسائل اوران کا حل ص ۶۹ ج ۷)

جاندار کی شکلوں والے کھلونے

آج کل ہمارے گھروں میں بچوں کے کھلونے تقریباً ہر جگہ موجود ہیں کوئی جانوروں کی شکل کے بنے ہوئے کوئی گڑیا وغیرہ مورتی کی صورت میں وہاں قرآن کی تلاوت، نماز اور سجدہ کی ادائیگی کرتے ہیں بعض اوقات نماز کے لیے وضو کریں یا سلام پھیریں تو نظر پڑ جاتی ہے یا ذکر میں مصروف ہوں، تو بچے کھلتے ہوئے سامنے آجاتے ہیں۔

ان کا شرعی حکم یہ ہے کہ جن گڑیوں کے نقوش نمایاں نہیں ہوتے یعنی کان ناک دیگر اعضاء واضح نہیں ہوتے، محض ایک ہیولا سا ہوتا ہے، ان کے ساتھ بچوں کا کھیلنا جائز ہے اور ان گڑیوں کو گھر میں رکھنا بھی جائز ہے۔ لیکن پلاسٹک کے جو کھلونے بازار میں ملتے ہیں وہ تو پوری مورتیاں ہیں۔ ان مجسموں کی خرید وفروخت اور ان کا گھر میں رکھنا جائز نہیں، افسوس ہے کہ آج کل ایسے بت گھروں میں رکھنے کا رواج چل نکلا ہے اور ان کی بدولت ہمارے گھر، بت خانوں کا منظر پیش کر رہے ہیں گویا شیطان نے کھلونوں کے بہانے بت شکن قوم کو بت فروش اور بت تراش بنا دیا ہے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس آفت سے بچائے۔

بعض لوگوں کو اشکال ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی تو گڑیوں سے کھیلا کرتی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے رکھی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گڑیاں معمولی قسم کی گڑیاں تھیں جو بچیاں کپڑوں سے خود ہی سی لیا کرتی تھیں۔ ان کے اعضاء واضح نہیں تھے یہ باقاعدہ مجسمے نہیں تھے، لہٰذا ان سے اس تصویر محرم کے جواز پر استدلال کرنا درست نہیں۔

قال في حاشية المشكوة معزيا الى اللمعات: والمراد ههنا ماتعلب به الصبية

من الخرق والرقى ولم يكن صورة مشخصة كالتصاوير المحرمة فلاحاجة الى ماقيل ان عدم انكاره صلى الله عليه وسلم لعبها بالصورة وابقائها فى بيتها دال ان ذلك كان قبل التحريم وان للعب الصغار مظنة للاستخفاف۔

(حاشية مشكوة ص ۲۸۲ ج۲)

مجسمہ فروشی کا حکم

کسی جاندار کی تصویر بنانا، خواہ وہ مجسمہ مورتی کی شکل میں ہو جس کو عربی میں تمثال کہا جاتا ہے یا ایسی تصویر ہو جو کسی کپڑے، کاغذ یا دیوار وغیرہ میں بنی ہوئی ہو، چاہے ہاتھ سے بنائی ہو یا جدید مشینی آلات سے بنی ہو، جس کو عربی میں ''صورۃ'' کہا جاتا ہے، دونوں طرح کی تصویر سازی حرام ہے۔ حرمت کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ دنیا میں بت پرستی کی بنیاد تصویر سازی اور اس کا احترام بنی ہے جس کی تفصیل ماقبل میں گزر چکی ہے اور بت پرستی شرک کی بنیاد ہے کہ انسان اللہ رب العزت کے اوصاف واختیارات کو بتوں کے لیے ثابت کرے بتوں کی پوجا شروع کرے، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے شرک کو جرم عظیم اور ناقابل معافی جرم قرار دیا ہے۔

كقوله تعالىٰ: ان الشرك لظلم عظيم۔

شرک بہت بڑا جرم ہے۔

وقوله تعالىٰ: ان الله لايغفر أن يشرك به يغفر مادون ذلك لمن يشاء۔

یعنی اللہ تعالیٰ شرک کے گناہ کو تو ہرگز معاف نہیں فرمائیں گے اس کے علاوہ جو گناہ چاہیں گے معاف فرمادیں گے۔

تصویر سازی کی حرمت کی دوسری وجہ "تشبــه بـخـلق الله" یعنی صفت تخلیق میں اللہ تعالیٰ کی مشابہت اختیار کرنا یہ بھی جرم عظیم ہے۔

کـمـاقـال رسـول الله صلی الله علیه وسلم: قال الله تعالیٰ ومن اظلم ممن ذهب بخلق کخلقی فلیخلقوا ذرّة او لیخلقوا شعیرة۔ (بخاری ومسلم)

چونکہ تصویر سازی حرام ہے، تو اس کی خرید وفروخت بھی حرام ہے، لہٰذا جانداروں کی مجسمہ سازی، مثلاً گھوڑا، اونٹ، بھالو، کتا وغیرہ کی مورتی بنانا یا فوٹو گرافی کرنا اسی طرح مختلف تقریبات اور پروگراموں کی مووی وغیرہ بنانا اور تصویر سازی اور فوٹو گرافی کو پیشہ کے طور پر اختیار کرنا حرام ہے اور اس سے حاصل ہونے والی کمائی بھی حرام ہے، لہٰذا اس سے اجتناب لازم ہے۔

چنانچہ علامہ فتح محمد لکھنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''خلاصہ یہ ہے کہ تصویر بنانا، بنوانا، خریدنا، فروخت کرنا، قلمی ہو یا عکسی، منقش ہو یا مجسمہ صرف چہرہ ہو یا پورا جسم ہو یہ بڑے گناہ کے کام ہیں اور حرام ہے، لہٰذا اگر کسی نے تصویریں بنالیں تو اس کے لیے حکم یہ ہے کہ توبہ کرے اور تصویروں کو ختم کردیا جائے۔ (عطر ہدایہ ۱۶۱)

شناختی کارڈ میں عورتوں کی تصویر کا حکم

قومی شناختی کارڈ پر خواتین کی تصویریں چسپاں کرنے کو لازمی قرار دینا، یہ قانون شرعی کی نقطۂ نظر سے نہایت غلط ہے۔ اس قانون کو نافذ کرنے والے گناہ گار ہیں، لیکن خواتین جب قانوناً مجبور ہیں اس مجبوری سے تصویر بنوانے کی گنائش ہے ساتھ ہی استغفار بھی کرتی رہیں۔

(ماخوذ آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۴۵ ج ۷)

صرف دانت اور آنکھ کی تصویر اتارنا

اگر صرف دانت کی تصویر چھاپی جائے اس کے ساتھ چہرہ کی تصویر نہ ہو، یا صرف آنکھ کی تصویر اتاری جائے تو یہ شرعاً جائز ہے۔ (ماخوذ از فتاوی محمودیہ ص۳۹۳ ج۱۴)

اڈنٹی کارڈ بنوانا جائز نہیں

اڈنٹی کارڈ یعنی حکومت کی طرف سے بسوں اور ہوائی جہاز یا ریل کے کرایہ میں طلبہ کے لیے مخصوص رعایت ہو، اس کے لیے اڈنٹی کارڈ کا حصول ضروری اور اڈنٹی کارڈ میں تصویر چسپاں کرنا لازمی ہے، اس کے بغیر قابل قبول نہیں۔ چونکہ یہ رعایتی کارڈ تصویر پر موقوف ہے اور تصویر شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ لہٰذا جو چیز حرام پر موقوف ہے وہ بھی حرام ہوگی، کیونکہ قاعدہ ہے: "الموقوف علی الحرام حرام"۔

اور تصویر کشی پر سخت وعیدیں احادیث میں مشہور ومعروف ہے، جیسا کہ پہلے متعدد تحریروں کے ضمن میں گزر چکی ہیں۔ طلبہ کو چاہیے کہ خصوصاً دینی مدارس کے طلبہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد وبھروسہ کرے اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے اپنی ضروریات پیش کر کے دعاء مانگے۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ومن يتق اللّٰه يجعل له مخرجا ويرزقه من حيث لا يحتسب ومن يتوكل على اللّٰه فهو حسبه ان اللّٰه بالغ امره قدجعل اللّٰه لكل شئ قدراً۔

وقال النبی صلى اللّٰه عليه وسلم: من كان للّٰه كان اللّٰه له۔

من كانت الاخرة همه جعل اللّٰه غناه فی قلبه وجمع له شمله واتته الدنيا وهی راغمة ومن كانت الدنيا همَّهُ جعل اللّٰه فقره بين عينيه وفرق عليه شمله

ولم تاته من الدنيا الا ماقدر له۔ (رواه الترمذی)

وقال صلی اللّٰہ علیه وسلم: لایحملنکم استبطاء الرزق ان تطلبوه بمعاصی اللّٰہ فانه لایدرك ماعنداللّٰہ الا بطاعة اللّٰہ۔ (رواه فی شرح السنة)

وقال صلی اللّٰہ علیه وسلم: وان الرزق لیطلب العبد کمایطلب اجله رواه ابونعیم۔ (ماخوذ ازاحسن الفتاویٰ ص ۲۳٦ ج۸)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: جوکوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا وہ اس کے لیے ہر پریشانی سے نجات کا راستہ پیدا فرمادے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے (روزی ملنے کا) وہم وگمان بھی نہ ہو اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے گا وہ اس کو کفایت کرے گا۔ تحقیق اللہ پورا کرتا ہے اپنا کام اور اللہ تعالیٰ نے ہر شئی کا ایک اندازہ مقرر کررکھا ہے۔ (سورۂ طلاق: آیت ۳)

اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ہوجاتا ہے۔

اور جس شخص کو آخرت کا غم وفکر حاصل ہو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں غناء پیدا فرمادیتا ہے اس کے حوائج وضروریات کو آسانی سے پورا فرمادیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ناک رگڑتی ہوئی آتی ہے اور جس شخص پر دنیا کا غم وفکر سوار ہو اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان فقر وتنگدستی کو رکھ دیتے ہیں اس کے حوائج کو پھیلا دیتے ہیں اس کو صرف اتنی دنیا ملتی ہے جو اس کے لیے مقدر ہے۔ (ترمذی)

اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں روزی کا تاخیر سے ملنا اس بات پر برانگیختہ نہ کرے کہ تم اس کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ذریعہ حاصل کرنے کی کوشش کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے خزانہ میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کیے بغیر حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے۔ (شرح السنہ)

کاسمیٹکس کی دکان کا حکم

کاسمیٹکس کی دکان جس میں تقریباً ہر چیز پر جاندار کی تصویر ہوتی ہے ایسی چیزیں فروخت کرنے کا کیا حکم ہے واضح ہو کہ تصویر بت پرستی کا ایک ذریعہ ہے بلکہ بت پرستی کی ابتداء ہی تصاویر اور مورتی کی پوجا سے ہوئی ہے چونکہ بت پرستی حرام ہے تو جو چیز بت پرستی کا ذریعہ ہے وہ بھی حرام قرار پایا ہے، اسی لیے کسی جاندار کی تصویر کشی یا اس کو گھروں، دکانوں وغیرہ میں نمایاں طور پر رکھنے پر احادیث میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ ارشادنبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

ان اشد الناس عذابا یوم القیامة المصورون۔ (صحیح بخاری)

مذکورہ بالا وضاحت کے بعد صورت مسئولہ میں حکم یہ ہے کہ جن چیزوں پر کسی جاندار کی شکل صورت اور اس کے نمونے واضح طور پر معلوم ہوں تو ان کو بنانا اور گھروں میں رکھنا جائز نہیں اور جب خود ان تصاویر ہی کی خرید وفروخت مقصود ہو تو ان کو خریدنا فروخت کرنا دونوں ناجائز ہیں کیونکہ معصیت ان کے عین کے ساتھ قائم ہے، ان سے حاصل ہونے والی آمدن بھی حلال نہیں۔

اور اگر خرید وفروخت میں تصاویر مقصد نہ ہوں، بلکہ دوسری چیزوں کی تابع ہوکر آجائیں، جیسے کپڑوں، برتنوں اور مختلف اشیاء کے ڈبو اور دیگر جدید مصنوعات جن میں اس کا عام رواج ہے، اگر چہ تصاویر کی اس طرح نمائش واشاعت شرعاً جائز نہیں ہے تاہم تصاویر والی اشیاء کی خرید وفروخت جائز ہے اور آمدنی بھی حلال ہوگی۔

البتہ دکاندار کوشش کرے کہ ان اشیاء کی تصاویر کو حتی الامکان چھپائے یا ممکن ہو تو اس پر

مار کر پھیر دے، نیز ان کو نماز کی جگہ پر نہ رکھے غرضیکہ تصاویر کو مقصود نہ بنایا جائے۔

وجاز بيع عصير عنب ممن يعلم أنه يتخذ خمراً لان المعصية لاتقوم بعينه بـل بعد تغيير وقيل يكره لاعانته على المعصية بخلاف بيع امرد ممن يلوط به بيع سلاح من اهل الفتنة لان المعصية تقوم بعينه۔

(رد المحتار ص ۳۹۱ ج٦ كتاب الكراهية)

حج کی فلم دیکھنا حرام ہے

مناسک حج جو شعائر اسلام ہیں ان کو فلم کرنا اور سینما میں دیکھنا دکھانا، جس میں بیت اللہ، عرفات، منیٰ وغیرہ مقامات کے مناظر اور دیگر عبادات کی جیتی جاگتی تصاویر دکھائی جاتی ہیں بہت سے منکرات پر مشتمل ہیں:

ا۔ فلم کا آلہ لہولعب ہونا ظاہر ہے اور آلات لہو کو مقاصد دینیہ میں استعمال کرنا دین کی سخت اہانت اور استخفاف ہے۔

قال الله تعالىٰ: اتخذوا دينهم لهوا ولعبا الآية۔

۲۔ حج کے اکثر افعال تعبدی صرف عقل کے ذریعہ ہی اس کے صحیح ہونے درست ہونے اور اللہ تعالیٰ کے حکم ہونے کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ مسلمان تو اللہ تعالیٰ کے حکم سمجھ کر اپناتے ہیں، جب مخالفین اسلام یہ مناظرہ دیکھیں گے ممکن ہے کہ وہ اسلام کا مذاق اڑائیں جس کا سبب یہ فلم بنانے والے بنیں گے۔

۳۔ اس میں جاندار کی تصاویر کا استعمال ہوتا ہے اور ان سے تلذذ ہوتا ہے، جاندار کی تصاویر دیکھنا دکھانا، خصوصاً مردوں کے لیے عورتوں کی تصاویر اور عورتوں کے لیے مردوں کی

تصاویر وہ بھی نیم برہنہ نہایت قبیح فعل ہے۔

بعض لوگ اسے دیکھنے دکھانے کو ثواب سمجھتے ہیں، جب یہ فعل جائز ہی نہیں تو ایک ناجائز فعل کو باعث ثواب سمجھنا تو بہت بڑا گناہ ہے۔لہٰذا ایسا فلم دیکھنا دکھانا سب ناجائز ہیں بچنا فرض ہے۔ (ملخص از احسن الفتاویٰ ص ۳۱۷ ج ۸)

چڑیا والی گھڑی کا حکم

آج کل بعض گھڑیاں اس طرح کی آرہی ہیں کہ اس میں جاندار کی تصویر ہوتی ہے بعض میں تو تصویر ہر وقت نمایاں ہوتی ہے۔بعض کی فٹنگ اس طرح ہوتی ہے کہ کبھی تصویر ظاہر ہوتی ہے کبھی پوشیدہ ہو جاتی ہے۔

جاندار کی تصویر بنانا تو ہر حال میں ناجائز ہے۔اس لیے تصویر والی گھڑی بنانا جائز نہیں اور ایسی گھڑی کا استعمال کرنا بھی قبیح اور مذموم ہے۔اس لیے کوئی ایسی گھڑی استعمال کی جائے جو اس قباحت سے خالی ہو۔ (ملخص از فتاویٰ محمودیہ)

میت کی تصویر اتارنے کا حکم

بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے میت کی تصویر اتارتے ہیں بہت سے ناداں لوگ تو میت کو قبر میں اتار کر پھر تصویر اتارتے ہیں اور اکثر اخبارات میں شائع کرتے ہیں، یہ کتنی افسوس ناک بات ہے میت تو اس وقت قبر کا سپرد ہو رہا ہے وہ سراپا رحمت خداوندی کا محتاج ہے، عزیز واقارب کی دعاؤں، صدقہ، خیرات کا محتاج ہے، ایسے وقت موجب لعنت کام کرنا یہ تو

اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینا ہے، ظاہر بات ہے کہ یہ میت کے ساتھ بھلائی اور خیر خواہی نہیں ہے بلکہ سراسر ظلم ہے اس لیے اہلِ میت پر لازم ہے کہ کم از کم اس حرام کام کا ارتکاب کر کے میت کے لیے باعث عذاب نہ بنیں۔ تصویر اتارنے، مووی بنانے اور اخبارات ورسائل، ٹی وی وغیرہ کے ذریعہ اس تصویر کی اشاعت سے مردہ کو عذاب کے علاوہ کوئی ثواب نہیں مل سکتا ہے۔ جس شخص کو اس کا اندیشہ ہو کہ مرنے کے بعد اس کے ورثہ اس کی تصویر اتاریں گے اس پر یہ وصیت کرنا لازم ہے کہ میرے مرنے کے بعد تصویر نہ اتاری جائے۔

خواتین کی تصویر دیکھنا اور آویزاں کرنا حرام ہے

آج کل بازاروں، دکانوں، گھروں میں خواتین کی تصاویر لگی ہوتی ہیں۔ بہت سے ناداں لوگ ان کو دیکھ کر لطف اندوز ہوتے ہیں، حالانکہ حدیث کی رو سے جب ذی روح کی تصاویر اتارنا حرام ہے تو ان کو دیکھ کر لطف اندوز ہونا تو بطریق اولیٰ حرام ہوگا پھر اجنبی عورتوں کی تصاویر دیکھ کر لطف اندوز ہونا بعینہٖ اس خاتون کے دیکھنے کے مترادف ہے جو کہ ناجائز اور حرام ہے۔

لما رواہ الامام محمد بن اسماعیل البخاری رحمه الله، عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال قال النبی صلی الله علیه وسلم: لاتباشر المرأة المرأة فتنعتها لزوجها کانه ینظر الیها۔

(بخاری ص۷۸۸ ج۲) [ماخوذ از فتاویٰ حقانیه ص ٤۲۸ ج ۲]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ رہ کر پھر اس کے حالات اپنے شوہر سے اس طرح بیان نہ کرے کہ گویا کہ شوہر اس عورت کو

دیکھ رہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح کسی اجنبی عورت کو دیکھنا حرام ہے تو بن دیکھے اس کا تصور کر کے لذت حاصل کرنا بھی حرام ہے اس لیے کسی خاتون کی تصویر آویزاں کرنا اس کو دیکھ کر لذت حاصل کرنا ناجائز اور حرام ہے۔

مخطوبہ عورت کی تصویر کا حکم

بعض لوگ ایسی عورت کی تصویر منگواتے ہیں جس سے شادی کا ارادہ ہے اور یہ بہانہ بناتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ ایسی عورت کو دیکھا جائے تاکہ بعد میں شرمندگی نہ ہو۔ شرعاً یہ عمل جائز نہیں ہے۔ اس مقصد کے لیے تصویر کشی کرنا پھر بعد میں مرد کے پاس بھیجنا اور مرد کا اس کو بار بار دیکھنا اور اس سے لذت حاصل کرنا سب ناجائز اور حرام ہے۔ حدیث میں جو آیا ہے کہ مخطوبہ عورت کو دیکھ لیا شارحین نے اس کی بہترین صورت یہ لکھی ہے کہ اس دیکھنے سے مراد مرد اپنے محارم عورتوں میں سے کسی کے ذریعے لڑکی کے حالات اور اوصاف معلوم کر کے اطمینان کرے۔ اگرچہ ایک مرتبہ خود دیکھ لینا بھی جائز ہے۔

ویجوز النظر الی المرأة الذی یرید أن یتزوجها عندنا وعندالشافعی واحمد واکثر العلماء وجوز مالك باذنها وروی عنه المنع مطلقاً ولوبعث امرأة تصفها له لکان ادخل فی الخروج عن الخلاف۔ (لمعات شرح مشکوۃ، حاشیه ص ٢٦٨ ج٢)

منگیتر کی تصویر رکھنے کا حکم

جب تک شریعت کے مطابق نکاح نہ ہو جائے اس وقت تک منگیتر اجنبی عورت ہے اس کا حکم عام اجنبی عورتوں کی طرح ہے اس کو دیکھنا، اس سے بے محابا اختلاط کرنا اس کے ساتھ کہیں تنہائی میں ملنا سب حرام ہے۔ اسی طرح اس کی تصویر اپنے پاس رکھنا اور اس سے لذت

حاصل کرنا، یہ ایک اجنبی عورت سے لذت حاصل کرنا ہے، جوکہ شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔
لہٰذا منگیتر کی تصویر اپنے پاس رکھنا شرعاً ناجائز ہے، یہی حکم عورت کے لیے ہے کہ جس مرد سے نکاح طے ہوا ہے اس کی تصویر اپنے پاس رکھنا اس سے لذت حاصل کرنا جائز نہیں، بلکہ شادی کے بعد بھی بلاضرورت تصویر کا استعمال جائز نہیں۔ اس لیے ایک دوسرے کی تصویر کوخواہ مخواہ دیکھنا دکھانا دونوں گناہ کے کام ہیں۔

سینما بینی کے نقصانات

سینما اور فلم دیکھنے میں کئی قسم کے گناہوں کا ارتکاب ہوتا ہے:

۱۔ تصویر سے لذت حاصل کرنا خصوصاً عورتوں کی تصاویر سے جوکہ حرام ہے۔

۲۔ گانا سننا یہ بھی حدیث کی رو سے حرام ہے۔

۳۔ بے موقع فضول پیسہ خرچ ہوتا ہے یہ بھی قرآن کی رو سے حرام ہے۔

ولاتسرفوا ان اللّٰہ لایحب المسرفین(اعراف:۳۱) وفی مقام اٰخر ان المبذرین کانوا اخوان الشیطان وکان الشیطان لربه کفورا۔ (بنی اسرائیل:۲۷)

یعنی ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اسراف مت کرو، بے شک اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔

دوسری آیت میں فرمایا: بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے یعنی نافرمان کافر ہے۔

۴۔ وقت ضائع ہوتا ہے، حالانکہ وقت بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، اس کوفضول اور لایعنی کاموں میں ضائع کرنا جائز نہیں، حدیث میں ہے: من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه۔

یعنی آدمی کے اسلام میں خوبی کی علامت یہ ہے کہ فضول اور لایعنی باتوں سے پرہیز کرے۔

۵۔ گانا سننے کا گناہ ہے، گانا سننے سنانے پر حدیث میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہے۔

۶۔ سینما بینی سے انسان کے اخلاق بگڑ جاتا ہے، نماز روزہ دیگر عبادات میں غفلت ہوجاتی ہے اوراس کے علاوہ بھی بہت سی خرابیاں ہیں اس لیے سینما بینی شرعاً ناجائز ہے اس سے بچنااور اپنی اولاد کو بچانالازم ہے۔

دیوی دیوتاؤں کی تصویر کوفریم کرنا کیسا ہے؟

سوال:

زید نقشوں اور تصویروں کوشیشے میں لگانے اور طغریٰ بنانے کا کام کرتا ہے جن میں کفار کی دیوی، دیوتاؤں کی تصویریں بھی آتی ہیں، اب سوال یہ ہے کہ زید ایسی تصویروں کی فریم بنا کر اجرت لے سکتا ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا۔

الجواب:

عمل اور محنت کی اجرت تو فی نفسہ جائز ہے لیکن یہ عمل اعانت علی المعصیت ہونے کی وجہ سے مکروہ اور قابل ترک ہے۔

فقط واللہ اعلم بالصواب (ماخوذ از فتاویٰ رحیمیہ)

گھر میں ٹیلی ویژن اور ویڈیو رکھنا اور اس کو دیکھنا

گھر میں ٹیلی ویژن رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کا شمار لہو ولعب میں داخل ہے یا نہیں؟ یہاں اس کا بہت رواج ہو گیا ہے اور اب اس کے ساتھ ویڈیو بھی عام ہے تو کیا حکم ہے؟ اگر کوئی صرف خبریں سنے تو کیا حکم ہے؟ لیکن اکثر خبر نشر کرنے والی عورت ہی ہوتی ہے، مدلل ومفصل جواب تحریر فرمائیے، بینوا توجروا (از انگلینڈ وغیرہ)

حامداً ومصلیاً ومسلماً

ٹیلی ویژن لہو ولعب اور گانے بجانے کا آلہ ہے اس میں جاندار کی تصویروں کی بھرمار ہوتی ہے، مردوں کی نظر نامحرم عورتوں کی تصویروں پر اور عورتوں کی نظر نامحرم مردوں کی تصویر پر پڑتی ہے، بلکہ ارادۃً وشوقاً ورغبتاً دیکھا جاتا ہے اور یہ ناجائز ہے، خبریں سننے کے لیے خبر دینے والے کی تصویر دیکھنا ضروری نہیں ہے، لہٰذا یہ بالکل غیر ضروری ہے اور اکثر اوقات اس پر فلم دکھائی جاتی ہے جس میں فحاشی، عریانیت اور شہوت انگیز مناظر کی کثرت ہوتی ہے، گھر میں چھوٹے بڑے، ماں بہن بہو بیٹیاں سب ہی ہوتے ہیں اور سب خوب شوق سے دیکھتے ہیں، یہ انتہائی بے غیرتی اور بے حیائی ہے، بچوں کے اخلاق پر برا اثر پڑنے اور بچپن ہی سے ان کے اندر غلط عادتیں پیدا ہونے کا قوی احتمال ہے اس کی پوری ذمہ داری اور پورا وبال والدین اور گھر کے بڑوں پر ہوگا، لہٰذا اس کے دیکھنے سے مکمل احتراز کیا جائے اور ویڈیو کیسٹ تو عموماً فلم ہی ہوتی ہے اس کی حرمت تو بالکل ظاہر ہے۔

مزاج شریعت یہ ہے کہ بلا ضرورت نہ مرد عورتوں کو دیکھیں اور نہ عورتیں مردوں کو، اسی میں ان کے قلوب پاکیزہ اور غلط وشہوانی خیالات سے پاک اور صاف رہ سکتے ہیں،

قرآن میں ہے:

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم ویحفظوا فروجهم ذلك ازكى لهم ان الله خبیر بما یصنعون۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مؤمنین سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے دل کی صفائی اور پاکیزگی کا ذریعہ ہے، بے شک خداتعالیٰ اپنے بندوں کے کام سے واقف اور باخبر ہے، اسی طرح عورتوں کے متعلق ارشاد خداوندی ہے:

وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارهن ویحفظن فروجهن"۔ (سورة النور)

آپ مؤمن عورتوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ (سورۂ نور پارہ نمبر ۱۸)

حدیث میں ہے:

ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال لعن اللّٰه الناظر والمنظور الیه۔

(مشکوٰة شریف ص ۲۷۰، باب النظر الی المخطوبة)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اجنبی عورت کو دیکھنے والے پر اور اس عورت پر جس کو دیکھا جائے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۲۷۰، باب النظر الی المخطوبة)

نیز حدیث میں ہے:

عن جریر بن عبداللّٰه قال سالت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: عن نظر الفجأة فامرنی ان اصرف نظری۔ (مشکوة شریف ص ۲۶۸، باب النظر الی المخطوبة)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نامحرم

عورت پراچانک نظر پڑنے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں فوراً اپنی نگاہ ہٹالوں۔
(مشکوٰۃ شریف ص ۲۶۸، باب النظر الی المخطوبۃ)

نیز حدیث میں ہے:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم النظر سهم مسموم من سهام ابلیس فمن ترکها خوفاً من اللّٰہ ایماناً یجد حلاوته فی قلبه۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۲٦٨ ، باب النظر الی المخطوبة)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدنظری ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہرآلود تیر ہے جواس کواللہ کے خوف سے چھوڑ دے، اللہ تعالیٰ اس کوایسا ایمان عطا فرمائے گا جس کی حلاوت وہ اپنے قلب میں پائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۶۸، باب النظر الی المخطوبۃ)

عن ام سلمة انها کانت عندرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ومیمونة له اذا قبل ابن ام مکتوم فدخل علیه فقال رسول اللّٰہ علیه وسلم احتجبامنه فقلت یا رسول اللّٰہ! الیس هو اعمی، لایبصرنا فقال رسول اللّٰہ علیه وسلم افعمیا وان انتما الستما تبصرانه۔ (مشکوٰۃ شریف ص ٢٦٩ ، باب النظر الی المخطوبة)

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھیں، اتنے میں ایک صحابی نابینا حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تشریف لائے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں پردہ کرنے اور ہٹ جانے کا حکم فرمایا، میں نے کہا یا رسول اللہ! یہ نابینا ہیں ہم کونہیں دیکھ سکتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم ان کونہیں دیکھ رہیں؟

مجالس ابرار میں ہے:

فالمرأة كلمات كانت مخفية من الرجال كان دينها اسلم لما روى انه عليه الصلوة والسلام قال لابنته فاطمة اى شئى خيرللمرأة قالت ان لاترى رجلاً ولايراها رجل واستحسن قولها وضمها اليه وقال ذرية بعضها من بعض وكان اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم يسدون الثقب والكوى فى الحيطان لئلاتطلع النساء على الرجال۔

یعنی عورت جب تک مردوں سے چھپی ہوئی رہتی ہے اس کا دین محفوظ رہتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ عورت کے لیے سب سے بڑی خوبی کی کیا بات ہے؟ عرض کیا وہ کسی مرد کو نہ دیکھے اور نہ کوئی مرد اس کو دیکھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ جواب بہت ہی پسند آیا فرمایا اولاد ایک ایک سے ہے (یعنی باپ کا اثر اولاد میں آتا ہی ہے) اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین دیواروں کے سوراخ اور جھروکے بند کردیا کرتے تھے تاکہ عورتیں مردوں کو نہ جھانکیں۔ (مجالس الابرار ص ۵۶۳)

ٹی وی کے پردہ پر جو تصویریں نظر آتی ہیں ان کو دیکھ کر یقیناً دل میں غلط اور شہوانی خیالات پیدا ہوں گے اس لیے ان تصویروں کو دیکھنا جائز نہ ہوگا اور یہ محتاج بیان نہیں ہے کہ آج کل ٹی وی میں خبر نشر کرنے والی اور اسی طرح دوسرے پروگرام پیش کرنے والی عموماً عورتیں ہوتی ہیں اور وہ ایسا پرکشش اور باریک لباس زیب تن کیے ہوئے ہوتی ہیں کہ ان کے بدن کا بڑا حصہ برہنہ ہوتا ہے اور شرعاً یہاں تک حکم ہے کہ اجنبی عورت نے ایسا باریک لباس پہنا ہو جس سے اس کا بدن ظاہر ہو رہا ہو یا ایسا تنگ اور چست لباس پہنا ہو جس سے ان کے بدن کی کیفیت اور نشیب وفراز معلوم ہوتا ہو تو اس کا لباس بھی دیکھنا جائز نہیں ہے۔ حدیث میں اس پر بہت سخت وعید آئی ہے کہ جو شخص عورت کے لباس کو دیکھے یہاں تک کہ اس کے بدن کا حجم ظاہر ہونے لگے تو اس کو جنت کی خوشبو بھی حاصل نہ ہو سکے گی فتاوی شامیہ میں ہے:

وفی التبیین قالوا ولا بأس بالتأمل فی جسدھا وعلیھا ثیاب مالم یکن ثوب یبین حجمھا فلاینظر الیھا حینئذ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من تأمل خلف امرأۃ ورأی ثیابھا حتی یتبین لہ حجم عظامھا لم یرح رائحۃ الجنۃ الیٰ قولہ اقول مفادہ ان رویۃ الثوب بحیث یصف حجم العضو ممنوعۃ ولو کثیفاً لاتری البشرۃ منہ۔ (شامی ج۵ ص ۳۲۱ کتاب الحظر والاباحۃ فی النظر واللمس)

اگرچہ کہا جائے کہ ٹی وی کی پردہ پر جوصورتیں نظر آتی ہیں وہ محض عکس ہیں لیکن اس صورت میں بھی شرعاً اس کی قباحت وممانعت باقی رہے گی اس لیے کہ حکم شریعت یہ ہے کہ جس طرح اجنبیہ کا چہرد یکھنا ناجائز ہے اسی طرح شیشہ یا پانی میں اس کا عکس پڑ رہا ہوتو وہ عکس کا دیکھنا بھی جائز نہیں ہے۔

الثانی لم ارمالو نظر الی الاجنبیۃ من المرأۃ أوالماء وقدصرحوا فی حرمۃ المصاھرۃ بانھا لاتثبت برؤیۃ فرج من مرأۃ او ماء لان المرئ مثالہ لاعینہ بخلاف مالو نظر من زجاج او ماء ھی فیہ لان البصر ینفذ الزجاج والماء فیری مافیہ ومفاد ھذا انہ لایحرم نظر اجنبیۃ من المرأۃ او الماء الا ان یفرق بان حرمۃ المصاھرۃ بالنظر ونحوہ مشدد فی شروطھا لان الاصل فیھا الحل بخلاف النظر۔ لانہ انما منع منہ خشیۃ الفتنۃ والشھوۃ وذلک موجودھنا ورایت فی فتاویٰ ابن حجر من الشافعیۃ ذکر فیہ خلافاً بینھم رجح الحرمۃ بنحو ماقلناہ واللّٰہ اعلم۔ (شامیۃ ص ۳۲۷ ج۵)

یعنی اگر اجنبی عورت کا عکس شیشہ یا پانی پر دیکھے تو اس کا کیا حکم ہے؟ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اس کا حکم صراحۃً کسی جگہ نہیں دیکھا، البتہ فقہاء نے حرمت مصاہرت کی بحث میں یہ تصریح کی ہے کہ اگر عورت کی شرمگاہ کا عکس شیشہ یا پانی پر پڑ رہا ہے اور اسے دیکھے تو اس

سے حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی کیونکہ اس صورت میں دیکھی جانے والی چیز اس کی مثال اور عکس ہے، برخلاف اس صورت کہ وہ عورت خود شیشہ میں ہے یا پانی میں اس کا شرمگاہ نظر آرہی ہو اس کو دیکھنے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی۔ اس لیے کہ اس صورت میں شیشہ اور پانی میں نظر نافذ ہو جاتی ہے اور جو چیز نظر آتی ہے وہ اصل ہوتی ہے، اس بحث کا مفاد یہ ہے کہ اگر اجنبی عورت کا عکس شیشہ (آئینہ) یا پانی پر پڑ رہا ہو تو اس کا دیکھنا حرام نہیں ہے مگر ان دونوں میں فرق ہے وہ یہ کہ حرمت مصاہرت دیکھنے یا چھونے وغیرہ سے اس وقت ثابت ہوگی جب اس کی تمام شرطیں پائی جائیں اس لیے کہ اصل عورت میں حل ہے برخلاف نظر کے اس لیے کہ بدنظری کے ممنوع ہونے کی وجہ فتنہ اور شہوت کا خوف ہے اور یہ فتنہ یہاں (عکس دیکھنے میں) موجود ہے، علامہ شامی فرماتے ہیں کہ میں نے شوافع کی کتاب فتاویٰ ابن حجر دیکھی اس میں انہوں نے اختلاف ذکر کیا ہے اور حرمت کو راجح کیا ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا واللہ تعالیٰ اعلم۔ (شامی مع درمختار ۸ص ۳۲۷ فصل فی النظر واللمس)

اگر یہ کہا جائے کہ گاہے گاہے اس پر ایسا پروگرام پیش کیا جاتا ہے جس سے معلومات حاصل ہوتی ہیں تو یہ کہا جائے گا کہ نفع سے زیادہ نقصان ہے اور اثمهما اكبر من نفعهما کا مصداق ہے۔

محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی کہے کہ مجھے ناجائز گانا بجانا سننے سے یاد الٰہی میں کشش اور رغبت بڑھتی ہے تو یہ بالکل غلط ہے۔ اس لیے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گانا بجانے کی نہی کے لیے فرق نہیں کیا ہے، اگر ایسے اعذار اور بہانے قابل قبول ہوتے تو طوائف کا گانا سننا اس کے لیے جائز ہوتا جو دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے وہ خوشی پر برانگیختہ نہیں کرتا اور نشہ آور چیزوں کا پینا اس کے لیے جائز ہوتا جو دعویٰ کرتا ہے کہ میں اس کے پینے سے نشہ نہیں میں نہیں آتا اور بہت سے حرام کاموں سے محفوظ رہتا ہوں اگر

کوئی کہے کہ جب میں حسین اورخوبصورت لڑکے اور پرائی عورتوں کو دیکھتا ہوں اوران کے ہمراہ تنہائی میں بیٹھتا ہوں تو خدا کی قدرت کا نظارہ اورخوبصورتی سے عبرت حاصل کرتا ہوں تو اس کے لیے یہ ہرگز جائز نہیں ہے بلکہ اس کا ترک کرنا واجب ہے اورحرام چیزوں کے استعمال سے نصیحت اورموعظت حاصل کرنا حرام کاری سے بدتر ہے اوروہ شخص خدا کی راہ میں بدکاری اورحرام کاری کرنا چاہتا ہے اس کے سوااور کچھ نہیں ہے ایسے لوگ اپنی خواہش اورھواء کے مطابق چلتے ہیں، یہ قابل قبول اورقابل توجہ نہیں ہے۔

وان قال قائل اسمعها علی معان اسلم فیها عنداللّٰہ تعالیٰ کذبناہ لان الشرع لم یفرق بین ذلك ولو جاز للانبیاء علیهم السلام ولوکان ذاللاعذار لاجزنا سماع القیان لمن یدعی انه لایطربه وشرب المسکر لمن ادعی انه لایسکره فلو قال عادتی انی متی شربت الخمر کففت عن الحرام لم یبح له ولوقال عادتی اذا شهدت الامر دو الا جنبیات وخلوت بهم اعتبرت فی حسنهم لم یجزله ذلك واجیب ان الاعتبار بغیر المحرمات اکثر من ذلك وانما هذه طریقة من اراد بطریق عزوجل فیرکب هواه فلانسلم لاصحابها ولانلتفت الیهم۔ (غنیة الطالبین ص ۲۵)

جب یہ ثابت ہوگیا کہ ٹیلی ویژن آلہ لہوولعب ہے تو ٹیلی ویژن اورویڈیو کیسٹ گھر میں رکھنا بھی مکروہ اورگناہ کا کام ہے اگرچہ استعمال نہ کیا جائے چنانچہ فقہ کی مشہور کتاب خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے:

ولو امسك فی بیته شیئاً من المعازف والملاهی کره ویاثم و ان کان لایستعملها لان امساك هذه الاشیاء یکون للهو عادةً۔

(خلاصة الفتاوی ج ۱ ص ۳۳۸ کتاب الکراهیة نوع فی السلام)

اور یہ بھی یاد رہے کہ وقت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اس کی جتنی قدر کی جائے کم

ہے،ٹی وی اورویڈیو دیکھنے سے آخرت کا کون سا فائدہ ہوگا؟ بلکہ خسارہ ہی ہے،اللہ کے ذکر سے غافل کرنے والی اورفکرآخرت کوختم کرنے والی چیز ہےاور جو چیز انسان کواللہ کے ذکر اورموت کے فکراوراپنے مقصد حیات سے غافل کردے وہ منحوس اور بیکار ہے۔حدیث میں ہے: من حسن اسلام المرء تر که مالا یعنیه۔

انسان کےاسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ بیکار چیزوں کوچھوڑ دےاورحدیث میں ہے:

عن ابن عمر رضی اللّٰه عنهما قال اتیت النبی صلی اللّٰه علیه وسلم عاشر عشرۃ مقام رجل من الانصار فقال یانبی اللّٰہ من اکیس الناس واحزم الناس قال اکثرھم ذکر اللموت واکثرھم استعداداً للموت اولئك الاکیاس ذهبوالشرف الدنیا و کرامة الآخرة۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم دس آدمی جس میں ایک میں بھی تھا حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے،ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ سب سے زیادہ سمجھداراور سب سے زیادہ محتاط آدمی کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا جولوگ موت کوسب سے زیادہ یادکرنے والےاورموت کے لیے سب سے زیادہ تیاری کرنے والے ہوں،یہی لوگ ہیں جودنیا کی شرافت اورآخرت کااعزاز لےاڑے۔

(بحوالہ موت کی یاداز حضرت شیخ الحدیث مولانا محمدزکریاصاحب مہاجر مدنی ص۲)

لہٰذاانسان کو جووقت ملا ہے اسے موت اورآخرت کی تیاری میں صرف کرنا چاہیے بیکار اورلغوکاموں میں وقت ضائع نہ کیا جائے ؎

جز یاد دوست ہرچہ کنی عمر ضائع است
جز سر عشق ہر چہ بخوانی بطالت است

یادالٰہی کے علاوہ کسی اور چیز میں مشغول ہونا عمرضائع کرنا ہے عشق الٰہی کے سوا جو کچھ کیا

جائے بیکار ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو لغو اور بیکار کاموں سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائے اور وقت کی قدر نصیب کرے آمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم آخر میں ٹی وی کی مضرات پر ایک جرمن ڈاکٹر کا تبصرہ ملاحظہ ہو۔

صدق جدید لکھنو ۲۴؍اگست ۱۹۸۴ء کی اشاعت میں ''جرمن ڈاکٹر نے خبردار کیا ہے کہ اسکول جانے والی عمر کے بچوں کو ٹیلی ویژن دیکھنے کی اجازت کسی حال میں نہ دینی چاہیے کیونکہ اس کے دیکھتے رہنے سے ان میں حصول علم کی طلب جاتی رہتی ہے اور وہ اپنی معصومیت بھی کھو بیٹھتے ہیں اور حقائق کی گہرائی تک پہنچنے کی صلاحیت ان میں رفتہ رفتہ ختم ہو جاتی ہے، بچوں کے ذہن پر ٹیلی ویژن کے جو مضر اثرات پڑتے ہیں ان کی ایک نمایاں مثال دیتے ہوئے ڈاکٹر نے کہا کہ ایک بچہ سے جو ٹیلی ویژن دیکھتا رہتا تھا جب یہ بتایا گیا کہ اس کے دادا کی موت واقع ہوگئی تو اس نے بے ساختہ سوال کیا کہ دادا جان کو گولی کس نے ماری؟ قتل وجرائم کے مناظر ٹیلی ویژن پر دیکھتے رہنے ہی کا نتیجہ تھا کہ بچہ یہ سوال کر بیٹھا۔ ذہنی ودماغی صلاحیتوں پر اثر ڈالنے کے ساتھ ٹیلی ویژن کا جو اثر بچوں کی عام صحت خصوصاً بصارت پر پڑتا ہے وہ سب پر روشن ہے لیکن افسوس جس خطرہ کو محسوس کر کے مغرب کے ماہرین فن بچوں کے لیے اس کے استعمال کو ممنوع قرار دے رہے ہیں ہمارے ملک میں اس کی طرف سے آنکھیں بند کر کے اس کو زیادہ فروغ دینے کی کوشش سرکاری سطح پر کی جارہی ہے اور اس پر فخر کیا جارہا ہے اور شہروں کی طرح دیہاتوں میں بھی حکومت ٹیلی ویژن کا انتظام کرتی جارہی ہے۔

''نشیمن''، بنگلور ۱۶ ستمبر ۱۹۸۴ء کے شمارہ میں ''آج کل ٹیلی ویژن پر ملکی اور غیر ملکی فلمیں دکھائی جارہی ہیں، جن میں بوس وکنار، چوما چاٹی، لپٹا چپٹی سب ہوتی ہے، کیا ایسے مناظر کا

گھر دکھایا جانا اور باپ بیٹی، ماں بیٹے، ساس اور داماد وغیرہ کا ایک ساتھ مل بیٹھ کر دیکھنا اچھی بات ہے؟ کیا تہذیب اور اخلاق ایسے مناظر دیکھنے کی اجازت دیتے ہیں؟ اب تو وی سی آر (ویڈیو) بھی اس برائی کے طوفان میں اضافہ کر رہا ہے۔

(بحوالہ کیلنڈر دار العلوم السلام حیدر آباد ۱۴۰۵ھ، ۱۹۸۵ء) [ماخوذ از فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۴۷ ج ۱۰]

گناہ سے بچنے کے لیے ٹی وی فروخت کرنا

آج کل لوگ اپنے گھروں میں ٹی وی رکھتے ہیں، اب اگر کسی کو اس گناہ سے بچنے کی توفیق ہو جائے تو کیا اس کو دوسرے کسی کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہوگا اور اس کی قیمت اس کے لیے حلال ہوگی؟

تو اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ ٹی وی کا غالب استعمال چونکہ ناجائز طریقوں سے ہو رہا ہے اور وہ اس وقت بے شمار دینی اور دنیوی خرابیوں اور مفاسد پر مشتمل ہے اس لیے اصل حکم تو یہی ہے کہ ٹی وی نہ گھر میں رکھنا جائز ہے اور نہ اس کی خرید و فروخت جائز۔ تاہم بحالات موجودہ اس کا بعض جائز استعمال بھی ممکن ہے، مثلاً یہ کہ اس کو غیر جاندار اشیاء جیسے عمارتوں، مقامات، پارکوں، سمندروں وغیرہ کی نقل و حرکت یا طلوع و غروب وغیرہ کے مناظر اور تصاویر دیکھنے کے لیے استعمال کیا جائے یا سامان وغیرہ کی چیکنگ اور ہوائی جہاز وغیرہ کے نظام الاوقات بتلانے اور اعلانات کے لیے استعمال کیا جائے یا دیگر سیکورٹی وغیرہ کے انتظامات میں استعمال کیا جائے، لہٰذا اگر مذکورہ بالا جائز مقاصد کے لیے خریدنے والے شخص کو ٹی وی فروخت کیا جائے تو بیع جائز ہے اور اس کی قیمت بھی بلاشبہ حلال ہے۔

البتہ ٹی وی اگر ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کیا جائے جس کے متعلق غالب گمان یہ ہو کہ

خریدنے والا اسے ناجائز کاموں میں استعمال کرے گا تو اس کو اس کے ہاتھ بیچنا جائز نہیں گناہ ہے، کیونکہ اس میں گناہ کے کاموں میں اعانت ہے اور اس صورت میں فروخت شدہ قیمت کراہت کے ساتھ حلال ہے۔

فی خلاصة الفتاویٰ (۳: ۱۰۰) "وبیع الغلام الأمرد ممن یعلم انه ممن یعصی اللّٰہ یکرہ لانه اعانة علی المعصیة"

نیز ٹی وی فروخت کرنے کی ایک جائز صورت یہ بھی ہے کہ اس کے تمام پرزے الگ کر لیے جائیں اور ان پرزوں کو فروخت کر دیا جائے تو یہ طریقہ بھی درست ہے۔ ایک صورت یہ ہے کہ دکاندار کو واپس کر دیا جائے۔

ویڈیو، فلم اور کیسٹ کی بیع

سادہ کیسٹوں یا جن کیسٹوں میں قرآن کریم، وعظ تقریر اور کوئی دینی مذہبی یا اصلاحی پروگرام ٹیپ ہو یا اور کوئی ایسی چیز بھری ہوئی ہو جو خلاف شرع نہ ہو تو ان کیسٹوں کا کاروبار بلاشبہ جائز ہے اور آمدنی بھی حلال ہے اور جن کیسٹوں میں گانے، ساز، ڈھولک، سارنگی، ہارمونیم اور میوزک وغیرہ ٹیپ ہوں، ان کیسٹوں کا کاروبار اعانت معصیت کی بناء پر ناجائز اور حرام ہے اور اس کی آمدنی بھی حلال نہیں۔

اسی طرح فلم جو کسی کاغذ یا کسی اور مادے پر اس طرح ثابت ہو کہ اسے معمولی آنکھ سے بھی دیکھا جا سکے، اس کے تصویر ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اس لیے اس کی تجارت ناجائز ہے اور آمدنی بھی حرام ہے۔

البتہ ویڈیو کیسٹ کے حکم میں یہ تفصیل ہے کہ ویڈیو کیسٹ بذات خود کوئی حرام چیز نہیں

ہے، اس میں جائز چیز بھی بھری جا سکتی ہے اور ناجائز بھی، مثلاً بے جان اشیاء، مناظر قدرت جو بے جان ہوں، ان کی تصویر یا تعلیمی پروگرام جس میں جاندار کی تصاویر نہ ہوں، اس صورت میں ویڈیو کیسٹ اور اس میں بھری ہوئی چیز دونوں کی خرید وفروخت جائز ہے اور آمدنی بھی حلال ہے۔

البتہ اگر ویڈیو کیسٹ میں کوئی غیر شرعی، منکر اور فحش پروگرام محفوظ کیا جائے، مثلاً گانے، فلم، جاندار کی تصاویر وغیرہ تو اس کا حکم بھی کیسٹ کی طرح ہے یعنی محفوظ شدہ غیر شرعی چیز کی فروخت ناجائز ہے اور اس کی قیمت بھی حرام ہے، البتہ اصل کیسٹ کی قیمت ناجائز نہیں کہلائے گی۔

اور اگر اس میں کسی مذہبی نوعیت کا پروگرام ہو تو جن لہروں کے ذریعہ وہ پروگرام محفوظ کیا جاتا ہے اگرچہ ان کے تصویر ہونے میں بعض علماء نے تامل کیا ہے لیکن احتیاط بہر صورت اس میں ہے کہ اس کا کاروبار نہ کیا جائے اور اگر اس کی خرید وفروخت سے آمدنی حاصل کی ہے تو احتیاطاً اسے صدقہ کر دیا جائے اور اگر کاروبار صرف خالی ویڈیو کیسٹ کا ہے، تو چونکہ اس کا غالب استعمال حرام کاموں میں ہو رہا ہے اس لیے دکاندار کے قصد ونیت کی طرف دیکھا جائے گا، اگر اس کا قصد وارادہ یہی ہو کہ اس کے ذریعہ عمل معصیت کیا جائے تو یہ خود معصیت اور اعانت معصیت میں داخل ہو کر قطعاً حرام ہے اور اس کی آمدنی بھی حرام ہے اور اگر معصیت کا قصد ونیت شامل نہ ہو اور ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کیا جائے جس کے متعلق غالب گمان یہ ہو کہ وہ اسے ناجائز کاموں میں استعمال کرے گا تو اس کے ہاتھ بیچنا جائز نہیں گناہ ہے، کیونکہ اس میں گناہ کے کاموں میں اعانت ہے اور ایسی صورت میں آمدنی کراہت کے ساتھ حلال ہے اور اگر ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کیا جائے جس کے متعلق غالب گمان یہ ہو کہ اسے جائز کاموں میں استعمال کرے گا تو یہ جائز ہے اور آمدنی بھی بلاشبہ حلال ہے۔ (جواہر الفقہ ۲:۴۴۷) [ماخوذ از جدید تجارت ص ۸۴]

فوٹو گرافی کے آلات توڑنے کا حکم

اگر کوئی فوٹو گرافرنا جائز فوٹو گرافی کر رہا ہو دوسرا کوئی نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہوئے اس کے آلات کو توڑ دے تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے اس پر کوئی ضمان آئے گا یا نہیں۔
عبارات فقہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس پر کوئی ضمان نہیں آئے گا۔

حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ نے آلات معصیت توڑنے کے متعلق تحریر فرمایا:

"آلات معصیت کا توڑنا جائز ہے اور مندرجہ ذیل تین صورتوں میں توڑنے پر بالاتفاق ضمان بھی نہیں:

۱۔اس آلہ کولہولعب کے علاوہ کسی اور کام میں استعمال نہ کیا جا سکتا ہو۔

۲۔امام کی اجازت سے توڑا ہو۔

۳۔آلات لہولعب مغنی (گویا) کے پاس ہوں اور شراب کے مٹکے شراب فروخت کرنے والے کے پاس ہوں۔

جہاں یہ تینوں صورتیں منتفی ہوں یعنی آلہ میں جائز اور ناجائز امر میں استعمال کرنے کی صلاحیت ہو، امام کی اجازت نہ ہو۔

گویا یا شراب فروش کے پاس نہ ہوں تو وجوب ضمان میں اختلاف ہے، امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک لکڑی کا اجزاء لہولعب کے کام نہ آسکیں ان کی قیمت واجب ہے اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک کچھ بھی واجب نہیں۔ فتویٰ صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر ہے۔

لفساد الزمان وقال العلامة ابن العابدين رحمه الله: (قوله وقالا الخ) هذا

الاختلاف فی الضمان دون اباحة اتلاف المعازف وفیما یصلح لعمل اخر والا لـم یـضمن شیئاً اتفاقا وفیما اذا فعل بلااذن امام والالم یضمن اتفاقا وفی غیر عود المغنی وجابیة الخمار والا لم یضمن اتفاقاً لانه لولم یکسرها عاد لفعله القبیح الخ۔

(ردالمحتار الحضر والاباحة ص ۱۳٤ ج۱) [احسن الفتاوی ص ۲٦۳ ج۸)

ویڈیو گیم کا شرعی حکم

ویڈیو گیمز جو کہ مغربی مما لک کے بعد اب ہمارے ملک میں بھی رواج پذیر ہیں ویڈیو گیم کھیلنے اور دیکھنے والوں کے مشاہدے سے جہاں تک پتہ چلا اور حقیقت معلوم ہوئی کہ کھیل چند وجوہات سے شرعاً جائز نہیں۔

۱۔ اس کھیل میں دینی اور جسمانی کوئی فائدہ مقصود نہیں ہوتا جو کھیل ان دونوں مقاصد سے خالی ہو وہ جائز نہیں۔

۲۔ اس میں وقت اور روپیہ ضائع ہوتا ہے اور ذکر اللہ سے غافل کرنے والا ہے۔ حتیٰ کہ نماز جیسی اہم عبادت سے بھی غفلت برتی جاتی ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ رمضان المبارک میں تراویح چھوڑ کر اس کھیل میں منہمک رہتے ہیں۔

۳۔ ایک بڑا نقصان یہ ہے ہ اس کھیل کی عادت پڑ جانے کے بعد چھوڑنا مشکل ہوتا ہے۔

۴۔ بعض گیم تصویر اور فوٹو پر مشتمل ہوتے ہیں اور وہ تصاویر واضح اور نمایاں ہوتی ہیں جو کہ شرعاً ناجائز ہے۔

۵۔ اس کھیل سے بچوں کو دلی فرحت اور لذت حاصل ہوتی ہے جبکہ ناجائز چیزوں سے

لذت حاصل کرنا بھی شرعاً حرام ہے بلکہ بعض فقہاء نے کفر تک لکھا ہے، علاوہ ازیں اس سے بچوں کا ذہن خراب ہوتا ہے اور اس سے بامقصد تعلیم میں خلل واقع ہوتا ہے پھر بچوں کو پڑھائی اور دوسرے فائدے والے کاموں میں دلچسپی نہیں رہتی وغیرہ۔ان مذکورہ وجوہات کی بناء پر یہ کھیل اس ارشاد باری کا مصداق ہے۔ ومن الناس من یشتری لھوالحدیث الآیۃ۔

بعض لوگ اپنی جہالت سے کھیل تماشے اختیار کرتے ہیں اور اس میں پیسے خرچ کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے لوگوں کو بھٹکا دیں اور جو لوگ دین کی باتوں کو کھیل تماشا بناتے ہیں، انہی لوگوں کے لیے اہانت والا عذاب ہے۔(سورۂ لقمان: آیت ۶)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ مذکورہ آیت مبارکہ ''لہوالحدیث'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں ہر وہ چیز مراد ہے، جو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی یاد سے ہٹانے والی ہو، مثلاً فضول لہولعب، فضول قصہ گوئی، ہنسی مذاق کی باتیں اور واہیات مشغلے اور گانا بجانا وغیرہ۔

واضح رہے کہ مذکورہ آیات کی شان نزول اگرچہ خاص ہے مگر عموم الفاظ کی وجہ سے حکم عام رہے گا یعنی جو کھیل فضول اور وقت و پیسہ ضائع کرنے والا ہے وہی آیت مذکورہ کی وعید میں داخل ہے، چونکہ ویڈیو گیم میں یہ ساری قباحتیں موجود ہیں، اس لیے یہ گیم ناجائز ہے اس میں وقت اور پیسہ لگانا بھی ناجائز ہے۔(آپ کے مسائل کا حل ص ۳۳۶ ج ۷)

سی ڈی کی تصویر کا حکم

جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ موجودہ دور میں ٹی وی پر پیش کیے جانے والے پروگرام عموماً ناچ گانے، ڈرامہ یا مرد و زن کے اختلاط کے مناظر یا جنسی بے راہ روی کے مختلف طریقوں پر مشتمل ہوتے ہیں، ایسے پروگرام مخرب اخلاق اور انسانی معاشرہ کے لیے تباہ کن

ہونے کی وجہ سے شریعت کی رو سے ایسے پروگرام دیکھنا حرام ہونے پر علماء امت کا اتفاق ہے۔یہی وجہ ہے کہ گھر میں ٹی وی رکھنے اوراس کے استعمال کرنے کوشرعی نقطۂ نگاہ سے ممنوع قرار دیا گیا ہے، اگرکسی نے لاعلمی میں خرید لیا تو اس کو یہی مشورہ دیا جاتا ہے کہ خدارا! اس لعنت کو گھر سے فوراً نکال دیں تا کہ آپ کی اور آپ کے بچوں کی زندگی شرعی حدود میں گزرے، ایسے فحش پروگرام کوکمپیوٹر اورانٹرنیٹ پر دیکھنا بھی ناجائز اور ممنوع ہے، اس پر بھی علماء امت متفق ہیں، اس لیے ہرمسلمان پر لازم ہے حیلہ بہانے سے کوئی خلاف شرع کام کرنے سے مکمل اجتناب کرے اور شریعت کے واضح احکامات پر عمل کرے۔

اب آگے یہ سوال رہ جاتا ہے کہ اگر کوئی ایسا فحش پروگرام نہ ہو بلکہ کوئی دینی پروگرام ہو مثلاً کوئی وعظ ونصیحت کا جلسہ ہے یا حسن قرأت کی محفل ہے یا کوئی جہاد کی تربیت کا پروگرام یا حج کی تربیت کا پروگرام ہے، ایسے دینی پروگرام کوسی ڈیز میں محفوظ کرکے، کمپیوٹر یا ٹی وی اسکرین دیکھنے کا کیا حکم ہوگا، جبکہ اس میں تصویر سازی اور تصاویر کی نمائش کے علاوہ اور کوئی خرابی نہ ہو۔اس بارے میں اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ چونکہ جاندار کی تصویر کشی اوراس کا استعمال اورتصویر کو دیکھنا دکھانا شرعاً ناجائز ہے اس لیے ایسے دینی پروگرام کی بھی مووی بنانا اورسی ڈی میں محفوظ کرنا حرام ہے اورٹی وی یا کمپیوٹر کی اسکرین پر ایسے پروگرام دیکھنا ممنوع ہے۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ اسکرین پر نظر آنے والے شکلوں کا جب تک پرنٹ نہ لیا جائے یا پائیدار طریقے سے کسی چیز پر نقش نہ کرلیا جائے اس وقت تک وہ تصویر نہیں، لہٰذا دینی پروگرام پر مشتمل سی ڈیز دیکھنے کی گنجائش ہونی چاہیے۔

لیکن چونکہ علماء کی اکثریت پرنٹ تصویر اور اسکرین پر نظر آنے والی تصویر میں فرق نہیں کرتی، تصویر کے لغوی اور اصطلاحی تعریف کے اعتبار سے بھی دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ نیز عرف عام میں بھی دونوں تصویروں میں فرق نہیں کیا جاتا، اسی طرح سائنس کے ماہرین کی

تحقیق کے مطابق بھی اس کو تصویر کہا جاتا ہے۔ اس لیے جس طرح پرنٹ تصویر کا بلاضرورت استعمال ناجائز ہے، اسی طرح ویڈیو، آڈیو، سی ڈیز کا استعمال بھی ممنوع ہے، چونکہ بعض علماء کو اس کے تصویر ہونے میں شبہ ہے اس لیے ہم اسکرین پر نظر آنے والی تصاویر اور عام تصاویر میں فرق نہ ہونے کو دلائل کی روشنی میں ثابت کرتے ہیں تا کہ امت مسلمہ ٹی وی، وی سی آر کیبل کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے فتنوں سے بچ جائے۔ تصویر دیکھنے دکھانے کے گناہ سے محفوظ رہے۔

تصویر کے لغوی معنی اور اصطلاحی معنی

لفظ تصویر باب تفعیل کا مصدر اور صورت سے ماخوذ ہے، جو ہفت اقسام میں سے اجوف کی قسم ہے کسی معقول وخیالی چیز کو بھی کہتے ہیں اور مادی چیز کی ہیئت کو ذہن میں لانے پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے، بشرطیکہ وہ اپنے غایہ ومنتہی کو پہنچے۔ مجسمہ کو صورت اس لیے کہتے ہیں کہ نقاش پہلے کسی شئے کا تصور کرتا ہے اور پھر اسی کے مطابق تمثال یعنی مجسمہ بناتا ہے جب وہ اسے مکمل کر لے تو اس کو صورت کہتے ہیں۔ گویا صورت اور مثال معنی لغوی کے اعتبار سے دونوں مترادف یا قریب المعنی ہیں کہ دونوں میں انتقال پائے جاتے ہیں ''مثل فلان'' اس وقت کہا جاتا ہے جب آدمی اپنی جگہ سے ہٹ جائے اور یہی معنی "صار الامر" کے بھی ہیں اس لیے پتھر وغیرہ کا تراشا ہوا مجسمہ تمثال بھی کہلاتا ہے اور صورت بھی۔

''چنانچہ شیخ ابوحاتم بن حمدان الرازی المتوفی سن ۳۲۲ھ کتاب الزینة فی الکلمات الاسلامیة العربیة کے "باب المصور" میں تحریر فرماتے ہیں:

وتكون الصورة معناها المثال ومنها قيل للتماثيل تصاوير، لانها مُثلث على مثال الصُوَر، فكانَّ كل امر اذا انتهى الى غايته وتمامه ظهرت صورته وبرز

مثاله ويقال: كيف صورة هذا الامر؟ اى كيف مثاله؟

(ص ۵۹ الجزء الاوّل مطبوعه القاهره من ۱۹۵۷)

آگے اسی معنی ومطلب کو لے کراس حدیث "ان الله خلق آدم على صورته" کا مطلب بتاتے ہوئے لکھتے ہیں: "فلما صارت الى التمام والغاية ابرزها تامه فسماها صورة لانها صارت مثالاً تاماً" ص ٦١۔

یعنی جب حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اپنی آخری شکل کو پہنچی، اس وقت اس پر صورت کا اطلاق ہونا ٹھیک ہوا اور چونکہ یہ صورت بہت خوش نما تھی اور اللہ عز وجل کی عادت ہے کہ ہر اچھی چیز کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں اور اس لیے فرمایا "ان الله خلق آدم على صورته" "لانه ينسب الى الله عز وجل من كل شئى اشرفه وافضله فكانت صورة آدم احسن الصور واشرفها" ص ٦٠ ج ۱۱ور ص ٦٢، "اللہ المصور" کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

فسمّى عزل وجل نفسه مصوّرا، لانه ابتداء تقدير الخلائق فى الدنيا، وهويتممها حتى تصير الى غاياتها التى خلقت لها فى الآخرة فتظهر صور الخلائق التى صارت اليها فهوالمصور جل وتعالى لاصورة له، لانه خالق الصور، ولانه لاغاية له ولامثال، بل هو منشىء الصور والامثلة فى غاياتها تبارك الله والمصور۔

اس کے برعکس جب کسی محسوس چیز کا ذہن میں تصور کیا جاتا ہے تو اس پر بھی صورت کا اطلاق ہوتا ہے، تمام مناطقہ وفلاسفہ بلکہ علماء امت کے نزدیک صورت علمی کا اصطلاح معروف ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ لغوی اصطلاحی اور شرعی اعتبار سے صورت اور تمثال کا مفہوم بہت وسیع ہے۔

کاغذ، کپڑے اور کسی اور چیز پر بنی ہوئی اشکال کو تصاویر اور تماثیل کہا جاتا ہے خواہ وہ ذی روح کی ہوں یا غیر ذی روح کی۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ تصویر کی لغوی اور اصطلاحی تعریف پر غور کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی کہ پرنٹ تصویر اور اسکرین پر نظر آنے والی تصویر میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ تصویر محرم میں دونوں داخل ہیں۔

سائنس کے ماہرین کی تحقیق

ہم نے اس سلسلہ میں سائنس کے ماہرین کی طرف رجوع کیا تو وہ بھی سب اس پر متفق نظر آئے کہ ڈیجیٹل کیمرہ کی تصاویر اور ہاتھ کی بنی ہوئی تصاویر میں کوئی فرق نہیں چنانچہ دو ماہرین کی تحقیق پیش خدمت ہے۔ جناب علیم احمد صاحب مدیر اعلیٰ ماہنامہ گلوبل سائنس کی رائے:

تصویر کشی یا فوٹو گرافی (Photografhy) کے ضمن میں ڈیجیٹل ذرائع ،مثلاً سی ڈی، فلاپی ڈسک اور ہارڈ ڈسک وغیرہ کے استعمال کے حوالے سے تکنیکی نکات کا خلاصہ درج ذیل ہے:

ا۔ وہ ڈیجیٹل کیمرہ ہو یا روایتی کیمرہ، شبیہ کی تشکیل (Image Formation) کا بنیادی سائنسی اصول آج بھی وہی ہے جو اوّلین کیمرے کی ایجاد کے وقت استعمال کیا گیا تھا۔ یعنی شبیہ کی تشکیل کے بنیادی اصول میں آج تک سر مو فرق نہیں آیا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ کیمرے میں شبیہ کے مقام کی نوعیت میں ضرور تبدیلی آئی ہے مگر اس عمل کے پس پشت، طبیعات کا بنیادی قانون آج تک وہی ہے جو آج سے سو، سوا سو سال پہلے ہوا کرتا تھا۔

۲۔ ابتدائی زمانے کے کیمروں میں حاصل شدہ شبیہ کو محفوظ کرنے کا کام فوٹو گرافک

پلیٹ پر براہِ راست کیا جاتا تھا۔ آج روایتی کیمروں میں حاصل شدہ شبیہ فوٹو گرافک فلم پر محفوظ کی جاتی ہے۔ کیمرے میں لگی فوٹو گرافک فلم (یا فوٹو گرافک پلیٹ) پر ایک مخصوص کیمیائی مادے کی تہہ بچھائی جاتی ہے جو نہایت باریک دانوں (Grains) کی شکل میں ہوتی ہے۔ جب کیمرے کے اندر داخل ہونے والی روشنی ان دانوں پر پڑتی ہے تو یہ دانے اپنی کیمیائی ماہیت تبدیل کر لیتے ہیں اور یوں شبیہ ان پر محفوظ ہو جاتی ہے۔

ویڈیو کیمروں اور جدید ڈیجیٹل کیمروں میں شبیہ بنانے والی روشنی کو برقی اشاروں (Electronic Signals) میں تبدیل کر کے ان سے منسلک برقی مقناطیسی پٹی (Electromagnetic Tape) مثلاً ویڈیو ٹیپ، یا کسی دوسرے واسطے، مثلاً فلیش میموری یا ڈسک پر ڈیجیٹل حالت میں محفوظ کر لیا جاتا ہے۔

۳۔ ویڈیو کیمرے یا ڈیجیٹل کیمرے میں محفوظ کی گئی شبیہ طبعی یا ظاہری اعتبار سے شبیہ نہیں ہوتی لیکن معنوی اعتبار سے وہ شبیہ ہی ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ جب شبیہ کے اظہار کا مرحلہ آئے تو وہ اسی شبیہ کی شکل ہی میں ظاہر ہوگی کہ جسے ابتداء میں محفوظ کیا گیا تھا، نہ کہ کسی اور صورت میں۔ لہٰذا مخصوص سائنسی اصطلاح میں بھی رموز (Codes) میں پوشیدہ اس شبیہ کو ''شبیہ ہی کہا جائے گا۔

۴۔ اس نکتے کی مزید وضاحت یہ ہے کہ آج کسی ڈیجیٹل کیمرے میں محفوظ کی گئی ساکن یا متحرک تصاویر، مخصوص نوعیت کے رموز یا ''فارمیٹس'' (Farmats) کی شکل میں ہوتی ہیں مثلاً mpeg, tiff, bmp, wmf, jpeg, gif وغیرہ۔ جب کبھی اس ان فارمیٹس میں محفوظ شدہ معلومات کے اظہار کا مرحلہ آئے گا تو صرف اور صرف تصویر ہی کی شکل میں ظاہر ہوں گی۔ اگر انہیں کسی دوسری شکل میں ظاہر کرانے کی کوشش بھی کی جائے تو اوّل تو وہ ظاہر ہی نہیں ہوں گی اور اگر ظاہر بھی ہوئیں تو قطعی بے معنی اور بے مصرف انداز

میں۔ اس سے بھی یہی پتا چلتا ہے کہ ڈیجیٹل ذرائع پر محفوظ کی گئی شبیہ، خود کمپیوٹر کی اپنی زبان میں بھی تصویر ہی کہی جاتی ہے، کچھ اور نہیں۔

۵۔ تیسرا اور آخری مرحلہ کسی شبیہ کے اظہار کا ہے۔ فوٹو گرافک پلیٹ/فلم، برقی مقناطیسی پٹی یا کسی ڈیجیٹل ذریعے پر محفوظ کی گئی کوئی بھی شبیہ اس مرحلے پر ظاہری اور معنوی، دونوں اعتبار سے شبیہ ہی ہوگی، چاہے وہ ٹی وی اسکرین پر ہو، کمپیوٹر مانیٹر پر ہو، عام کاغذ پر ہو یا فوٹو گرافک پیپر ہی پر کیوں نہ ہو۔

۶۔ اس موقع پر ایک بھاری اور عمومی غلط فہمی کا ازالہ بہت ضروری ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ کمپیوٹر پر سارا کام ''خودکار'' انداز میں کیا جاتا ہے۔ یہ قطعاً درست نہیں۔ کمپیوٹر اپنے کسی کام اور کسی فعل کے لیے خود مختار نہیں ہے بلکہ وہ انسان کی جانب سے دی گئی ہدایات کے مجموعے پر (جنہیں اصطلاحاً کمپیوٹر پروگرام بھی کہا جاتا ہے) انسان کے ایجاد کردہ آلات واختراعات کی مدد سے عمل کرتے ہوئے کوئی چیز پیش کرتا ہے۔

۷۔ آخر میں یہ واضح کردینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اوپر کی استعمال شدہ تمام اصطلاحات، خالصتاً سائنسی وتکنیکی ہیں۔ لہٰذا ان پر مفہوم بھی وہی صادق آئے گا جو سائنس کی مطابقت میں ہے۔ لہٰذا اگر ایسی کوئی اصطلاح، کسی دینی اصطلاح سے مشابہت رکھتی ہو تو اسے دینی اصطلاح کا متبادل ہرگز خیال نہ کیا جائے۔

از: علیم احمد

(مدیر اعلیٰ ماہنامہ گلوبل سائنس، کراچی)

۴۔۵۔۲۰۰۴

جناب تفسیر احمد

(سینئر ڈیویلپمنٹ انجینئر ،ادارہ تحقیقات اردو، نیشنل یونیورسٹی آف کمپیوٹر اینڈ ایمر جنگ سائنسز ،لاہور)

اس سے پہلے کہ اصل گفتگو کا آغاز کیا جائے، یہ واضح کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ذیل کی بحث میں جتنی بھی اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں، وہ خالصتاً سائنسی و تکنیکی نقطۂ نگاہ سے استعمال کی گئی ہیں۔ لہٰذا ان پر مفہوم بھی وہی صادق آئے گا جو سائنس کی مطابقت میں ہے۔ اسی ضمن میں گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی اصطلاح، کسی دینی اصطلاح سے مشابہت رکھتی ہو تو اسے دینی اصطلاح کا متبادل ہرگز خیال نہ کیا جائے۔

عکاسی یا تصویر، جسے عرف عام میں ''فوٹو گرافی'' (Photography) بھی کہا جاتا ہے، تین مراحل پر مشتمل ہوتی ہے۔

سب سے پہلا مرحلہ شبیہ (Image) کی تشکیل (Formation) ہے۔

دوسرا مرحلہ اس کی تشکیل شدہ شبیہ کی تحفیظ (Persistence) ہے۔

تیسرا مرحلہ شبیہ کا اظہار (Presentation) ہے۔

شبیہ کی تشکیل کا بنیادی سائنسی اصول آج بھی وہی ہے جو اوّلین کیمرے کی ایجاد کے وقت استعمال کیا گیا تھا۔ بہ الفاظ دیگر ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ شبیہ کی تشکیل کے بنیادی اصول میں آج تک کوئی فرق نہیں آیا ہے خواہ روایتی کیمرے سے فوٹو گرافی کی جائے یا ڈیجیٹل کیمرے سے ڈیجیٹل فوٹو گرافی کی جائے۔

یہاں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ سائنسی نقطۂ نگاہ سے آئینے یا پانی میں بننے والی شبیہ اور کیمرے میں بننے والی شبیہ، دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

آئینے یا پانی میں بننے والی شبیہ پردے (اسکرین) پر حاصل نہیں کی جاسکتی، اس لیے یہ ''مجازی شبیہ'' (Virtual Image) بھی کہلاتی ہے جبکہ کیمرے میں بننے والی شبیہ پردے پر حاصل کی جاسکتی ہے اور اسی وجہ سے اسے ''تکنیکی شبیہ'' (Real Image) بھی کہتے ہیں۔

یہاں ''پردے'' (Screen) سے مراد کوئی ایسا طبیعی واسطہ (Physical) ہے کہ جس پر شبیہ کو ظاہر کیا جاسکے مثلاً پردۂ سیمیں، فوٹو گرافک پلیٹ اور ضیاء حساس ڈائیوڈ (Photosensitive Dlodes) پر مشتمل سی سی ڈی اسکرین (CCD Screen) وغیرہ۔

جہاں تک کسی شبیہ کی تحفیظ کا تعلق ہے تو اس کے طریقے وقت کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ ابتداء میں یہ کام فوٹو گرافک پلیٹ/فوٹو گرافک فلم پر براہِ راست کیا جاتا تھا۔ روایتی کیمروں میں آج بھی یہی طریقہ مستعمل ہے۔

کیمرے میں لگی فوٹو گرافک فلم (یا فوٹو گرافک پلیٹ) پر ایک مخصوص کیمیائی مادے کی تہہ بچھائی جاتی ہے جو نہایت باریک دانوں (Grains) کی شکل میں ہوتی ہے۔ جب کیمرے کے اندر داخل ہونے والی روشنی ان دانوں پر پڑتی ہے تو یہ دانے اپنے کیمیائی ماہیت تبدیل کر لیتے ہیں اور یوں شبیہ ان پر محفوظ ہو جاتی ہے۔

ویڈیو کیمروں اور جدید ڈیجیٹل کیمروں میں داخل ہونے والی روشنی کی برقی اشاروں (Electronic Signals) میں تبدیل کر کے ان سے منسلک برقی مقناطیسی پٹی (Electromagnetic Tape) مثلاً ویڈیو ٹیپ، یا کسی دوسرے واسطے، مثلاً فلیش میموری یا ڈسک پر ڈیجیٹل حالت میں محفوظ کرایا جاتا ہے۔

ویڈیو کیمرے یا ڈیجیٹل کیمرے میں محفوظ کی گئی شبیہ طبیعی یا ظاہری اعتبار سے شبیہ نہیں

ہوتی لیکن معنوی اعتبار سے وہ شبیہ ہی ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب شبیہ کے اظہار کا مرحلہ آئے گا تو وہ اسی شبیہ کی شکل میں ظاہر ہوگی کہ جسے ابتداء میں محفوظ کیا گیا تھا، نہ کہ کسی اور صورت میں۔ لہٰذا مخصوص سائنسی اصطلاح میں بھی رموز (Codes) میں پوشیدہ اس شبیہ کو ''شبیہ'' ہی کہا جائے گا۔

تیسرا اور آخری مرحلہ کسی شبیہ کے اظہار کا ہے۔ فوٹوگرافک پلیٹ/فلم، برقی مقناطیسی پٹی یا کسی ڈیجیٹل واسطے (Digital Medium) پر محفوظ کی گئی کوئی بھی شبیہ اس مرحلے پر ظاہری اور معنوی، دونوں اعتبار سے شبیہ ہی ہوگی، چاہے وہ ٹی وی اسکرین پر ہو، کمپیوٹر مانیٹر پر ہو یا فوٹوگرافک پیپر ہی پر کیوں نہ ہو۔

یہاں یہ بات بھی واضح کرنا ضروری ہے کہ ٹی وی اسکرین یا کمپیوٹر مانیٹر پر جو شبیہ بنتی ہے، اگرچہ وہ نقاط (Dots) یا پکسلز (Pixols) کا مجموعہ ہوتی ہے تاہم نقاط یا پکسلز کا تصور نیا نہیں ہے۔ اگر عام شبیہ یعنی کاغذ پر چھپی ہوئی شبیہ کا معاملہ ہو تو وہ نقاط کا مجموعہ ہوگی جبکہ کمپیوٹر اسکرین پر ظاہر ہونے والے انہی نقاط کو پکسلز کہا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں کمپیوٹر اسکرین پر ظاہر ہونے والی شبیہ کو کاغذ پر بھی اسی طرح پرنٹ کیا جا سکتا ہے جیسے کسی عام شبیہ کو پرنٹ کیا جاتا ہے۔ تفسیر احمد = دستخط

اکابر علماء کے فتاویٰ

سائنس کے ماہرین کی رائے سے بھی یہ بات ثابت ہوئی کہ ڈیجیٹل کیمرے کی تصویر اصل تصویر ہی ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ حرمت کے حکم میں دونوں برابر ہے۔

اب ہم سی ڈی اور ویڈیو اور موری کے متعلق اکابر علماء کی اہم تحریرات پیش کرتے ہیں جو

ان کے تحریر کردہ فتاویٰ کی کتابوں میں موجود ہیں تاکہ امت مسلمہ کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بنے اوراب تک سی ڈی اور وڈیو کی تصاویر کے سلسلہ میں جو غفلت برتی گئی ہے اس سے توبہ کی جائے اور آیندہ بچنے کی پوری کوشش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ امت مسلمہ کو ٹی وی، کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے فتنے سے محفوظ فرمائے اور بندہ کی اس حقیر کوشش کو قبول فرمائے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فوٹو کے متعلق شرعی احکام بیان فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صحیح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت میں کچھ لوگ شراب کا نام بدل کر اس کو پئیں گے اور برسرِ مجلس راگ باجے اور گانے بجانے کا مشغلہ کریں گے۔ حق تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دیں گے اور ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر بنا دیں گے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مضمون شراب کے متعلق ارشاد فرمایا ہے آج امت نے اس کو صرف شراب ہی نہیں بلکہ اکثر دوسرے محرمات میں بھی استعمال کر رکھا ہے۔ شریعت میں جس نام سے کسی چیز کو حرام کیا گیا ہے اس پر نئی معاشرت کا رنگ وروغن چڑھا کر اور نام بدل کر بے خطر اس کا استعمال کیا جاتا ہے اور اپنے نزدیک سمجھتے ہیں کہ اس حیلے سے وہ خدائی گرفت سے بچ گئے اور حقیقت یہ ہے کہ ؎

کارہا باخلق آری جملہ راست

باخدا تزویر و حیلہ کے رواست

اگر ان کو چشم بصیرت نصیب ہو تو وہ مشاہدہ کرلیں کہ درحقیقت اس حیلہ نے ان کو ایک گناہ کی بجائے دو گناہوں کا مجرم بنادیا ہے ایک تو خود گناہ کا ارتکاب اور دوسرا اس پر کسی قسم کی ندامت کا نہ ہونا اور تلافی وتدارک سے غافل رہنا۔ شراب کا نام الکحل یا اسپرٹ رکھ کر جائز کرلیا گیا تو تصویر کشی کا لقب فوٹو گرافی رکھ کر حلال کرلیا گیا۔ پرانے مزامیر ومعارف کو چھوڑ کر اس کی جگہ گراموفون (اور موسیقی) نے لے لی اور اس نام کی بدولت وہ بھی حرمت سے نکل گیا۔

سود کا نام منافع اور رشوت کا لقب حق الخدمت کر کے علانیہ اس کا لین دین جاری ہوگیا۔

والی اللہ المشتکی ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اس وقت ہماری زیر بحث ''فوٹو اور فوٹو گرافی'' کا مسئلہ ہے یہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے کہ شریعت نے تصویر کشی کو حرام اور اس کے استعمال کو ناجائز قرار دیا تھا۔ دورحاضر کے روشن خیال مسلمانوں نے اس پر ایک نیا روغن چڑایا پرانے زمانے طرز کی تصاویر کو چھوڑ کر اس کا ایک نیا طریقہ ایجاد کیا اور نیا نام رکھ لیا اور حرمت وممانعت کے فتوؤں سے بے خطر ہو کر بیٹھ گئے اور اس بارے میں ان لوگوں کا زیادہ شکوہ نہ تھا جنہوں نے صرف جدید تعلیم میں آنکھ کھولی اور جدید نصاب ہی میں علمی پرورش پائی۔

بقول اکبر مرحوم:

انہوں نے دین کب سیکھا ہے رہ کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

افسوس اور شکایت ان بعض حضرات سے جو کتاب وسنت سے بھی محض ناواقف نہیں

بلکہ بعض اوقات اپنی ہمہ دانی کے خیال میں وہ ائمہ اجتہاد اور سلف وصالحین پر بھی حرف گیری کے لیے آمادہ نظر آتے ہیں۔ تصویر کشی کا نام فوٹو گرافی رکھ کر انہوں نے اس کے جواز کا فتویٰ دے دیا۔

تصویراورفوٹو میں فرق کرنے والوں کے دلائل کے جوابات

''تصویراورفوٹو میں فرق'' پران کی قوتِ استدلال کا خاکہ یہ ہے:

پہلی دلیل:

جس کو سب سے بڑی دلیل کہا گیا ہے فوٹو کے جواز پر یہ پیش کی گئی ہے ''اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ فوٹو عبادت کے کام میں نہیں آتے'' لیکن مجھے اوّل تو اسی میں کلام ہے کہ فوٹو عبادت کے کام نہیں آتے'' کیونکہ ہندوستان کے رہنے والے جانتے ہیں کہ آج بھی ہندوستان میں ایک فرقہ موجود ہے جو اپنے پیر کے فوٹو کو پوجتا ہے اس کے علاوہ تصویر کا مباد شرک و بت پرستی میں سے ہونا اسی پر موقوف نہیں کہ اس وقت بھی عبادت ہوتی ہے، بلکہ وہ تصویر مبادی شرک میں سے ہے جو اگر چہ اس وقت پوجی نہیں جاتی مگر آئندہ اس کی پرستش کا احتمال قریب موجود ہو۔ ورنہ عیسیٰ اور مریم علیہا السلام اور دوسرے انبیائے علیہم السلام کی وہ تصویریں بھی جو شروع شروع میں محض ان کی یاد تازہ کرنے اور اپنے لیے ایک نمونہ باقی رکھنے کے لیے بنائی گئی تھیں مبادی شرک میں سے نہ رہیں گی، کیونکہ اس وقت ان کی عبادت کا خیال بھی نہ تھا۔ مگر ایک زمانہ کے بعد وہی تصویریں ذریعہ بت پرستی بن گئیں اور اگر تسلیم ہی کر لیا جائے کہ فوٹو عبادت کے کام میں نہیں آتے اور نہ آئندہ آسکتے ہیں تو زیادہ سے زیادہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ فوٹو کی تصویر مبادی شرک میں سے (جو حرمتِ تصویر کے اسباب میں

سے ایک سبب ہے) نہیں۔ مگر جب کسی چیز کی حرمت چند اسباب پر مبنی ہو تو ان میں سے کسی ایک سبب کا منعدم ہو جانا اس چیز کو حلال نہیں کر دیتا۔ مثلاً ایک مجرم پر چند جرم عائد کیے گئے ہوں چوری، ڈاکہ زنی، قتل عمد، توہینِ عدالت وغیرہ وغیرہ۔ اگر صفائی کے گواہ اس کو قتل عمد سے بری ثابت کر دیں تو فقط اتنی بات سے وہ بالکل آزاد نہیں کر دیا جاتا، بلکہ دوسری جرموں کی سزائیں اس پر قائم کی جاتی ہیں۔ تصویر کا استعمال بھی جیسا کہ میرے رسالہ تصویر میں مفصل مذکور ہے بہت سے جرموں کو اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے۔ مبادی شرک میں سے ہونا مشابہت کفار کا لازم آنا۔ ملائکہ رحمت کو آنے سے روک دینا وغیرہ۔

اب اگر فرض کرلیا جائے کہ فوٹو کی تصویر میں حرمت کا ایک ''سبب مبادی شرک میں سے ہونا'' موجود نہیں تو اس سے کہاں لازم آیا کہ یہ تصویر بالکل حرمت سے آزاد ہو جائے کیا استعمال تصویر کے دوسرے اسباب جو فوٹو میں قطعاً موجود ہیں، مثلاً مشابہت کفار اور ملائکہ رحمت کا بغض اس کی ممانعت کے لیے پھر بھی کافی نہیں۔ ہاں اس تقریر پر زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ عذاب میں اتنی تخفیف ہو جائے کہ اس کو وہ عذاب نہ دیا جائے جو قیامت کے دن تصاویر رکھنے والے کو دیا جائے گا۔

اور اس وقت کہا جا سکتا ہے کہ فوٹو گرافی کا وہی حکم ہونا چاہیے جو تصویر کشی کا ہے یعنی ذی روح کا فوٹو لینا مطلقاً حرام ہونا چاہیے اور غیر ذی روح میں سے ان چیزوں کا جن کی عبادت کی جاتی ہے جیسا کہ رسالہ تصویر میں مذکور ہے اسی طرح فوٹو کے استعمال کا وہی حکم ہوگا جو استعمالِ تصاویر کا ہے اور جس کو ان شاء اللہ عنقریب تفصیل کے ساتھ عرض کیا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فوٹو کو آئینہ پر قیاس کرنا درست نہیں

دوسری دلیل:

یہ پیش کی جاتی ہے کہ فوٹو گرافی درحقیقت عکاسی ہے۔ جس طرح آئینہ پانی اور دیگر شفاف چیزوں پر صورت کا عکس اتر آتا ہے اور فرق صرف یہ ہے کہ آئینہ کا عکس پائیدار نہیں رہتا اور فوٹو کا عکس مسالہ لگا کر قائم کرلیا جاتا ہے۔ ورنہ فوٹو گرافر اعضاء کی تخلیق وتکوین نہیں کرتا۔ اس دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ ان حضرات نے فوٹو کو آئینہ پانی وغیرہ کے عکس پر قیاس کیا ہے یعنی جس طرح آئینہ کے عکس میں حرمت کی کوئی وجہ نہیں ایسے ہی فوٹو کی تصویر بھی ایک عکس ہے پھر اس کو کیوں حرام کہا جائے۔ لیکن اگر ذرا تامل سے کام لیا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ یہ قیاس اصول قیاس کے قطعاً خلاف ہے اور ایک عالم کی شان اس سے بہت اعلیٰ ہونی چاہیے کہ وہ ایسے ظاہر الفرق چیزوں میں فرق نہ کرے اور ایک پر دوسرے کا حکم نافذ کردے۔

فوٹو کی تصویر اور آئینہ وغیرہ کے عکس میں چند نمایاں فرق ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ سب سے بڑا فرق تو یہی ہے کہ جس کو خود یہ حضرات تسلیم کرتے ہوئے ان لفظوں میں بیان کرتے ہیں۔ ''فرق صرف یہ ہے کہ آئینہ وغیرہ کا عکس قائم اور پائیدار نہیں رہتا اور فوٹو کا عکس مسالہ لگا کر قائم کرلیا جاتا ہے۔'' مگر وہ اس فرق کو قلیل سمجھ کر نظر انداز کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ یہی فرق تصویر اور عکس میں مابہ الامتیاز ہے۔ عکس کو جس وقت تک مسالہ لگا کر پائیدار نہ کرلیا جائے اس وقت تک وہ عکس ہے اور جب اس کو مسالہ کے ذریعہ سے پائیدار

اور قائم کر لیا جائے تو وہی عکس کی حدود سے نکل کر تصویر بن جاتا ہے، کیونکہ عکس صاحب عکس کا ایک عرض ہے جو اس سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آئینہ پانی وغیرہ میں جب تک کی ذی عکس ان کے مقابل رہتا ہے اس وقت تک عکس باقی رہتا ہے اور جب وہ ان کے محاذات سے ہٹ جائے تو وہ بھی اس کے ساتھ چل دیتا ہے۔ دھوپ میں آدمی کھڑا ہوتا ہے اور اس کا عکس زمین پر پڑتا ہے مگر اس کے تابع ہوتا ہے جس طرف یہ چلتا ہے عکس بھی اس کے ساتھ چلتا ہے زمین کے کسی خاص حصہ پر اس کا قائم اور پائیدار ہونا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کسی مسالہ یا نقش اور رنگ کے ذریعہ سے اس کی تصویر نہ کھینچ لی جائے۔

حاصل یہ ہے کہ عکس اور جب اس کو کسی طریقہ سے قائم و پائیدار کر لیا جائے تو وہی تصویر بن جاتا ہے اور عکس جب تک عکس ہے نہ شرعاً اس میں کوئی حرمت ہے اور نہ کسی قسم کی کراہت۔ خواہ وہ آئینہ، پانی یا کسی اور شفاف چیز پر ہو یا فوٹو کے شیشہ پر اور جب وہ اپنی حد سے گزر کر تصویر کی صورت اختیار کرے گا خواہ وہ مسالہ کے ذریعہ سے ہو یا خطوط و نقوش کے ذریعہ سے اور خواہ یہ فوٹو کے شیشہ پر ہو یا آئینہ وغیرہ شفاف چیزوں پر۔ اس کے سارے احکام وہی ہوں گے جو تصویر کے متعلق ہیں۔ غرض مسالہ لگا کر پائیدار کرنے سے پہلے پہلے صورت کا عکس فوٹو کے شیشہ پر بھی ایسا ہی حلال اور جائز ہے جیسے آئینہ پانی وغیرہ میں اور مسالہ لگا کر آئینہ وغیرہ شفاف چیزوں پر بھی عکس کا پائیدار کر لینا ایسا ہی حرام و ناجائز ہے جیسا کہ فوٹو کے آئینہ پر۔

آج اگر کوئی مسالہ ایسا ایجاد کر لیا جائے کہ جب اس کو آئینہ پر لگایا جائے تو اس کے مقابل صورت اس میں قائم ہو جائے یا کوئی شخص اسی صورت کو قلم وغیرہ سے آئینہ پر نقش کر دے تو یقیناً اس آئینہ کی صورت کا وہی حکم ہوگا جو تمام تصاویر کا ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ ان حضرات نے فرمایا ہے کہ ''فوٹو گرافر اعضاء کی تخلیق و تکوین نہیں

کرتا۔ لیکن معلوم ہونا چاہیے کہ اعضاء کی تخلیق وتکوین کے کیا معنی ہیں۔''

کیا صرف یہی کہ تصویر کے ایک ایک عضو کو بغیر کسی آلہ اور واسطہ کے اپنے ہاتھ سے بنایا جائے۔'' یا کسی آلہ کے ذریعہ سے بنانا بھی تخلیق وتکوین میں داخل ہے۔ اگر تخلیق اسی کا نام ہے کہ کوئی آلہ درمیان میں نہ ہو تو وہ شخص بھی اعضاء کی تخلیق نہیں کرتا جو کسی مشین کے ذریعہ سے لوہے تانبے یا کسی اور دھات کے مجسمے یا بت بناتا ہے۔ اسی طرح وہ شخص بھی تخلیق اعضاء کا مجرم نہیں ہوسکتا جو سانچے میں مورتیں اور مجسمات ڈھالتا ہے، بلکہ اس شخص پر بھی یہ جرم عائد نہیں ہوسکتا جو قلم سے تصویر بناتا ہے کیونکہ وہ بھی بلاواسطہ تخلیق اعضاء نہیں کرتا۔ قلم درمیان میں حائل ہے۔

اور اس وقت اس قاعدہ کی بناء پر صرف فوٹو گرافی جائز نہیں ہوتی بلکہ بہت سے بتوں اور مجسمات بلکہ تمام تصویروں کا بنانا بھی حلال طیب ہوجاتا ہے جس کی قباحت محتاج بیان نہیں۔

اور اگر کسی واسطہ کے ذریعہ سے تصویر بنانا بھی تخلیق اعضاء کے حکم میں داخل ہے تو جس طرح مشینوں اور سانچوں میں مجسمات ڈھالنا قلم سے تصویر بنانا تخلیق اعضاء ہے ایسے ہی مسالہ کے ذریعہ سے فوٹو کے عکس کو پائیدار کرنا بھی تخلیق ہے۔

اور جب مشینوں، سانچوں میں مجسمات ڈھالنا، قلم سے تصویر بنانا، حرام ہیں تو فوٹو کے عکس کو مسالہ لگا کر پائیدار کرنا کیوں حرام نہ ہو اور اگر تسلیم ہی کرلیا جائے تو فوٹو گرافر اعضاء کی تخلیق وتکوین نہیں کرتا تو زیادہ سے زیادہ اس سے یہ ثابت ہوگا کہ فوٹو گرافی میں تشبہ بالخالق (جو تصویر کشی کی حرمت کے اسباب میں سے ایک سبب ہے) لازم نہیں آتا۔ لیکن رسالہ التصویر میں واضح کیا جاچکا ہے کہ تصویر کشی کے حرمت فقط اسی ایک سبب پر مبنی نہیں بلکہ اس کے دو سبب اور بھی ہیں یعنی تصویر کا مبادی شرک میں سے ہونا اور مشابہت کفار کا لازم

آنا اور یہ دونوں سبب حرمت فوٹو گرافی میں بلا شبہ موجود ہیں اور میں عرض کر چکا ہوں کہ جب تک اسبابِ حرمت میں سے ایک سبب بھی کسی تصویر میں موجود ہوگا اس وقت تک یہ تصویر جائز نہیں ہوسکتی۔اس لیے تخلیق وتکوین نہ کرنے پر بھی فوٹو گرافی جائز نہ ہونی چاہیے۔ اس کے بعد میں پھر اپنے مقصود فوٹو کی تصویر اور آئینہ کے عکس میں فرق کو بیان کرتا ہوں۔ یہ ایک فرق تو وہی تھا جس کو خود ان حضرات نے بھی تسلیم کیا ہے۔

۲۔دوسرا فرق آئینہ وغیرہ کے عکس اور فوٹو کی تصویر میں یہ بھی ہے کہ آئینہ کے عکس میں مشابہت کفار لازم نہیں آتی اور فوٹو میں لازم آتی ہے یا پانی وغیرہ میں چہرہ دیکھنا کفار کا خاص شعار نہیں بلکہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے بھی ثابت ہے اور فوٹو کا دیواروں وغیرہ میں لگانا رومن کیتھولک اور دیگر تصاویر پرست فرقِ کفار کے طرزِ عمل کے مشابہ ہے۔

۳۔ایک فرق یہ بھی ہے کہ عُرف میں آئینہ وغیرہ کے عکس کو کوئی تصویر نہیں کہتا اور فوٹو کو تصویر کہا جاتا ہے جیسا کہ میں عنقریب اس کی شہادت پیش کروں گا۔اس لیے فوٹو کے احکام تصویر کے احکام ہونے چاہئیں نہ عکسِ آئینہ کے۔

یہ تین نمایاں فرق ہیں جو فوٹو کی تصویر کو آئینہ وغیرہ کے عکس سے ممتاز کر دیتے ہیں اس لیے فوٹو کی تصویر کو آئینہ کے عکس پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہوگا جو شرعاً عقلاً مردود ہے۔

تیسری دلیل ان حضرات نے یہ بیان کی ہے: ’’موجودہ دنیائے اسلام کے تمام روشن خیال علماء کی (بشرطیکہ روشن خیالی منصب افتاء کے خلاف نہ ہو) رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ فوٹوگرافی مصوری نہیں ہے اور نہ فوٹو پر تصویر کا اطلاق ہوسکتا ہے اور یہی سبب ہے کہ مصر و مراکش ایران وقسطنطنیہ کے تمام اکابر ارباب عمائم ہم کو کاغذی پیراہنوں میں ہندوستان میں چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔‘‘

مگر کیا تعجب کے قابل نہیں کہ روشن خیال عالم جو ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین کی

تقلید سے بے نیاز ہو (اپنی خواہش کے موافق دیکھ کر) اپنے معاصرین کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے۔ اور وہ آزاد قلم جس کو متقدمیں اسلام کا اتباع ایک تاریک پہلو نظر آتا ہو اور جو جمہور فقہاء و محدثین کے (جن میں بہت سے صحابہ بھی داخل ہیں) کلام کی تغلیط کرتے ہوئے بھی نہ رکتا ہو۔

وہی قلم ہے جو اس وقت اپنے تھوڑے معاصرین کے فتوؤں سے مسلمانوں کے لیے ایک حرام کو حلال کرنا چاہتا ہے...... اور کیا افسوس کے قابل نہیں کہ جب اپنے خیال کے موافق نہ ہو تو حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بھی شنوائی نہ ہو؟ اور جب موافق ہو تو چند معاصرین کے فتوے قابلِ استدلال بن جائیں۔ خصوصاً جبکہ ہزار ہا علماء کے فتوے ان کے خلاف بھی موجود ہوں بقول اکبر ؎

دل کو بھا جائے تو اکبر کی خرافات اچھی

پھر معلوم نہیں کہ روشن خیالی اور تاریک خیالی کا معیار ان حضرات کے نزدیک کیا ہے جس کی وجہ سے ان ہزاروں علمائے ہندوستان و غیر ہندوستان کو روشن خیالی میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی جن کا قصور صرف اتنا ہے کہ احکام شرعیہ میں جسارت و دلیری سے کام لے کر دین کو اپنی خواہشات کا تابع نہیں بناتے اور متقدمین اسلام کو اپنے سے زیادہ اعلم بالقرآن والحدیث سمجھ کر ان کی رائے کو اپنے رائے سے مقدم جانتے ہیں۔

اور اگر فی الواقع وہ اسی جرم کی سزا میں روشن خیالی سے محروم ہیں تو یہ محرومی ان کے لیے باعثِ فخر ہے۔ انہیں ایسی روشن خیالی کی ضرورت نہیں۔ ان کی تاریک خیالی پر ایسی ہزاروں روشنیاں قربان کی جا سکتی ہیں ؎

خدا گواہ کہ جرم ما ہمیں عشق است
گناہ گبر و مسلمان بجرم ما بخشد

اس کے بعد مجھے اس میں بھی کلام ہے کہ جن علماء کو ان کی اصطلاح میں روشن خیال کہا

جاتا ہے وہ بھی سب کے سب اس مسئلہ میں آپ کے ہمنوا ہوکر فوٹو اور فوٹو گرافری کو حلال سمجھتے ہوں بلکہ اب تو وہ اصطلاحی روشن خیال حضرات بھی جو ایک عرصہ دراز تک فوٹو کو نہ فقط جائز سمجھتے رہے بلکہ عملاً مسلمانوں کو اس کی تعلیم دیتے رہے ہیں۔ جب ان کو اپنی عاقبت پیش نظر ہوتی ہے تو وہ اپنے خیالات سے تائب ہوکر (جیسا کہ ایک مسلمان کا فرض ہے) صاف صاف حق کا اعتراف کر لیتے ہیں۔ ہم نہایت مسرت کے ساتھ جناب ابوالکلام آزاد کو مرحبا کہتے ہیں (اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ سید صاحب [حضرت مولانا سید سلیمان ندوی مراد ہیں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مولانا موصوف نے اپنی وفات سے پہلے اپنے اس فتویٰ سے رجوع کا اعلان فرمالیا تھا۔ نوراللہ مرقدہ، محمد شفیع] اور ان کے ہم خیال علماء بھی اس میں ان کی تقلید کریں) جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آپ نے ایک مدت مدید تک اپنے اخبار ''الہلال'' کو باتصویر شائع کرنے کے بعد اپنے خیال سے رجوع کرلیا ہے۔ چنانچہ جب آپ کے بعض معتقدین نے آپ کا تذکرہ لکھا اور درخواست کی کہ آپ کا فوٹو بھی درج تذکرہ کیا جائے تو آپ نے صاف انکار کردیا اور ان کے خط کے جواب میں یہ الفاظ لکھے:

''تصویر کا کھنچوانا، رکھنا، شائع کرنا سب ناجائز ہے۔ یہ میری سخت غلطی تھی کہ تصویر کھنچوائی اور ''الہلال'' کو باتصویر نکالا تھا۔ میں اب اس غلطی سے تائب ہو چکا ہوں۔ میری پچھلی لغزشوں کو چھپانا چاہیے نہ کہ ازسرنو ان کی تشہیر کرنی چاہیے۔''

آپ سے فوٹو کھنچوانے کی درخواست کی گئی تھی جس کے جواب میں انہوں نے فوٹو کو تصویر میں داخل سمجھ کر (جیسا کہ وہ واقع میں داخل ہے) لکھا کہ ''تصویر کھنچوانا، شائع کرنا، رکھنا سب ناجائز ہے۔''

جس سے اس دلیل کی بھی حقیقت کھل گئی جس کو مولانا سیّد سلیمان صاحب نے روشن خیال علماء سے نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے:

''فوٹوگرافی مصوری نہیں اور نہ فوٹو تصویر کا اطلاق ہوسکتا ہے۔''

جناب مولانا ابوالکلام تو آپ کی اصطلاح میں تاریک خیال نہیں یہ تو انہیں حضرات میں سے ہیں جن کے فوٹو کو آپ حضرات کے نزدیک فوٹو کے جواز کا فتویٰ کہا جاتا ہے۔

خداوند عالم مولانا کو جزائے خیر عطاء فرمائے اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس کی توفیق دے آمین۔

میری اتنی گزارش سے ان شاء اللہ تعالیٰ واضح ہو گیا کہ جن وجوہ کی بناء پر فوٹو اور فوٹو گرافی کو حلال اور جائز سمجھا جاسکتا تھا ان میں سے ایک بھی قابلِ تقلید نہیں اور اس ضعیف بنیاد پر ایک حرام صریح کو حلال کردینا۔ اتنی بڑی جسارت اور دلیری ہے کہ کسی خداترس مسلمان سے ممکن نہیں بلکہ بلاشبہ اسی مضمون کی نظیر ہے جو بحوالہ حدیث اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ اس امت کے کچھ لوگ نام بدل کر شراب پئیں گے بلاشبہ یہ بھی اسی طرح تصویر کا نام بدل کر اس کو حلال کرتا ہے۔ حق تعالیٰ مسلمانوں کو اس بلائے عظیم سے بچائے۔ (ولاحول ولاقوۃ الا باللہ)

کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہ

تنبیہ:

۱۔ حضرت مولانا سید سلیمان صاحب ندوی رحمہ اللہ نے ایک مضمون تصویر کے جواز پر معارف اعظم گڑھ سے شائع کیا تھا اس کے جواب میں احقر کا رسالہ ''التصویر لاحکام التصویر'' شائع ہوا۔ زیر نظر رسالہ فوٹو سے متعلق بھی دراصل اسی رسالہ التصویر کا جز تھا۔ یہاں آلات جدیدہ کی مناسبت سے صرف اسی رسالہ کو لے لیا گیا ہے اس میں جابجا رسالہ تصویر کے حوالہ ہیں اس سے مراد وہی مستقل کتاب ہے جو بنام التصویر شائع ہوتی تھی۔

۲۔ یہ قصہ اب سے تقریباً ۴۰ سال قبل کا ہے اس کے کچھ عرصہ بعد حضرت مولانا ندوی رحمہ اللہ نے اپنی تحقیق پر نظر ثانی فرما کر اس سابق فتوے سے رجوع اور جمہور مسلمانوں سے

اتفاق کا اعلان فرما کر علماء حق کی سنت کو زندہ فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو بالخصوص علماء کو آپ کے اسوہ کی پیروی کی توفیق عطاء فرمائے۔ (ماخوذ از آلات جدیدہ ص ۸۹،۹۶)

بندہ محمد شفیع

فقیہ العصر حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ کے ویڈیو، سی ڈی کے پروگرام کے متعلق تحریر کردہ فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

سوال:

ویڈیو کیمرے سے کسی بھی تقریب و محفل کی پوری کارروائی محفوظ کر لی جاتی ہے اور بعد میں وی سی آر پر اس محفل کے تمام مناظر دیکھے جا سکتے ہیں، سوال یہ ہے کہ کیا یہ تصویر میں داخل ہے؟ بعض علمائے کرام اس کو تصویر نہیں سمجھتے ہیں کہ اس کو قرار و بقاء حاصل نہیں، بلکہ یہ برقی ذرّات ہوتے ہیں جو بنتے اور فوراً مٹتے رہتے ہیں اور بعض علماء اس کو عکس کہتے ہیں، تحقیق کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب باسم ملھم الصواب

اس بارے میں مندرجہ ذیل امور قابلِ غور ہیں:

ویڈیو کیمرے سے کسی بھی تقریب کی منظر کشی کا عمل تصویر سازی کی ایک ترقی یافتہ صورت ہے، جیسے قدیم زمانے میں تصویر ہاتھ سے بنائی جاتی پھر کیمرے کی ایجاد نے اس قدیم طریقہ میں ترقی کی اور تصویر ہاتھ کی بجائے مشین سے بننے لگی جو زیادہ سہل اور دیرپا ہوتی ہے، اب اس عمل میں نئی نئی سائنسی ایجادات نے مزید ترقی اور جدّت پیدا کی اور جامد

وسا کن تصویر کی طرح اب چلتی پھرتی، دوڑتی بھاگتی صورت کو بھی محفوظ کیا جانے لگا۔ یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس کو قرار و بقاء نہیں، اگر اس کو بقاء نہیں تو وہ ٹی وی اسکرین پر چمکتی دمکتی، اچھلتی کودتی نظر آنے والی چیز کیا ہوتی ہے؟

ظاہر ہے کہ یہ وہی تصویر ہے جو کسی وقت لے کر محفوظ کر لی گئی تھی، صرف اتنی بات ہے کہ کیسٹ کی پٹی میں ایسی فنی جدّت سے کام لیا گیا ہے کہ دیکھنے میں پٹی خالی نظر آتی ہے، لیکن ظاہر ہے کہ وہ تصویر مٹ کر معدوم نہیں ہوئی ورنہ وی سی آر پر دوبارہ کیسے ظاہر ہو سکتی ہے۔

۲۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ وہ مٹ جاتی ہے اور پھر بنتی ہے، یہی عمل ہر لحظہ جاری رہتا ہے تو اس میں تو اور زیادہ قباحت ہے کہ بار بار تصویر بنانے کا گناہ ہوتا ہے۔

۳۔ اس کو عکس کہنا بھی صحیح نہیں، اس لیے کہ عکس اصل کے تابع ہوتا ہے اور یہاں اصل کی موت کے بعد بھی اس کی تصویر باقی رہتی ہے۔

۴۔ اگر عدم بقاء یا اس کا عکس ہونا تسلیم کر لیا جائے تو عوام اس دقیق فرق کو نہیں سمجھتے، اس کی گنجائش دینے سے ان میں تصویر سازی کی لعنت کے جواز کی اشاعت اور خوب تبلیغ ہوگی اور واقعی و متفق علیہ تصویر کو بھی جائز سمجھنے کا مفسدہ پیدا ہوگا۔

۵۔ تصویر ہونے نہ ہونے کا مدار عرف پر ہونا چاہیے نہ کہ سائنسی و فنی تدقیقات پر اور عرف عام میں اس کو تصویر ہی سمجھا جاتا ہے، جیسے شریعت نے صبح صادق اور طلوع و غروب کا علم کسی دقیق علم و فن پر موقوف نہیں رکھا، ظاہری و سہل علامات پر رکھا ہے۔

۶۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ عوام بار بار فرق کا اعلان کرنے سے سمجھ گئے ہیں یا سمجھ جائیں گے تو بھی اس میں عام تصویر سے کئی گنا بڑھ کر مفاسد پائے جاتے ہیں، جن میں سے چند ایک اوپر بیان کیے گئے ہیں، ظاہر ہے کہ کسی چیز کے جواز یا عدم جواز کا فیصلہ اس کے عام استعمال و ابتلاء کو سامنے رکھ کر کیا جاتا ہے نہ کہ قلیل کالعدم استعمال کے پیش نظر۔

ماضی قریب کے بعض ملحد وگمراہ مفکرین نے سینما دیکھنے کو یہ کہہ کر جائز قرار دیا تھا کہ یہ سینماہال میں اسکرین پر ظاہر ہونے والی صورت تصویر نہیں عکس ہے، اس سے نوجوان نسل کو عریاں وفحش فلمیں دیکھنے کی جو ترغیب وتشجیع ہوئی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، وہ ایک ناجائز وحرام فعل کو جائز سمجھ کر بے محابا کرنے لگے، اب یہی حال بعض علماء کی اس نئی تحقیق کا ہے کہ ویڈیو تصویر کو چونکہ قرار وبقاء نہیں اس لیے یہ تصویر نہیں، اس سے وہ افراد جو ٹی وی وغیرہ کو ناجائز سمجھ کر اس سے گریزاں وترساں تھے، ان کو اس گنجائش سے کھلی چھوٹ مل گئی اور وہ جائز ومنکرات سے پاک مناظر کو دیکھنے کے بہانے رفتہ رفتہ ہر غلط پروگرام، رقص وسرور اور عریانی وفحاشی کے مناظر دیکھنے میں مبتلا ہورہے ہیں، اس کا محض امکان نہیں بلکہ وقوع ہے کہ بعض بظاہر دین دار لوگوں نے مسلمانوں کی مظلومیت اور جہاد کے مناظر دیکھنے دکھانے کے بہانے ٹی وی اور وی سی آر خریدا اور پھر ہر فحش ڈرامہ اور فلم دیکھنے کے عادی ہوگئے، اس طرح نوجوان نسل دنیا وآخرت کی تباہی کا شکار ہورہی ہے اور بعض مخلص دینی جماعتوں اور جہادی تنظیموں سے منسلک نوجوان اپنے اندر دین وجہاد کا جذبہ پیدا کرنے کی بجائے بے راہ روی اور غلط روش کا شکار ہورہے ہیں، جس سے دین وجہاد کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔

اللھم انا نعوذبك من شرور الفتن ماظهر منها ومابطن، انت العاصم ولا ملجاء ولامنجامنك الا اليك۔ والله سبحانه وتعالىٰ اعلم۔ ۲۰/جمادی الثانیه ۱٤۱۷ھ

(ماخوذ از احسن الفتاویٰ)

دارالافتاء دارالعلوم کراچی کا فتویٰ

بخدمت حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ

حضرت مفتی عبدالرؤف صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

درج ذیل کے جوابات سے نواز کر عنداللہ ماجور ہوں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

۱۔ ٹیلی ویژن پر تصاویر نظر آتی ہیں، مرد اور عورت آتے ہیں، راگ باجے ہوتے ہیں، ساتھ ساتھ اذان، نعت، عربی زبان سکھانے کا پروگرام بچوں کو قرأت قرآن مجید سکھلانے کا پروگرام بھی ہوتا ہے، سیاسی سائنسی حالات کا تذکرہ بھی ہوتا ہے، سوال یہ ہے کہ ٹیلی ویژن گھر میں رکھنا دیکھنا از روئے شریعت کیسا ہے؟ بینوا توجروا

بندہ عارف احمد، کراچی

۱۶/۱۲/۱۴۰۵ھ

الجواب ومنہ الصدق والصواب

موجودہ حالات میں ٹیلی ویژن بے شمار منکرات ومحرمات اور فواحشات پر مشتمل ہے جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

☆ گانا بجانا، ساز وسارنگی اور ڈھولک از روئے شرع قطعاً ناجائز ہیں اور ٹی وی کے اکثر پروگرام اسی پر مشتمل ہوتے ہیں ان کے ہوتے ہوئے تو تصاویر کے بغیر بھی کوئی پروگرام دیکھنا اور سننا جائز نہیں۔

☆ نامحرم مرد کا کسی نامحرم عورت کو اور نامحرم عورت کا عکس یا تصویر نامحرم مرد کو دیکھنا جائز

نہیں۔ جیسے آئینہ میں کسی نامحرم مرد وعورت کے لیے ایک دوسرے کا عکس دیکھنا جائز نہیں، ٹی وی کے پروگرام نامحرم مرد وعورت ہی پر مشتمل ہوتے ہیں اور عام دیکھنے والے بھی نامحرم ہی ہوتے ہیں۔

☆ پروگرام خواہ کسی نوعیت کا ہو، ٹی وی کے جو عام اثرات سامنے آرہے ہیں وہ یہ ہیں کہ بے حیائی، بے غیرتی، بے شرمی، بے ادبی، فحاشی اور دیگر جرائم میں نہایت تیزی سے اضافہ ہورہا ہے اور پورا مسلم معاشرہ تباہ ہوکر رہ گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ٹی وی کے حاصل اور انجام کو دیکھا جائے گا اور انجام بالکل خلاف شرع اور انتہائی خطرناک ہے۔

البتہ اگر ٹیلی ویژن کا کوئی پروگرام بفرضِ محال مذکورہ بالا محرمات اور دیگر تمام مفاسد ومنکرات سے خالی ہو اور نہایت پاکیزہ ہو تو ان کے جواز میں درج ذیل تفصیل ہے۔ تحقیق کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ ٹی وی کے پروگرام تین قسم کے ہوتے ہیں:

۱۔ واقعات کی مصوّر فلم ٹی وی پر دکھلائی جائے۔

۲۔ واقعات اور پروگرام براہِ راست نشر ہوتے ہیں۔

۳۔ واقعات کی غیر مصوّر فلم رکارڈ کی طرح پہلے تیار کرلیتے ہیں جس میں آواز کے ساتھ کچھ غیر مرئی نقوش بھی ٹیپ ہوجاتے ہیں اور پھر حسب موقع اس کو لگاتے ہیں جس میں سے آواز کی طرح تصاویر بھی آجاتی ہیں۔ ان میں سے پہلی صورت میں جو کچھ دکھلایا جاتا ہے خواہ کتنا ہی پاکیزہ، مذہبی اور تعلیمی نوعیت کا پروگرام وہ وہ بلاشبہ تصویر ہے، جاندار کی تصویر دیکھنا دکھلانا حرام ہے اس میں متحرک اور غیر متحرک تصاویر کے حکم میں کوئی فرق نہیں کیونکہ جس طرح جاندار کی تصاویر کو بنانا حرام ہے اسی طرح بلا عذر بالقصد اور بالارادہ ان کو دیکھنا بھی حرام ہے جیسا کہ عبارت ذیل سے واضح ہے:

وهذا كله مصرّح في مذهب المالكية ومؤيد بقواعد مذهبنا ونصه عن

المالكية ما ذكره العلامة الدر دير في شرحه علىٰ مختصر الخليل حيث قال يحرم تصوير حيوان عاقل او غيره اذا كان كامل الاعضاء اذا كان يدوم وكذا ان لم يدم على الراجح كتصويره من نحو قشر بطيخ ويحرم النظر اليه اذالنظر الى المحرم لحرام ۔ (بلوغ القصد والمرام ص ۱۹ وکذا فی تصویر کے احکام تالیف حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ص ۷۷)

اس سلسلہ میں اگر مفصل دلائل مطلوب ہوں تو حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا رسالہ "تصحيح العلم فی تقبيح الفلم" کا مطالعہ فرمائیں۔

البتہ دوسری اور تیسری صورت میں جو کچھ دکھلایا جاتا ہے اس کو قطعی طور پر تصویر کہنے میں تامل ہے البتہ ٹی وی کے پروگرام کے متعلق ہر وقت ہر جگہ اور ہر شخص کس طرح یقین کرے کہ یہ پروگرام کی فلم آرہی ہے یا براہِ راست پروگرام ہو رہا ہے اور مسئلہ حرام اور غیر حرام کا ہے جس میں ترجیح حرمت ہی کو ہوتی ہے اس لیے اس بنیاد پر مطلقاً ٹی وی دیکھنے کو جائز سمجھنا یا بتلانا درست نہیں، بالخصوص جبکہ مذکورہ بالا منکرات وفواحش ٹی وی پروگراموں میں جزء لاینفک کی حیثیت رکھتے ہوں تو ایسی صورت میں ٹی وی خریدنا گھر میں رکھنا اور دیکھنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ محمد عطاء الرحمٰن غفرلہ سلہٹی
دارالافتاء، دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴
مؤرخہ ۱۴۰۶/۱/۱۱ھ

الجواب صحیح
بندہ عبدالرؤف
دارالافتاء، دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴

الجواب صحیح
احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۱۴۰۶/۱/۱۲ھ

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کی رائے گرامی:

ٹی وی اور ویڈیو فلم کا کیمرہ جو تصویریں لیتا ہے وہ اگرچہ غیر مرئی ہیں لیکن تصویر بہر حال محفوظ ہے اور اس کو ٹی وی پر دیکھا اور دکھایا جاتا ہے۔ اس کو تصویر کے حکم سے خارج نہیں کیا جا سکتا، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہاتھ سے تصویر بنانے کے فرسودہ نظام کی بجائے سائنسی ترقی نے تصویر سازی کا ایک دقیق طریقہ ایجاد کرلیا ہے۔ لیکن جب شارع نے تصویر کو حرام قرار دیا ہے تو تصویر سازی کا طریقہ خواہ کیسا ہی ایجاد کرلیا جائے تصویر تو حرام ہی رہے گی۔

اور میرے ناقص خیال میں ہاتھ سے تصویر سازی میں وہ قباحتیں نہیں تھیں جو ویڈیو فلم اور ٹی وی نے پیدا کردی ہیں۔ ٹی وی اور ویڈیو کیسٹ کے ذریعہ گھر گھر سینما گھر بن گئے ہیں...... کیا یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ شارع ہاتھ کی تصویروں کو تو حرام قرار دے اور اس کے بنانے والوں کو ملعون اور اشد عذابا یوم القیامۃ بتائے اور فواحش و بے حیائی کے اس طوفان کو جسے عرف عام میں ٹی وی کہا جاتا ہے، حلال اور جائز قرار دے؟

رہا یہ کہ اس میں کچھ فوائد بھی ہیں تو کیا خمر اور خنزیر، سود اور جوئے میں فوائد نہیں؟ لیکن قرآن کریم نے ان تمام فوائد پر یہ کہہ کر لکیر پھیر دی ہے "واثمهما اكبر من نفعهما"۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ویڈیو فلم اور ٹی وی سے تبلیغ اسلام کا کام لیا جاتا ہے۔ ہمارے یہاں ٹی وی پر دینی پروگرام بھی آتے ہیں لیکن کیا بڑے ادب سے پوچھ سکتا ہوں کہ ان دینی پروگراموں کو دیکھ کر کتنے غیر مسلم دائرۂ اسلام میں داخل ہوگئے؟ کتنے بے نمازیوں نے نماز شروع کردی؟ کتنے گناہ گاروں نے گناہوں سے توبہ کرلی؟

یہ محض دھوکا ہے، فواحش کا یہ آلہ جو سرتا سر نجس العین ہے ملعون ہے اور جس کے بنانے والے دنیا و آخرت میں ملعون ہیں وہ تبلیغ اسلام میں کیا کام دے گا، بلکہ ٹی وی کے یہ دینی

پروگرام گمراہی پھیلانے کا ایک مستقل ذریعہ ہیں، شیعہ، مرزائی، ملحد، کمیونسٹ اور ناپختہ علم لوگ ان دینی پروگراموں کے لیے ٹی وی پر جاتے ہیں اور اناب شناپ جو ان کے منہ میں آتا ہے کہتے ہیں۔ کوئی ان پر پابندی لگانے والا نہیں اور کوئی صحیح وغلط کے درمیان تمیز کرنے والا نہیں۔ اب فرمایا جائے کہ یہ اسلام کی تبلیغ واشاعت ہو رہی ہے یا اسلام کے حسین چہرہ کو مسخ کیا جا رہا ہے۔

رہا یہ کہ فلاں فلاں یہ کہتے اور کرتے ہیں، یہ ہمارے لیے جواز کی دلیل نہیں۔ واللہ اعلم

محمد یوسف عفا اللہ عنہ
۲۰/۱۱/۱۴۰۶ھ

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ:

دل خوش کرنے کی غرض سے تصویر دیکھنا حرام ہے

فرمایا کہ اگر تصویر قصداً دل خوش کرنے کو دیکھے تو حرام ہے اور اگر بلا قصد نظر پڑ جائے تو کچھ حرج نہیں ایک شخص نے سوال کیا کہ صنعت کے لحاظ سے دیکھے تو فرمایا کہ مصوّر کی صنعت تو کیا چیز ہے صانع حقیقی کی بعض مصنوعات کو بھی دیکھنا حرام ہے جیسے امارد بے ریش لڑکے ونساء عورتوں کو بنظر صنعت دیکھنے لگے فقہاء نے اس کو خوب سمجھا ہے لکھتے ہیں کہ اگر شراب کی طرف فرحت کے لیے نظر کرے تو حرام ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ اچھی چیز کو دیکھ کر رغبت ہوتی ہے (تبسم سے فرمایا) کہ ایک مسخرے نے کہا کہ مولانا مولوی محمد مظہر صاحب

مدرس سہارنپور کو میں لاجواب کروں گا۔ اس نے مولوی صاحب کے پاس آکر سوال کیا کہ لونڈے کو اگر اس نیت سے گھورے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسا بنایا ہے تو کیسا ہے۔ فرمایا جہاں سے تو نکلا اسے دیکھ اس میں اللہ تعالیٰ کی صنعت بہت زیادہ ظاہر ہوتی ہے کہ اتنی چھوٹی جگہ سے تو اتنا بڑا نکل آیا۔ (جدید ملفوظات ص ۲۱۹)

تصویر کھنچوانے والے کی اقتداء کا حکم

بعض لوگ جاندار کی فوٹو کھنچتے اور کھنچواتے ہیں شرعاً ایسے لوگوں کی اقتدار میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

اس بارے میں حضرت مولانا ظفر احمد عثانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ تصویر کی حرمت احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے، بعض لوگ ہاتھ کی بنی ہوئی اور جدید کیمرہ میں فرق کرتے ہیں، یہ قطعاً درست نہیں کیونکہ جب تصویر کشی حرام ہے تو اس کی جو بھی صورت ایجاد ہوگی حرام ہوگی نام بدلنے یا طریقہ بدلنے سے حرمت زائل نہ ہوگی اس لیے کہ حرمت تصویر کا جو سبب ہے کہ تصویر شرک کی بنیاد ہے وہ یہاں بھی موجود ہے، یہ بات تو ہر کوئی جانتا ہے کہ فوٹو کھینچنے اور کھنچوانے سے وہی مقصود ہے جو پہلے تصویر کشی سے تھا اور اس میں فوٹو گرافر کے اختیار کو اسی طرح دخل ہے جس طرح تصویر کشی میں تھا پس دونوں قسم کی تصویر حرمت میں برابر ہوئے۔

لہٰذا فوٹو کھنچنے اور کھنچوانے والے دونوں مرتکب حرام اور مرتکب گناہِ کبیرہ اور بعض حدیثوں کی رو سے ملعون اور فاسق ہیں۔ ایسے لوگوں کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی ہے اور اس قسم کی تصویر گھر میں یا اپنے پاس رکھنا سراسر گناہ اور حرام ہے۔

(ماخوذ از امداد الاحکام ص ۳۸۴ ج ۴)

تصدیق حضرت اقدس مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

هذا هو الحق وماذا بعد الحق الا الضلال۔

کتبہ اشرف علی ۲۳/رجب ۱۳۵۶ھ

تاش اور شطرنج کھیلنے کا حکم

''کفایۃ المفتی'' میں حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ''تاش'' چوسر، شطرنج لہولعب کے طور پر کھیلنا مکروہ تحریمی ہے اور عام طور پر کھیلنے والوں کی غرض یہی (لہولعب) ہوتی ہے نیز ان کھیلوں میں مشغولی اکثر طور پر فرائض وواجبات کی تفویت (فوت کردینے) کا سبب بن جاتی ہے اس صورت میں اس کی کراہت حرمت کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔

عن بريدة رضى الله عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم قال من لعب بالنرد شير فكانماصبغ يده فى لحم خنزير ودمه۔ (رواه مسلم مشكوة)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے نردشر کھیلا اس نے گویا اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون سے رنگا۔

امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ اس پر متفق ہیں کہ تاش اور شطرنج کا بھی یہی حکم ہے نردشیر سے کھیلنا کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اسی سے تاش اور شطرنج کا اندازہ لگا لیجیے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت فرمائے۔ (آپ کے مسائل کا حل)

مظاہر حق جدید ص ۲۳۱ میں ہے کہ نردشیر چوسر کی ایک قسم ہے جس کو فارس کے ایک

بادشاہ شاہ بور بن اردشیر ابن بابک نے ایجاد کیا تھا چونکہ سور کا گوشت اور خون نہ صرف نجس ہوتا ہے بلکہ اس سے بہت زیادہ نفرت بھی ہوتی ہے۔ اس لیے خاص طور پر اس کا ذکر کیا گیا تاکہ لوگ اس کھیل سے نہایت بیزاری برتیں، واضح رہے مطلق نردشیر کے ذریعے کھیلنا تمام علماء کے نزدیک حرام ہے خواہ وہ چوسر کی صورت میں ہو خواہ تختۂ نرد کی صورت میں یا کسی اور طرح کا اور ایک حدیث میں ہے کہ شطرنج کھیلنے والا ملعون ہے اور جو اس کی طرف دیکھے اس کی مثال ایسی ہے جیسے خنزیر کا گوشت کھانے والا۔ (کنز العمال حدیث ۴۰۶۳۶)

کتا پالنا عظیم گناہ ہے

آج کل بہت سے لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ کتوں سے بہت محبت کرتے ہیں، اپنے ساتھ سلاتے، پارکوں میں لے کر چکر لگاتے ہیں، کبھی سینے سے لگا کر بیٹھے رہتے ہیں۔ کیا اس طرح شوقیہ کتا پالنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے، کتا تو ایک نجس جانور ہے اس سے اس حد تک محبت کرنا کیا شریعت نے اس کی اجازت دی ہے؟

تو سمجھ لیجیے کہ بلاضرورت کتا پالنا اس سے اختلاط کرنا اس سے محبت کرنا کہ اس کے گلے میں ہاتھ ڈال کر سیر کیا جائے یا اس کو بستر پر سلایا جائے۔ یہ بالاتفاق ناجائز اور گناہ ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لاتدخل الملائكة بيتا فيه كلب او تصاوير۔ (مشكوة ص ۳۸۰)

یعنی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویریں ہوں۔

وعن ابن عمر رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

من اقتنی کلبا الا کلب ماشیة او ضار نقص من عمله کل یوم قیراطان۔

(مشکوۃ ص ۳۵۹)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جانوروں کے محافظ کتے یا شکاری کتے کے علاوہ کتا پالتا ہے تو ہر روز اس کے اجر وثواب میں دو قیراط گھٹ جاتے ہیں۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جو شخص تفریح طبع کے لیے کتا پالے گا اس کے نیک اعمال میں سے بہت بڑا حصہ ضائع ہوگا۔

اور یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ کھیتی اور جانوروں کے باڑہ وغیرہ کی حفاظت اور شکار کرنے کی غرض سے کتا پالنے کی اجازت ہے وہ گناہ نہیں، وہ اس وعید میں داخل نہیں، نیز حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ کے) کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دے دیا تھا (چنانچہ ہم مدینہ اور اطراف مدینہ کے کتوں کو مار ڈالتے تھے) یہاں تک کہ جو عورت دیہات سے آتی اور اس کے ساتھ کتا ہوتا تو ہم اس کو بھی ختم کر دیتے تھے پھر بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام کتوں کو مار ڈالنے سے منع فرما دیا اور یہ حکم دیا کہ خالص سیاہ کتے کو جو دو نقطوں والا ہو مار ڈالنا تمہارے لیے ضروری ہے کیونکہ وہ شیطان ہے۔ (مسلم)

لہٰذا بلا ضرورت شوقیہ کتا پالنے سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

کیرم بورڈ کھیلنے کا حکم

آج کل بعض نوجوان مختلف ٹولیوں میں جمع ہوکر کیرم بورڈ نامی کھیل بڑے شوق سے کھیلتے ہیں، اس کھیل میں نہ تو صحت کا فائدہ ہے نہ ہی دنیا وآخرت کا کوئی اور فائدہ سوائے وقت اور دولت کو ضائع کرنے کے اور کچھ ہاتھ نہیں آتا اور نوجوان کھیل میں اس قدر منہمک ہوتے ہیں کہ انہیں نماز اور دیگر حقوق شرعیہ کا کوئی خیال تک نہیں ہوتا، جبکہ شریعت مطہرہ نے بے فائدہ کھیل کود سے منع فرمایا ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "من حسن اسلام المرء ترکه مالایعنیه" یعنی آدمی میں اسلام کی خوبی یہ ہے کہ لایعنی اور بے فائدہ کاموں اور باتوں کو ترک کردے۔ اس لیے کیرم بورڈ جیسے بے فائدہ کھیلوں سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ اسی طرح بعض لوگ کیرم بورڈ کی دکان لگا لیتے ہیں اس میں کھیل کا انتظام کرکے پیسہ کماتے ہیں اور گانا بھی بجاتے ہیں۔ اسی کے شوق میں بہت سے کم سن بچے بھی جمع ہوجاتے ہیں۔ گویا کہ شروع سے کم سن بچوں کے اخلاق وعادات بگاڑنے کا ایک ذریعہ ہے، پھر دکان اگر گلی کے اندر ہوتو اس سے اس کے شور وشرابہ سے پڑوس کے لوگوں کو سخت تکلیف پہنچتی ہے، جبکہ کسی کو تکلیف پہنچانا بھی شرعاً حرام ہے۔ اس لیے کیرم بورڈ کی دکان چلانے والے اس ایذاء رسانی کے گناہ میں برابر کے شریک ہیں ان کی کمائی بھی پاک نہیں ہے۔ عنداللہ سخت مجرم ہوں گے اس لیے ایسے ذریعۂ معاش سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ اس کو چھوڑ کر کوئی حلال ذریعہ معاش اختیار کرے۔

سی ڈی میں کسی عالم کی تقریر سننا

اگرسی ڈی میں یا ویڈیو میں کسی عالم کی تقریر محفوظ کر کے کمپیوٹر یا ٹی وی کے ذریعہ سنی جائے تو اسکرین پر اس عالم کی تصویر بھی نمودار ہو شرعاً اس کی اجازت ہو گی یا نہیں؟

اس بارے میں عرض یہ ہے کہ ہماری شریعت میں جاندار کی تصویر حرام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے، اب جبکہ اس تقریر کے سنتے وقت اسکرین پر تصویر نمودار ہوتی ہے تو جس چیز کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ملعون فرما رہے ہوں اس کے جواز کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ ان چیزوں کو اچھے مقاصد کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یہ خیال بالکل لغو ہے۔ اس لیے کہ اس سے شر ہی پھیلے گا خیر نہیں پھیل سکتی، کیونکہ صرف دینی معلومات فراہم کرنا مقصود نہیں بلکہ اصل مقصود تبلیغ رجوع الی اللہ خوف الٰہی تقویٰ وطہارت فکر آخرت پیدا کرنا ہے، یہ مقاصد ٹی وی یا گناہ کے دیگر آلات کے ذریعہ حاصل کرنا ممکن ہی نہیں، اس لیے علماء کو چاہیے کہ تبلیغ کے لیے صرف جائز طریقہ ہی کو اختیار کریں یہی چیز عند اللہ قبول ہوگی اور اجر وثواب کا باعث ہوگی اس کے علاوہ کوئی ناجائز طریقہ اختیار کرنا یہ کوئی عقلمندی نہیں ہے کہ دوسروں کی خاطر اپنی آخرت تباہ کرے۔

اسی طرح عام مسلمانوں پر بھی لازم ہے کہ نفسانی خواہشات کی پیروی کی بجائے شریعت مقدسہ کی پیروی کی جائے دین کو شرعی حدود کے اندر رہ کر سکھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے، شیطانی اور رحمانی دونوں طریقوں پر چلنے کی کوشش نہ کی جائے کہ جب جسے موقع ہاتھ لگا اختیار کرلیا۔

با مسلم اللہ اللہ
یا برہمن رام رام
حج بھی کعبہ کا کیا گنگا کا اشنان بھی
خوش رہے رحمٰن بھی راضی رہے شیطان بھی

کیونکہ ہر مسلمان کو تو صرف ایک اللہ کے حکم پر چلنا ضروری ہے۔

جامعۃ الرشید کا فتویٰ

قابل قدر جناب مفتی محمد صاحب دامت برکاتہم، جامعۃ الرشید احسن آباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد از سلام۔ آج کل سی ڈی نکلے ہیں جس میں قراء یا علماء حضرات کا کیسٹ لگاتے ہیں گھر کے تمام افراد میاں بیوی اور دیگر ماں بہنیں ایک غیر محرم کی شکل دیکھ کر قرآن سنتے ہیں اور مسئلہ یا بیان سنتے ہیں۔ کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ قرآن اور سنت کی روشنی میں فتویٰ مطلوب ہے۔

المستفتی شریف احمد اورنگی ٹاؤن ۲/۱۷

تاریخ ۱۴/۰۶/۲۰۰۴

الجواب باسلم ملہم الصواب

سی ڈی کی جو تصویر اسکرین پر نمودار ہوتی ہے، ہماری تحقیق کے مطابق وہ تصویر کے حکم میں داخل ہے اور تصویر کے استعمال پر احادیث میں لعنت وارد ہوئی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: لاتدخل الملائکة بیتا فیه کلب أو تصاویر۔ (مشکوٰۃ)

یعنی جس گھر میں کتا اور تصاویر ہوں ہوں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

دوسری روایت میں ہے:

اشدالناس عذاباً یوم القیامة المصورون۔ (متفق علیه)

یعنی قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب فوٹوگرافروں کو ہوگا۔

وعن عائشة رضی اللّٰه تعالیٰ عنها قالت: ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لم یکن یترك فی البیت شیئاً فیه تصالیب۔ (مشکوٰة)

یعنی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کوئی تصویر والی چیز نہیں چھوڑتے تھے۔ اسی وجہ سے فقہاء رحمہ اللہ نے بلاضرورت تصویر کشی کو حرام قرار دیا ہے اس کی طرف دیکھنے دکھانے کو بھی ناجائز فرمایا ہے، لہٰذا ایسی ''سی ڈیز'' جس میں جاندار کی تصویر ہو اگرچہ کسی عالم یا قاری کی ہو اس کو دیکھنا بھی ممنوع اور ناجائز ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

احسان اللہ شائق عفا اللہ عنہ

دارالافتاء والارشاد، کراچی

الجواب صحیح

سعید اللہ

۱۶/۶/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح

محمد عفا اللہ عنہ

۱۶/۶/۱۴۲۵ھ

تصاویر والے عید کارڈ

سوال:

آج کل بازاروں میں جگہ جگہ عید کارڈ کے اسٹال لگے ہوتے ہیں، ان کارڈوں میں مختلف قسم کے جانداروں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں، اسی طرح مرد وعورتوں کی فحش تصویریں بھی ہوتی ہیں۔ شرعاً ایسے کارڈوں کو خریدنے کا کیا حکم ہے؟ اور ان کو استعمال کرنے کا حکم بیان کریں۔ بینوا توجروا

الجواب باسم ملهم الصواب

تصویر کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب سے زیادہ عذاب فوٹو گرافروں کو ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس گھر میں کتے یا تصاویر ہوں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (بخاری ومسلم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کوئی تصویر والی چیز نہیں چھوڑتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

ان ارشادات گرامی کی روشنی میں فقہاء کرام رحمہم اللہ نے فرمایا کہ بلاضرورت شدیدہ جاندار کی تصویر کشی اسی طرح تصویر کو دیکھنا، بیچنا، خریدنا اور اپنے پاس رکھنا ناجائز اور حرام ہے۔ لہٰذا جن عید کارڈوں پر کسی جاندار کی تصویر ہو، خاص کر فحش تصویریں ہوں، ان کو بیچنا خریدنا، ان کی طرف دیکھنا یا کسی عزیز واقارب کے پاس بھیجنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ اسی طرح

اس کی تجارت سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی حرام ہے۔

تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ تصویروں والی کارڈ کے استعمال سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں اسی طرح دیگر تمام گناہوں سے بچنے بچانے کی کوشش کریں اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے آمین۔

مولانا کمال الدین المسترشد صاحب

مولانا کمال الدین صاحب اپنے رسالہ ''شعاعی تصاویر کی حقیقت'' میں ڈیجیٹل کیمرہ کی تصاویر کا دوسرے تصاویر محرم کے حکم میں داخل ہونے کو عقلی نقلی دلائل سے ثابت کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ٹھیک ہے ہمیں تسلیم ہے کہ تصویر کا بنانا اور استعمال جائز نہیں مگر آج کل ابتلاء عام کی وجہ سے اس سے بچا نہیں جا سکتا، لہٰذا بجائے اس کے کہ ہم سب مبتلاء مسلمانوں کو گناہ گار قرار دیں، کیوں نہ اس کی اجازت دیں تا کہ سب لوگ گناہ سے بچیں۔

المسترشد کہتا ہے کہ یہ حیلہ ایسا خطرناک استدلال ہے کہ اگر اس کو آج بنیاد بنا کر علماء نے قبول کر لیا تو کل اس سے زیادہ محرم اشیاء اسی اصول کے تحت حلال قرار دی جائیں گی، آیندہ دور کے مفتیان اپنے پیش رووں کا حوالہ دے کر حرام کو حلال کریں گے مثلاً جب شراب نوشی عام ہوگی تو وہ یہی کہیں گے کہ بجائے اس کے کہ سب لوگوں کو شرابی اور گناہ گار قرار دیں کیوں نہ اس کا نام تبدیل کر دیں تا کہ لوگ پیتے تو ویسے بھی ہیں گناہ سے محفوظ ہو جائیں۔

اور ایسا ہوگا جیسا کہ حدیث پاک کا مضمون ہے اسی طرح جب زنا وفواحش میں ابتلاء عام ہوگا جو نا گزیر ہے بحکم حدیث مبارک تو بہت سے مفتیان کرام اس سے بچنے کا یہ حیلہ تجویز کریں گے کہ کیوں نہ ان کے لیے متعہ کو جائز کیا جائے تا کہ بے چارے زنا سے بچیں۔

اور اہم بات یہ ہے کہ گناہ کے عموم کو جواز بنانا تو زیادہ شنیع ہے کیونکہ شاذ ونادر گناہ سے عمومی عذاب کا خطرہ نہیں ہوتا ہے، جبکہ گناہ میں سب کے مبتلاء ہونے پر عذاب استیصال کا خطرہ ہوتا ہے، اگر عموم بلویٰ اتنا معقول عذر ہوتا تو قیامت کیسے قائم ہوگی کیونکہ گناہ اس وقت ابتلاء عام ہونے کی وہ سے شناعت سے خارج شمار ہوں گے، تو پھر تو عام امم سابقہ پر عذاب نہ آتا کیونکہ وہ علی العموم گناہ میں مبتلاء تھے، تو کیا انبیاء نے ان کے لیے وہ گناہ نام تبدیل کر کے جائز کر دیئے تھے؟ یا عذاب کی دھمکی دے دی تھی؟ کیا اصحاب السبت اس وجہ سے قردہ وخنازیر (بندر، سور) بن گئے کہ وہاں اقلیت اس گناہ میں مبتلاء یا حیلہ کر کے اکثریت اس میں مشغول ہوگئی؟

مفتی اعظم حضرت مولانا محمد شفیع صاحب رقم طراز ہیں:

''کسی گناہ کا عام رواج پا جانا اس کو حلال نہیں کر دیتا بلکہ اور زیادہ خطرہ عذاب الٰہی کا اس سے ہو جاتا ہے۔'' (تصویر کے شرعی احکام ص ۵۳)

اصل بات یہ کہ ابتلاء عام کا مطلب یہ نہیں کہ جب سب لوگ وہ کام کرتے ہوں تو وہ جائز ہو جاتا ہے ورنہ پھر تو جن علاقوں میں سب لوگ داڑھی منڈے ہوں وہاں باہر سے آنے والے کے لیے داڑھی منڈانا جائز ہونا چاہیے، حالانکہ وہاں سے تو فرار کا حکم ہے یا پھر داڑھی رکھنے کا، سودخوروں کی کالونی میں یا بستی میں رہنے کا مطلب یہ تو نہیں کہ سود وہاں جائز ہو گیا، وعلیٰ ہذا القیاس۔

بلکہ مطلب اس کا یہ ہوتا ہے کہ کسی کام کے باقی سب دروازے بند ہو گئے سوائے ناجائز

ومکروہ کے کوئی دروازہ کھلا ہوا نظر آتا تو جس آدمی کو وہ کام ناگزیر ہو صرف وہی اس دروازے سے داخل ہونے کا مجاز ہے مثلاً جس پر حج فرض ہو جائے یا غیر ملکی دورہ جس کے لیے ناگزیر ہو صرف وہی پاسپورٹ کے لیے تصاویر کھنچوائے، اب اس کو عام کرنا کہ جب اکثر لوگ ٹی وی دیکھتے ہیں لہٰذا سب کے لیے اس کی اجازت ہونی چاہیے کیا معنی رکھتا ہے، کیا احادیث سے فتنوں کے زمانے میں اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے اندر ہی رہنے یا معاشرہ چھوڑ کر جنگلوں کا رخ کرنے کا حکم ثابت نہیں ہے؟

میڈیا کی تھلیل سے بچنے کا عذر وحیلہ

یہ استدلال بظاہر معقول بھی ہے اور وزنی بھی کہ جب میڈیا پر اسلام کے خلاف گمراہ کن پروپیگنڈہ جاری ہے اور روز افزوں اس میں شدت آتی جارہی ہے تو اگر ضعیف العقیدہ مسلمانوں کی دستگیری کے لیے میڈیا کی سطح پر اور خصوصاً الیکٹرونک میڈیا کے میدان میں دشمنان اسلام کو شکست نہ دی گئی تو وہ اس محاذ پر بھی قابض ہو جائیں گے اور اہل ایمان کے قلوب پر بھی۔

مگر دیکھنا یہ ہے کہ کسی پروپیگنڈے کے مقابلے کے لیے اس حد تک جانا جائز وثابت ہے یا نہیں اور یہ کہ اسلام میں آدھا تیتر آدھا بٹیر بننے کی کس حد تک گنجائش ہے؟ کہ جب مخالفین بھیس بدلیں تو ہم بھی بدلتے رہیں اور یہ کہ کیا واقعی تصویر کے ذریعہ دشمنان اسلام کا دندان شکن مقابلہ ہوسکتا ہے؟

یہ اور اس قسم کے اور بہت سے سوالات حل طلب ہیں ابتدائے اسلام سے لے کر آج

تک امت کا تعامل اس پر رہا ہے کہ مخالفین کے پروپیگنڈوں کے باوجود وہ اپنے معمولات پر توجہ مرکوز رکھتے، ان کی باتوں کی زیادہ پرواہ نہیں کرتے۔

آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں منافقین سمیت تمام کفار اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منفی پروپیگنڈہ کرتے رہے، مگر مسلمانوں نے اس کا التزام نہیں کیا کہ ان کی مجالس میں جا کر ان پر تنقید کریں ان سے بحث کریں اور مناظرے کریں، بلکہ قرآن کی عام تعلیمات کے مطابق ان کی باتیں خاطر میں لائے بغیر ہی اپنے طریقے سے دعوت کو جاری رکھا یہی مطلوب ہے۔

دیکھئے آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کافۃ الناس کے لیے نبی رحمت اور داعی حق کے طور پر مبعوث ہوئے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملوک کو ایک ایک خط ارسال فرمایا اور یقیناً انہوں نے رسالت کا حق ادا فرمایا، دشمنان اسلام سے مقابلہ لازمی ہے اور ان سے مناظرے کرنا ضروری ہے مگر یہ سب کچھ دائرۂ اسلام میں رہتے ہوئے، اسلامی اصول کی پابندی کرتے ہوئے ہونا چاہیے اگر اللہ نے کسی کی تقدیر میں ہدایت نہیں لکھی ہے تو ساری دنیا کے واعظ ومناظر مل کر اس کو ہدایت کی راہ پر نہیں لا سکتے ہیں، اس کے برعکس جس کے لیے ہدایت مقدر ہے وہ عام اور سیدھی سادھی بات سے راہِ راست پر آ جائے گا۔

معتزلہ، خوارج اور دیگر فرق ضالہ کے مقابلہ کے لیے علمائے حق نے علم کلام وضع کیا تھا مگر عام علماء نے اس طریقہ کو پسند نہیں فرمایا حتیٰ کہ علم کلام پر بعض حضرات نے بہت سخت جملے کہے ہیں، حالانکہ علم کلام کے لیے کوئی ناجائز ذریعہ استعمال نہیں کیا گیا تھا علاوہ ازیں اگر اس اصول کو اپنایا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اسلام میں مبلغ کے لیے عملی طور پر کوئی نصاب مقرر نہیں بلکہ وہ وقت کے تقاضا کے مطابق اپنا بھیس بدلنے کا مجاز ہے، مثلاً اگر ایک مجلس میں داڑھی منڈے بیٹھے ہیں اور داڑھی والوں کو اپنے پاس نہیں چھوڑتے، ان کی بات

نہیں سنتے تو مبلغ ایسا کرنے کا مجاز ہوگا کہ انہیں کا بھیس اختیار کر کے جائے تا کہ وہ لوگ اس کی بات سنیں اسی طرح موسیقی کی محفل اور شراب کی مجلس اور جوئے کا حلقہ ہے اس طرح مبلغ آدھا تیتر اور آدھا بٹیر بن جائے گا، حالانکہ تبلیغ کی خاطر گناہ کرنے کی کوئی اجازت نہیں دیتا۔

ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ ٹی وی وغیرہ الیکٹرونک میڈیا پر وعظ ونصیحت میں حظ النفس بہت زیادہ ہے دوسری جانب آج کل حب جاہ اور حب مال کا دور دورہ ہے ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نیکی کے جس کام میں نفس کی خواہش شامل ہو جائے وہ اتنا لذیذ ہوتا ہے کہ جس طرح مکھن کے ساتھ شہد ملایا جائے۔

میں سو فیصد یقین سے کہتا ہوں کہ اس خط النفس کی وجہ سے اگر اس طریقے سے تبلیغ کی اجازت دے دی گئی تو بجائے فائدے کے نقصان زیادہ ہوگا کہ اس پر ایسے لوگوں کا قبضہ ہو جائے گا جو اسلام کا چہرہ بگاڑ دیں گے، کیونکہ آج تک ہمارا تجربہ ومشاہدہ یہی ہے کہ ایسے مواقع پر عموماً ان لوگوں کا کنٹرول رہا ہے، جن کو اسلام کی اور مسلمانوں کی خیرخواہی کی بجائے اپنی عزت زیادہ عزیز ہوتی ہے، ان کے سینوں میں علم کی دولت سے بڑھ کر مادی دولت ڈیرا ڈال چکی ہوتی ہے۔

ہم نے آج تک تو یہی دیکھا ہے کہ جو لوگ اسلام کی نمائندگی کی دعویدار بن کر ٹی وی وار اخبارات وغیرہ پر چھائے ہوئے ہیں، ان کی باتیں میڈیا کے ذریعے منظر عام پر آنے سے اسلام کی متانت کی بجائے اہانت ہوئی ہے، ان کے دلائل میں اسلام کے شایان شان حکمت وقوت نہیں ہوتی ہے، کیونکہ ایسے لوگ عموماً مستحکم علم سے عاری ہوتے ہیں بس چند باتیں سیکھ لیں اور اسکالر کے نام سے موسوم ہوئے، جید علماء جو واقعی مسلمانوں کی ترجمانی کا حق رکھتے ہیں اس میدان سے کوسوں دور ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ ٹی وی کے جواز اس کے فتویٰ سے وہ تمام حلقے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے

جو مضبوط اور ٹھوس علم سے عاری اور عمل سے بیزار مگر شہرت کے شیدائی ہیں، وہ اس فتوی کی آڑ میں ایسے دلائل میڈیا پر چھوڑیں گے اور ایسے فتاویٰ صادر فرمائیں گے کہ جن سے ارشاد کی بجائے اضلال کا کام ہوتا رہے گا اس طرح یہ حدیث پوری صداقت کے ساتھ ہمارے سامنے آجائے گی کہ "فضلّوا واضلّوا" یعنی ایسے مفتی خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے علمائے حق کی آواز اس میں دب کو رہ جائے گی کہ اس وقت میڈیا پر شور وغوغا کا عالم یہ ہوگا کہ کوئی شریف آدمی اس میں اپنی آواز بلند کرنے کی ہمت و جسارت نہ کر سکے گا۔

کیا ٹی وی اور انٹرنیٹ وغیرہ کی پیش گوئی حدیث سے ثابت ہے؟:

یہ بات طے شدہ ہے کہ قیامت تک تمام فتنوں کے بارے میں آنحضور علیہ السلام نے امت کو آگاہ فرمایا ہے، تاہم اس عہد پاک میں ان خبائث کے نام نہ تھے اس لیے عموماً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی پیشین گوئیوں میں ایسی تشبیہات دی ہیں جن سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سمجھ جاتے، چنانچہ بخاری شریف میں صحیح حدیث ہے حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسامہ سے سنا ہے، فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کی عمارات میں سے پتھروں کی ایک بلند عمارت پر چڑھے تو فرمانے لگے کیا جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم بھی دیکھتے ہو؟ میں تمہارے گھروں کے اندر فتنوں کے نازل ہونے کی جگہوں کو اس طرح دیکھتا ہوں، جیسے بارش برستی ہے۔

"اشرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اطام المدینة فقال: "هل ترون ماارئ انی لأرئ مواقعَ الفتن خِلالَ بیوتکم کمواقعِ القطر"۔ (ص ۲۵۲ ج ۱)

موجودہ دور میں مصنوعی سیارچوں کی بہتات ہے خط استواء کے آس پاس ایسے درجنوں یا سینکڑوں کی تعداد میں سیارچے موجود ہیں جن کی بلندی مختلف مسافتوں پر ہے کوئی دس بارہ

ہزار اور کوئی چالیس ہزار کلومیٹر کے قریب بلند ہیں، موبائل فون ہوں یا دیگر معلوماتی ذرائع ان کا رابطہ سیارچوں کے ساتھ ہمہ وقت جاری رہتا ہے آپ پڑھ چکے ہیں کہ روشنی خلا میں چھوٹے چھوٹے پیکنوں کی طرح لہری حرکت کرتی ہے، آواز کا ضابطہ بھی کچھ اس کے قریب ہے، چونکہ آج دنیا کا کوئی شہر بشمول مدینہ منورہ زادھا اللہ عزاً وشرفاً ٹی وی اور انٹرنیٹ سے خالی نہیں، لہٰذا یہ بات صحیح ہے کہ فضاء سے ان گھروں میں بارش کی طرح فتنے برس رہے ہیں۔

آپ پیچھے یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ اگر روشنی کا طول موج چار سو سے لے کر سات سو پچاس نینو میٹر کے درمیان ہو تو انسانی آنکھ اس کا ادراک کر سکتی ہے، جبکہ اس سے زیادہ یا کم طول موج کی روشنی کا دیکھنا انسانی بس کی بات نہیں ہے، جیسے ریموٹ کنٹرول اور ایکسرے وغیرہ کی روشنی کی شعاعیں۔

مگر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو قوت عطاء فرمائی تھی وہ اہل علم پر مخفی نہیں چنانچہ اتنے باریک فتنوں کا بھی احساس فرمایا۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں پیچھے بھی اسی طرح دیکھتے جیسے آگے دیکھتے تھے اور اندھیرے میں بھی اسی طرح دیکھتے جس طرح روشنی میں دیکھتے اور فرشتوں اور شیاطین کو دیکھنے کے بارے میں بہت سی صحیح احادیث ثابت ہیں، نجاشی کی نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نعش دیکھ لی، جب قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج پر اعتراض کرتے ہوئے بیت المقدس کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر ان کے سوالات کا جواب دیا اور جب مسجد نبوی تعمیر کر رہے تھے تو کعبہ دیکھ لیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ میں ثُریا میں گیارہ ستارے دیکھتا ہوں "وھذہ کلھا محمولۃ علی رؤیۃ العین وھو قول احمد بن حنبل وغیرہ" الخ۔

اور یہ کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے تجلی فرماتی تو حضرت موسیٰ اندھیری رات میں پتھر کے اوپر چیونٹی کو دس فرسخ (تیس میل) کے فاصلے سے دیکھتے، ہوسکتا ہے کہ حضور علیہ السلام کو یہ طاقت معراج کے بعد عطاء کی گئی ہو۔
(الشفاء ص ۴۳ ج ۱، فصل واما وفور عقلہ الخ)

سی ڈی، ٹی وی، کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے متعلق جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فتاویٰ

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں

(۱)...... موجودہ دور میں تصویر والی سی ڈی عام ہورہی ہے، ٹی وی پر یا کمپیوٹر پر ایسے پروگرام دیکھنا یا کسی عالم کا وعظ وتقریر سننے کا شرعاً کیا حکم ہے؟ نیز کسی عالم کا ٹی وی اسٹیشن میں جا کر تقریر کرنے کا کیا حکم ہے؟

المستفتی

سعید احمد مجاہد کالونی ناظم آباد کراچی

الجواب حامداً ومصلیاً

واضح رہے کہ تصویر والی سی ڈی کے ذریعے پروگرام دیکھنا یا کسی عالم کا وعظ وتقریر سننا کسی صورت میں جائز نہیں۔ تصویر چاہے پہلے زمانے کا ہو ہو یا اس کی کوئی نئی سائنسی صورت ہو کسی طرح جائز نہیں، جیسا کہ احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے:

عن ابی طلحة قال قال النبی صلی اللہ علیه وسلم لاتدخل الملائکة بیتا

فيه كلب أو تصاوير۔ (مشكوة ؛٢/ ٣٨٥ ط سعيد)

اسی طرح بے شمار احادیث مبارکہ تصویر کی حرمت اور مصورین کے عذاب پر دلالت کرتے ہیں جن کا احاطہ مقصود نہیں۔ اسی طرح وعظ وتقریر کے لیے علماء کرام کا ٹی وی پر آنا جائز نہیں جس کی ایک وجہ تصویر ہے۔ اسی طرح ٹی وی کی وضع وساخت ہی لہو ولعب کے لیے ہے، اس لیے ان کو دینی مقاصد کے لیے استعمال کرنا غلط اور نا جائز ہے۔

فقط واللہ اعلم

کتبہ
فضل معبود
المتخصص فی الفقہ الاسلامی
جامعۃ العلوم الاسلامیہ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی
۱۹/ ۱۰/ ۱۴۲۸ھ، ۰۱/ ۱۱/ ۲۰۰۷ء

الجواب صحیح
محمد عبد المجید دین پوری
۱۹/ ۱۰/ ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح
محمد عبد القادر

(۲)......کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں
کہ انٹرنیٹ پر مختلف پروگرام ہوتے ہیں شرعاً انٹرنیٹ استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟ مدلل جواب مطلوب ہے۔

المستفتی
سعید احمد مجاہد کالونی ناظم آباد کراچی

الجواب حامداً ومصلیاً

واضح رہے کہ آج دنیا ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور آئے دن کوئی نہ کوئی سائنسی ایجاد ہمارے سامنے آتی رہتی ہے، جس کام کے کرنے اور جس چیز کو دیکھنے میں طویل وقت درکار ہوتا ہے۔ ان تمام مشکلات اور پریشانیوں کو سائنسی ایجادات نے بہت سہل اور آسان کر دیا اور گھنٹوں کا کام منٹوں اور منٹوں کا کام سیکنڈوں میں ہونے لگا ہے۔ مثلاً اگر کسی حوالہ کی ضرورت ہو تو بٹن دبایئے اور فوراً دور دراز ملک کے کتب خانوں کی کتابوں سے گھر بیٹھے ہی حوالی دیکھ لیجیے۔

نیز جس طرح اخبار، کتب، ریڈیو، ٹی وی، سیٹلائٹ، ڈش اور دوسرے ذرائع ابلاغ دعوت کے میدان میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ حال ہی میں ایک نیا ہتھیار اس میدان میں داخل ہوا ہے اور ایک نئے انداز سے اسلام اور اس کی اساس میں حملوں کا سبب بن رہا ہے وہ ہی انٹرنیٹ ہے، یہ خالصتاً ایک سائنسی اختراع ہے اور اس کا مقصد متعین کرنا مکمل طور پر اس سے کام لینے والے کی ذمہ داری ہے۔

انٹرنیٹ کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ بذات خود نہ کوئی سافٹ ویئر ہے اور نہ ہی کوئی ہارڈ ویئر ہے، بلکہ ہزاروں، لاکھوں کمپیوٹروں کے بارے میں باہمی ربط کا نام ہے، یہ نہ ہی تو کسی آدمی کے لیے ہے اور نہ ہی کسی فردِ واحد کی ملکیت میں اور نہ ہی ہم کسی ایسے شخص یا ادارے کا تصور کر سکتے ہیں جو انٹرنیٹ کو چلا رہا ہے۔ آسان ترین لفظوں میں یوں کہہ لیں کہ یہ ایک طریقۂ کار ہے جس کو استعمال کرتے ہوئے مختلف کمپیوٹروں کے ذریعے لوگ ایک دوسرے سے منسلک ہوتے ہیں، انٹرنیٹ استعمال کرنے والے کے لیے صرف یہ کرنا ہوتا ہے کہ اس نیٹ ورک کا حصہ بننے کے لیے وہ انٹرنیٹ سروس روائیڈر سے کنکشن لے نیز

انٹرنیٹ صرف اپنے خیالات کو پھیلانے اور مختلف مقاصد کے لیے استعمال کا ایک آلہ ہے، اس پر باطل اقوام کی اجارہ داری قائم ہو جانے کی وجہ سے اس کے اکثر پروگرام اسلام کے مخالف نظر آتے ہیں

لہٰذا صورت مسئولہ میں حدودِ شرع میں رہتے ہوئے اسلام کے تعارف واشاعت، صحیح عقائد ونظریات کی ترویج اور باطل عقائد کی تردید اور فقہ وفتاویٰ کی سہولت کے لیے نیز جائز مقاصد کے تحت انٹرنیٹ کا استعمال شرعاً درست ہے اور اس پر دینی پروگرام بھی صحیح ہے۔ نیز علماءِ حق کے بیانات اور قرآن کریم کی تلاوت وتفسیر انٹرنیٹ پر بلا تصویر اور بلا فوٹو شائع کرنا جائز ودرست ہے۔ لیکن انٹرنیٹ پر آنے والی عریاں تصاویر اور دیگر ممنوع پروگرام (فحش مناظر، برہنہ وغیر برہنہ، گندی وغیر گندی فلموں) کو دیکھنے اور سننے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔

کمپیوٹر دور جدید کی ایسی ٹیکنالوجی ہے جس سے مفید اور مضر دونوں کام لیے جا سکتے ہیں، البتہ اس میں کوشش کی جائے جو اس کے برے پہلو اور غلط اثرات ہیں اس سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا جائے۔ اس شعبہ سے منسلک ہونا اور جائز دائرے میں کام کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔ فقط واللہ اعلم

کتبہ
مختار احمد
المتخصص فی الفقہ الاسلامی
جامعۃ العلوم الاسلامیہ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی
۱۹ر شوال المکرم ۱۴۲۸ھ، یکم نومبر ۲۰۰۷ء

الجواب صحیح
محمد عبدالمجید دین پوری

الجواب صحیح
محمد عبدالقادر

ٹی وی پر علماء کرام کا آنا مثبت و منفی پہلو

مولانا سعید احمد جلال پوری صاحب مدظلہ:

الحمدللّٰہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ آج کل میڈیا اور ٹی وی چینلوں پر یہودی لابی، ان کے وفاداروں اور نمک خواروں کا قبضہ ہے، وہ اسلام اور احکام اسلام کو مسخ کر کے پیش کرتے ہیں، وہ مسلمانوں کو تشدد پسند، دہشت گرد اور اسلام کو نا قابل عمل دین و مذہب باور کراتے ہیں، اسی طرح وہ روزمرہ مسائل اور عقائد و نظریات پر جو مکالمے دکھاتے ہیں، اس میں بھی باطل اور باطل پرستوں کے عقائد و نظریات کو حق و صواب اور اہل حق کے موقف کو اس طرح بے وزن کر کے پیش کرتے ہیں کہ ایک سیدھا سادہ قاری حق و سچ سے وابستہ افراد بھی اپنے حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھنے لگتا ہے، بلکہ اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ اور اہلِ حق سے وابستہ افراد بھی اپنے عقائد و نظریات کے سلسلہ میں شکوک و شبہات کا شکار ہو جاتے ہیں اور یہ سوچنے لگتے ہیں کہ ہمیں جو کچھ بتلایا اور پڑھایا گیا تھا، شاید حقائق اس سے مختلف ہیں، ایسی پریشان کن صورتِ حال سے بے چین ہو کر دین کا درد رکھنے والے مسلمانوں کی خواہش اور شدید تقاضا ہے کہ اہل حق علماء کو ٹی وی پروگراموں میں آنا چاہیے اور اس فتنہ کا مقابلہ اس میدان میں اتر کر کرنا چاہیے اور عوام کو اصل حقائق سے آگاہ کرنا چاہیے اور ٹی وی، سی ڈی اور کیبل چینلز کے جواز کا فتویٰ دے دینا چاہیے، چنانچہ ایسے ہی ملی درد رکھنے والے بعض علماء سے بھی سنا گیا ہے کہ اب تو ٹی وی، سی ڈیز اور کیبل چینلز کی اس دلدل اور کیچڑ میں گھس کر اس

میں غرق ہونے والے مسلمانوں کو نکالنا چاہیے، اگر اس سے تغافل برتا گیا تو وہ دن دور نہیں جب اسلام اور اسلامی اقدار کا تشخص نابود ہو جائے۔

ان ہمدردانِ قوم و وطن اور دین وملت کا اصرار ہے کہ اگر یہ ممکن نہ ہو تو کوئی ایسا اسلامی چینل کھولا جائے جس کو دیکھ کر مسلمان اپنا دین، مذہب اور ایمان وعقیدہ محفوظ رکھ سکیں اور اس کے ذریعے مادر پدر آزاد اور لادین ٹی وی چینلوں کے زہر اگلتے پروگراموں سے نئی نسل کو محفوظ کیا جا سکے اور دین ومذہب، ایمان وعقیدہ اور علم وعمل کو قرآن وسنت کی کسوٹی پر رکھ کر دنیا بھر کی مسلم امہ کی راہ نمائی کی جا سکے۔

دیکھا جائے تو ان ''مخلصین'' کی فکر وسوچ اخلاص پر مبنی ہے اور ان کا جذبہ صادق ہے اور بادی النظر میں ایسا کرنے کی ضرورت بھی ہے، اس لیے کہ ٹی وی اور سی ڈیز کے مادر پدر آزاد پروگرام، لیکچر وواہیات ڈرامے، ننگی فلمیں اور حیا سوز مناظر اتنا نقصان نہیں پہنچا رہے، جتنا یہ نام نہاد دینی پروگرام مسلمانوں کے عقائد ونظریات کو برباد کر رہے ہیں، اس لیے کہ کوئی شخص فلم کو نیکی اور ثواب سمجھ کر نہیں دیکھتا اور نہ ہی اس کے کرداروں کو حق وصواب جان کر اپناتا ہے، بلکہ ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان بھی ان کو قبیح، برا اور گناہ سمجھ کر دیکھتا ہے، جبکہ اس کے برعکس ان نام نہاد پروگراموں کو دینی اور مذہبی پروگرام سمجھ کر دیکھا جاتا ہے اور ان کی روشنی میں ہی ناظرین اپنی زندگی کے خطوط متعین کرتے ہیں، اس لیے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ موجودہ ٹی وی چینلوں کے نام نہاد دینی پروگرام نئی نسل کے لیے ننگی اور بلیو پرنٹ فلموں سے بھی زیادہ نقصان دہ ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ اس کا سدِ باب کیونکر اور کیسے ہو؟ اس سلسلہ میں دو قسم کی آرا پائی جاتی ہیں، ایک طبقہ کا خیال ہے کہ ٹی وی چینل میں ثقہ علماء کو آنا چاہیے اور ٹی وی کے میدان میں اتر کر دشمنان دین سے دوبدو مقابلہ کرنا چاہیے یا پھر اپنا الگ ٹی وی چینل قائم کر کے اس کا

توڑ کرنا چاہیے، جیسا کہ سطور بالا میں عرض کیا جاچکا ہے۔

مگر علماء امت کی ایک قابل اعتماد جماعت کو اس سے نہ صرف اختلاف ہے بلکہ شدید ترین اختلاف ہے، ان کا موقف ہے اور بالکل بجا موقف ہے کہ:

ا:......ان السئية لا تدفع بالسيئة...... گناہ کا ازالہ گناہ سے نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا ٹی وی پر آ کر ٹی وی کی خباثتوں کا سدّ باب کرنا، ایسا ہی غلط ہے جیسے پیشاب کی غلاظت کو پیشاب سے دھونا یا پیشاب کی ناپاکی کو پیشاب سے پاک کرنا، جیسے یہ غلط ہے ایسے وہ بھی غلط ہے۔

۲:......ٹی وی اور سی ڈیز کا پروگرام تصویر کے بغیر نہیں ہوتا اور تصویر بنانا یا بنوانا مطلقاً ناجائز اور حرام ہے، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے، تصویر خواہ پرانے اور دقیانوسی زمانے کے لوگوں کے ہاتھ کی بنائی ہوئی ہو، یا جدید سائنسی اور ترقی یافتہ دور کی، اس کی حرمت پر پوری امت کا اجماع ہے۔

۳:......تصویر سازی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدترین عذاب کی وعید ارشاد فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن تصویر بنانے والوں سے کہا جائے گا کہ دنیا میں تم نے جاندار کی تصویر بنا کر میری ہمسری اور برابری کی کوشش کی تھی، لہٰذا آج اس تصویر میں روح پھونک کر اور اس کو زندہ کر کے دکھلاؤ، ظاہر ہے یہ انسانی اختیار میں نہیں ہوگا تو اس کی پاداش میں ان کو سخت ترین عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اس وضاحت کے بعد کیا کوئی عقل مند انسان اس کی جرأت کر سکتا ہے کہ جان بوجھ کر عذاب الٰہی کو گلے لگائے؟

۴:......چونکہ ٹی وی اور ڈی وی ڈی کی وضع اور ساخت ہی لہو ولعب کے لیے ہے اس لیے ان کو دینی مقاصد کے لیے استعمال کرنا نہ صرف غلط ہے، بلکہ دین کی توہین و بے حرمتی کے مترادف ہے۔ اس لیے کہ اگر شریعت مطہرہ نے شراب کے مخصوص برتن مثلاً حنتم، دبا، نقیر، مزفت کو پاک کر کے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی، بلکہ ان کو توڑنے کا صرف

اس لیے حکم فرمایا کہ وہ شراب کی علامت اور ایک حرام مشروب کے لیے مخصوص وموضوع تھے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد عبدالقیس کی آمد پر بطور خاص ان برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا، جیسا کہ ارشاد ہے:

"ونهاهم عن اربع عن الحنتم الدباء والنقير المزفت۔" (بخاری، ج ص:۱۳)

"یعنی آپ نے ان کو شراب کے لیے مخصوص وموضوع چار قسم کے برتنوں حنتم، دبا، نقیر اور مزفت کے استعمال سے منع فرمایا تھا۔"

اگر شریعت مطہرہ اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حرام وناپاک مشروب کے لیے مخصوص برتنوں یا شراب کی علامت شمار ہونے والے ظروف کو استعمال کرنے یا ان سے نفع اٹھانے کی اجازت نہیں دی، تو ٹی وی، ڈی وی ڈی یا اس طرح کی دوسری چیزیں جو لہو ولعب کے علاوہ کسی دوسرے مقصد کے لیے استعمال ہی نہیں ہوتیں، ان سے نفع اٹھانے کی کیونکر اجازت ہوگی؟ یا ان کے ذریعہ دعوت وتبلیغ کی اجازت کیونکر دی جاسکتی ہے؟

۵:...... اسی طرح یہ منطق بھی ناقابل فہم ہے کہ دوسروں کو گناہ اور گمراہی سے بچانے کے لیے خود اسی گناہ اور گمراہی کی راہ اختیار کرلی جائے جس سے دوسروں کو منع کیا جارہا تھا، کیا کوئی معمولی عقل وفہم کا انسان یہ گوارا کرسکتا ہے کہ ایک گناہ کو دور کرنے کے لیے دوسرے گناہ کا ارتکاب کیا جائے؟ جب کوئی شخص دوسرے کی زندگی بچانے کے لیے اپنی دنیاوی زندگی داؤ پر نہیں لگاسکتا تو محض اس امکان پر کہ شاید دوسرا راہِ راست پر آجائے، کیا اپنی آخرت کی دائمی زندگی برباد کی جاسکتی ہے؟ یا اس کو داؤ پر لگایا جاسکتا ہے؟ یا کوئی اس کے لیے تیار ہوگا؟ اگر کوئی عقل مند ایسا کرے تو شرعاً، اخلاقاً اس کی گنجائش ہے؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو علماء کو اس خودکشی کا درس کیوں دیا جاتا ہے؟ اور اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک کی چودہ صدیوں سے

اس کی کوئی ایک آدھ مثال پیش کی جاسکتی ہے؟ کہ کسی نے دوسرے کی ہدایت کی خواہش پر خود گمراہی اختیار کرلی ہو، اگر ایک لمحہ کے لیے اس کو تسلیم بھی کرلیا جائے تو کیا شریعت اس کی اجازت دیتی ہے؟ یا انسان اس کا مکلف ہے؟ نہیں، نہیں، ہرگز نہیں۔

۶:...... اگر علماء کرام اور مقتدیانِ ملت ٹی وی پر آنا شروع کردیں تو سوال یہ ہے کہ پھر عوام کو اس آلہ لہوولعب کی تباہ کاریوں سے کیسے بچایا جاسکے گا؟ بلکہ اس وقت تو معاملہ اور بھی مشکل اور سنگین ہوجائے گا، جب علماء کرام خود ٹی وی کی اسکرین پر تشریف فرما ہوں گے اور دوسروں کو اس کو دیکھنے اور استعمال کرنے سے منع فرمارہے ہوں گے، کیا اس وقت ان کا روکنا ممکن ہوگا؟ یا ان کی تلقین مؤثر ہوگی؟

اسی طرح دنیا بھر میں امت مسلمہ کی ایک قابل قدر جماعت آج تک اس کے استعمال کو ناجائز اور نئی نسل کے لیے مہلک وسم قاتل سمجھتی آئی ہے، کیا اس کی اجازت یا نرمی سے وہ متاثر نہیں ہوگی؟ کیا ان گھروں میں جدید تہذیب یا بے دینی کے داخلہ کے ذمہ دار وہ علماء نہیں ہوں گے جو ٹی وی کے جواز کے لیے کوشاں ہیں؟

۷:...... بالفرض اگر علماء کرام عوام کو اس سے روکنا بھی چاہیں تو کیا عوام کو یہ کہنے کا حق نہیں ہوگا کہ جس طرح آپ دینی پروگراموں کے لیے ٹی وی پر تشریف لاتے ہیں...... اور یہ جائز ہے تو...... اگر ہم نے محض دینی پروگرام دیکھنے کی غرض سے ٹی وی لیا ہے اور اس غرض سے ٹی وی دیکھتے ہیں، تو یہ کیونکر ناجائز ہے؟ بتلایا جائے اس کا کیا جواب ہوگا؟

اگر بالفرض علماء کرام جائز پروگرام دیکھنے کے لیے ٹی وی کو جائز قرار دے دیں اور ٹی وی گھروں میں گھس جائے تو پھر اس کی کیا ضمانت ہے کہ اس پر لچر، واہیات، فحش اور ایمان سوز پروگرام نہیں دیکھے جائیں گے؟ یا اس پر دنیا جہاں کی ننگی فلمیں نہیں دیکھی جائیں گی؟ کیا اس سے گناہ اور بدکاری کی راہ نہ کھل جائے گی؟ کیا گھر میں ٹی وی آجانے کے بعد جائز

دنا جائز کی تحقیق ثانوی درجہ میں نہیں چلی جائے گی؟

۸:......اگر علماء کرام ٹی وی پروگراموں میں آنا شروع کردیں اور ٹی وی مباحثوں میں شریک بھی ہونا شروع کردیں تو اس کی کیا ضمانت ہے کہ یہود وہنود کی اولاد، علماء کے افکار وارشادات کو ہو بہو ٹی وی میں نقل بھی کردیں؟

جبکہ صورتِ حال یہ ہے کہ بارہا ایسا ہوا ہے کہ جب کسی عالم دین نے حقائق کا اظہار کرنا شروع کیا تو نہ صرف اس کو بولنے کا موقع نہیں دیا گیا بلکہ ان کی جو بات ٹی وی اور بین الاقوامی قوتوں کے ذوق ومزاج کے خلاف تھی، اسے سنسر کردیا گیا، چنانچہ طالبان حکومت کے موقع پر حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ اسی قسم کے ایک مکالمہ میں شریک ہوئے، تو انہوں نے خود بتلایا کہ مذاکرے کا میزبان پہلے تو مجھے بولنے نہ دے رہا تھا، جب میں نے بولنا شروع کیا تو اس نے بارہا میری بات کاٹنے کی کوشش کی، لیکن جب میں نے اس پر برہمی کا اظہار کیا تو اگرچہ اس نے مداخلت تو بند کردی، لیکن میرے انٹرویو کے وہ حصے جو حکومت اور بین الاقوامی قوتوں کے ذوق ومزاج کے خلاف تھے، حذف کردیئے گئے، چنانچہ حضرت مفتی صاحب مرحوم نے خود فرمایا کہ ''میں نے سوچا تھا کہ شاید اس طرح عوام کے سامنے حقائق آجائیں گے......اور اسی لیے میں شریک بھی ہوا تھا......مگر بعد میں اندازہ ہوا کہ میری سوچ صحیح نہیں تھی اور ایسے پروگراموں میں شریک ہونا درست نہیں، کیونکہ ان مذاکروں کا مقصد حقائق کی نشاندہی نہیں، بلکہ حقائق کو مسخ کرنا ہوتا ہے۔''

۹:......دنیا جانتی ہے کہ ٹی وی اور سی ڈیز کا مقصد اصلاح نہیں، بگاڑ ہے، بلکہ دیکھا جائے تو ٹی وی اور ڈی وی ڈی کا مقصد مغربی تہذیب وتمدن اور لادین کلچر کا فروغ ہے، ظاہر ہے جس پروگرام میں دین وشریعت اور اسلامی تہذیب وتمدن کی صحیح صحیح نشاندہی کی جائے گی، اسے یہودی لابی اور ان کے ایجنٹ کیونکر برداشت کرسکیں گے؟

۱۰:...... اگر بالفرض مسلمان اپناٹی وی چینل ایجاد کرلیں تو سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جانداروں کی تصویر کے ہوتے ہوئے وہ کیونکر جائز ہو جائے گا؟ اور تصویر کے بارہ میں حکم شرعی پہلے آچکا ہے۔

چلواگر ایک منٹ کے لیے تصویر کو برداشت بھی کرلیا جائے تو کیا عام ناظرین ایسے ٹی وی چینل کو دیکھنا پسند کریں گے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو بتلایا جائے کہ محراب ومنبر کی آواز پر کان کیوں نہیں دھرے جاتے؟ حالانکہ محراب ومنبر سے بھی یہی بات کہی جاتی ہے، آپ ہی بتلایئے کہ جو بات محراب ومنبر سے کہنے پر نہیں سنی جاتی وہ ٹی وی سے کیوں سنی جائے گی؟ دراصل لوگ ٹی وی دیکھتے ہی صرف اس لیے ہیں کہ ٹی وی اسکرین پر اور ''بہت کچھ دیکھنے کو ملتا ہے'' جو محراب ومنبر سے نہیں دیکھا جاسکتا، لہٰذا ایساٹی وی جس میں عوام کی مطلوبہ رنگینی نہیں ہوگی اس کو کوئی بھی نہیں دیکھے گا۔

عوام کی اس رنگین مزاجی پر میراثی کا وہ لطیفہ بالکل فٹ بیٹھتا ہے، جس میں اس نے اہلِ جنت وجہنم کی نشاندہی کرتے ہوئے اپنے سامعین کو مخاطب کر کے کہا:

''ارے سنتے ہو! ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ میں مرگیا ہوں، مجھے دفن کر دیا گیا، میرا حساب وکتاب ہوا تو فرشتوں نے کہا: تیرے گناہ اور نیکیاں برابر ہیں، جہاں چاہے، تجھے بھیج دیتے ہیں، میں نے مولویوں سے سن رکھا تھا کہ جنت بہت اچھی جگہ ہے، اس لیے میں نے کہا: مجھے جنت بھیج دو، جب مجھے جنت لے جایا گیا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا، وہاں کوئی رونق تھی نہ راگ ورنگ تھا اور نہ تفریح طبع کا دوسرا سامان، بس مسجد کے میاں جی، چند داڑھیوں والے جن کے ہاتھ میں لوٹے اور مصلے تھے، یا پھر علاقے کے غریب غرباء اور بس۔

میں نے فرشتوں سے کہا: اس سے کوئی اچھی جگہ بھی ہے؟ انہوں نے کہا اس

سے اچھی جگہ تو کوئی نہیں، البتہ اگر چاہو تو تمہیں جہنم دکھا سکتے ہیں، میں نے کہا ضرور! چنانچہ جب مجھے جہنم لے جایا گیا تو کیا دیکھتا ہوں: اپنے گاؤں کے چودھری صاحب، ملک صاحب، خان صاحب علاقہ کے سارے نامی گرامی لوگ موجود تھے، وہاں کچھ گلوکارائیں گانا گارہی تھیں اور کچھ اداکارائیں ناچ بھی رہی تھیں، محفل جمی ہوئی تھی، چلم بھری تھی اور سارے روشن خیال اور ترقی پسند دوست واحباب جمع تھے، وہاں جاکر تو مزہ ہی آ گیا۔''

اگر چہ یہ ایک لطیفہ ہے، لیکن اگر غور کیا جائے تو عوام آج کل اس رنگینی کی تلاش میں ہیں چاہے اس کے لیے ان کو جہنم ہی کیوں نہ جانا پڑے اور ان کو سادگی اور خالص دین وشریعت کے پروگرام ناقابل قبول ہیں، چاہے اس کے عوض جنت ہی کیوں نہ ملتی ہو۔

چلو اس کو بھی مان لیا جائے تو لوگ ''خالص دینی اور شرعی ٹی وی'' کو دیکھیں گے تو سوال یہ ہے کہ یہودی ایجنٹ اور بین الاقوامی لابیاں اس چینل کو چلنے بھی دیں گی؟ نہیں، ہرگز نہیں، چنانچہ ''الجزیرہ'' ٹی وی کی نشریات کا جام کیا جانا سب کے سامنے ہے، اس کے علاوہ کیا وہ ٹی وی چینل پوری دنیا کے ٹی وی قوانین کی مخالفت مول لے کر اپنا کام جاری رکھ سکے گا؟ نہیں، نہیں، ہرگز نہیں، چنانچہ اس کے لیے افغانستان کی طالبان حکومت بطور مثال کافی ہے کہ امریکا بہادر اور اس کے اتحادیوں نے اس کی اینٹ سے اینٹ صرف اور صرف اس لیے بجائی ہے کہ وہ بین الاقوامی کافرانہ نظام کے حصے بننے کے لیے تیار نہیں تھی، ٹھیک اسی طرح ایسے ٹی وی چینل کا بھی حشر ہوگا۔

۱۱:...... رہی یہ بات کہ ارباب کفر والحاد نے اگر ٹی وی اسلام کے خلاف اور بطور ہتھیار استعمال کیا ہے تو کیوں نہ ہم بھی اس کو اشاعت کے لیے استعمال کریں؟ بظاہر یہ جذبہ نیک ہے، مگر اس میں مشکل وہی پیش آتی ہے کہ اشاعت اسلام کے لیے کسی ناجائز اور حرام ذریعہ کو

استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

اگر اشاعت اسلام کے لیے ناجائز ذرائع کے اپنانے کی اجازت ہوتی تو چوروں کی اصلاح کے لیے چوروں اور زانیوں کی اصلاح کے لیے زانیوں کے گروہ میں شامل ہونا بلکہ کافروں کی اصلاح کے لیے کافروں کے گروہ میں شامل ہونا بھی جائز ہوتا، مگر دنیا جانتی ہے کہ دنیا کا کوئی مہذب قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔

اس کے علاوہ اگر بالفرض اشاعت اسلام کے لیے کسی منکر، ناجائز اور حرام کو اپنانے کی اجازت بھی دے دی جائے تو کیا آیندہ کے لیے نہی عن المنکر کا دروازہ بند نہیں ہو جائے گا؟ اس لیے کہ ہر مجرم اپنے جرم کی یہی تاویل اور جواز پیش کرے گا کہ میں نے یہ سب کچھ اسلام کی اشاعت کے لیے کیا ہے، چنانچہ جہاں کہیں کوئی چور، ڈاکو، زانی، شرابی یا قاتل رنگے ہاتھوں پکڑا جائے گا، وہ یہ کہہ کر چھوٹ جائے گا کہ میں چور، زانی، ڈاکو، شرابی اور قاتل نہیں ہوں، بلکہ میں نے تو ان لوگوں کی اصلاح کے لیے یہ شکل اختیار کر رکھی ہے، بتلایا جائے اس سے سارا معاشرہ جرائم اور گناہوں کی آماجگاہ نہیں بن جائے گا؟

۱۲:...... اشاعت اسلام کے لیے ہم اس کے تو مکلّف ہیں کہ جتنا حلال و جائز اسباب و ذرائع مہیا ہوں ان کو ممکنہ حد تک استعمال کریں اور کفر و باطل کی راہ روکنے کی کوشش کریں، لیکن اس کا یہ معنی بھی نہیں کہ ہم خواہ مخواہ نت نئے انداز اور ناجائز حربے استعمال کرنے کی سعی و کوشش میں ہلکان ہوا کریں۔

اگر اس کی ضرورت ہوتی تو اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اجازت دیتے اور وہ تمام اسباب و ذرائع جو کفر و شرک کی اشاعت میں استعمال ہوتے ہیں، ان کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اجازت ہوتی، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اغوائے انسانی کے لیے اولاد آدم کے قلوب میں وساوس

ڈالنے، دور بیٹھ کر ان پر تسلط حاصل کرنے کا اختیار دیا ہے، مگر نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار نہیں دیا گیا، اسی طرح حدیث نبوی کے مطابق: شیطان انسان کے بدن میں ایسے دوڑتا ہے جیسے خون دوڑتا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانی خون میں دوڑنے کی اجازت تھی؟ نہیں، ہرگز نہیں۔

ایسے ہی شیطان انسانی قلوب واذہان کی اسکرین پر اپنے وساوس کے ذریعے گناہوں اور بدکاریوں کی ننگی اور بلیو پرنٹ فلم دکھا کر گناہوں اور بدکاریوں پر آمادہ کرتا ہے، جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانی قلوب واذہان پر تسلط نہیں دیا گیا بلکہ فرمایا گیا: "ان انت الانذیر" (فاطر: ۲۳)...... آپ تو صرف ڈرسنانے والے ہیں...... اسی طرح دوسری جگہ فرمایا: "لست علیھم بمصیطر" (غاشیہ: ۲۳) ...... یعنی آپ ان کے نگران نہیں کہ نہ مانیں تو آپ سے پوچھ ہوگی......

اگر اس کی اجازت یا ضرورت ہوتی جس قدر شیطان کو کفر شرک کی اشاعت کے لیے یہ قوت واستعداد دی گئی تھی، اس سے زیادہ ضروری تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اشاعت اسلام کے لیے ان چیزوں سے نوازا جاتا، مگر جب اللہ تعالیٰ نے اس کی ضرورت نہیں سمجھی تو کیا نعوذ باللہ ہم اللہ تعالیٰ سے زیادہ اشاعت اسلام کے خواہاں اور انسانوں کی ہدایت وراہ نمائی کے لیے فکر مند ہیں؟ اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں، تو ہمیں شرعی حدود سے نکل کر اشاعت اسلام کے لیے زیادہ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔

۱۳:...... اسی طرح ٹی وی کے جواز اور ضرورت کے لیے یہ استدلال بھی کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتا کہ اگر ہم نے ٹی وی پر آ کر مسلمانوں کی راہ نمائی نہ کی تو لادین قوتیں اس کو دین کے بگاڑنے کے لیے استعمال کریں گی؟ اور اسلام کا حلیہ بگڑ جائے گا اور اسلام اپنی اصلی حالت میں باقی نہیں رہے گا۔

اس لیے کہ سنت اللہ یہی چلی آئی ہے کہ بے شک اسلام کو ڈھانے اور مٹانے کی کوششیں تو ضرور ہوں گی اور ہوتی بھی آئی ہیں، مگر اسلام ختم ہو جائے یا اس میں تحریف ہو جائے یا اس کا حلیہ بگڑ جائے یا اسلام اپنی اصلی حالت میں نہ رہے، ایسا ناممکن ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ''مسلمانوں میں ایک جماعت ایسی رہے گی جو اسلام کو اصلی حالت پر برقرار رکھنے میں محنت وکوشش کرتی رہے گی اور اہل ہوا و بدعت کی اڑائی دھول کو صاف کرتی رہے گی اور ان پر کسی مخالفت گر کی مخالفت کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔''

چنانچہ سوا چودہ سو سال ہو گئے ہیں، الحمد للہ! آج اسلام اسی طرح تروتازہ ہے۔ حتیٰ کہ شیطان کے انسانی قلوب پر تسلط حاصل ہونے کے باوجود اگر آج تک اسلام محفوظ ہے تو آیندہ بھی ان شاء اللہ محفوظ ہی رہے گا اور آیندہ بھی اس کو تحریف سے بچایا جائے گا۔

۱۴:...... ٹی وی اور ویڈیو فلم سے تبلیغ کا کام لینا یوں بھی ناقابل فہم ہے کہ ٹی وی دیکھنے والے کسی نیک جذبے اور اصلاح کی غرض سے یہ پروگرام نہیں دیکھتے بلکہ تفریح طبع کے لیے یہ پروگرام دیکھے جاتے ہیں، اس لیے کہ دنیا جانتی ہے کہ ٹی وی پر آنے والے لوگ قابل اعتماد اور ثقہ نہیں بلکہ بازاری اور شہرت کے خواہاں ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج تک نہیں سنا گیا کہ کسی نے ٹی وی کی ''برکت'' سے اسلام قبول کیا ہو، اس سلسلہ میں حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کا ایک جواب پڑھیے اور سنئے!

''یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ویڈیو فلم اور ٹی وی سے تبلیغ اسلام کا کام لیا جاتا ہے، ہمارے یہاں ٹی وی پر دینی پروگرام بھی آتے ہیں لیکن کیا میں بڑے ادب سے پوچھ سکتا ہوں کہ ان دینی پروگراموں کو دیکھ کر کتنے غیر مسلم دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے؟ کتنے بے نمازیوں نے نماز شروع کر دی؟ کتنے گناہ گاروں نے گناہوں سے توبہ کر لی؟ لہٰذا یہ محض دھوکا ہے، فواحش کا یہ آلہ جو سرتاسر نجس العین اور ملعون ہے اور جس کے بنانے والے دنیا وآخرت

میں ملعون ہیں وہ تبلیغ اسلام میں کیا کام دے گا بلکہ ٹی وی کے یہ دینی پروگرام گمراہی پھیلا نے ایک مستقل ذریعہ ہے، شیعہ، مرزائی، ملحد، کمیونسٹ اور ناپختہ علم لوگ ان دینی پروگراموں کے لیے ٹی وی پر جاتے ہیں اور اناپ شناپ جوان کے منہ میں آتا ہے کہتے ہیں، کوئی ان پر پابندی لگانے والا نہیں اور کوئی صحیح وغلط کے درمیان تمیز کرنے والا نہیں، اب فرمایا جائے کہ یہ اسلام کی تبلیغ واشاعت ہو رہی ہے یا اسلام کے حسین چہرے کو مسخ کیا جارہا ہے؟''

(آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۷، ص ۳۹۸)

۱۵:...... علماء کو ٹی وی پر آنے کے مشورہ کو اس زاویہ سے بھی دیکھنا چاہیے کہ خدانخواستہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسروں کی اصلاح کی فکر میں ٹی وی پر آنے والے حضرات خود ہی بے وزن ہو جائیں، اس لیے عین ممکن ہے کہ یہ بھی شیطانی چال ہو کہ جو حضرات ٹی وی پر آنا شروع کریں گے کم از کم وہ متفق علیہ تو نہیں رہیں گے، خصوصاً جو حضرات ٹی وی کی حرمت کے قائل ہیں، ان کے ہاں ایسے حضرات کے کسی قول، فعل اور عمل بلکہ فتویٰ کا کوئی اعتبار نہیں رہے گا، گویا دوسروں کی اصلاح ہو یا نہ ہو، کم از کم یہ تو متنازعہ بن جائیں اور چونکہ ہادیانِ قوم ووطن کا متنازعہ بن جانا، شیطان اور اس کے بچاریوں کے لیے بہت بڑی فتح ہے۔ اس لیے کہ باطل پرستوں کی کبھی یہ خواہش نہیں رہی کہ مسلمان، کافر یا مشرک بن جائے، بلکہ ان کی خواہش اور کوشش یہ رہی ہے کہ مسلمان، مسلمان نہ رہے، یا کم از کم قابل اعتماد نہ رہے، اگر ایسا ہو تو سوچنا چاہیے کہ ٹی وی پر آنے والے اور اس کے جواز کے قائل علماء جب ٹی وی پر آئیں گے تو وہ اپنے موقف کی حقانیت وصداقت اور مخالفین کی تغلیط فرمائیں گے، ٹھیک اسی طرح جو حضرات مخالف ہوں گے، وہ بھی اپنے موقف کو دلائل وشواہد سے مبرہن کریں گے اور اپنے مخالفین کے موقف کی تغلیط کریں گے...... جو ان کا فطری اور منطقی حق ہے...... یوں اختلافات کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جائے گا اور اہل حق کے آپس میں دست وگریبان

ہوتے ہی اسلام دشمنوں کا مقصد پورا ہو جائے گا، کیونکہ وہ دراصل مسلم امہ اور علماء کے اتفاق واتحاد سے ہی سب سے زیادہ خائف اور الرجک ہیں۔

۱۶:......ٹی وی پر وعظ و بیان اور تقریر و مکالمہ کی ضرورت پر زور دینے والوں کو اس انداز سے بھی سوچنا چاہیے کہ جس اسٹیج اور جس جگہ پر عصیان وطغیان پر مبنی حیاء سوز اور ایمان کش فلمیں، لچر واہیات پروگرام اور گانے گائے جاتے ہوں اور وہاں ''خدا کے لیے'' جیسی کافرانہ اور ملحدانہ فلمیں اور ڈرامے دکھائے جاتے ہوں، وہاں اللہ تعالیٰ کا پاکیزہ کلام، احادیث مبارکہ اور قرآن وسنت کی تعلیمات پر مبنی لیکچروں کا سنانا اور دکھانا جائز بھی ہوگا؟ کہیں یہ قرآن وسنت اور دین وشریعت کی توہین وتنقیص یا سوءادبی تو نہیں ہوگی؟

کیونکہ سیّد ابراہیم الدسوقی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ:

''اپنے منہ کو تلاوت قرآن مجید کے لیے پاک وصاف رکھا کرو، کیونکہ جو شخص منہ کو حرام بات یا حرام کھانے سے آلودہ کر کے بغیر توبہ کے قرآن مجید پڑھنے لگے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی قرآن کو ناپاکی پر رکھے، ایسے آدمی کا جو حکم ہونا چاہیے وہ سب کو معلوم ہے، بعض اولیاء اپنے مشاہدے میں اس کو باطنی گندگیوں سے زیادہ پلید دیکھتے اور سمجھتے ہیں۔''

(معارف بہلوی: ص ۱۴۱، ج ۴)

نیز اس پر بھی غور فرمایا جائے کہ گندی اور ناپاک جگہ اور غلاظت خانہ یا باتھ روم میں اللہ کا ذکر کرنا اگر ممنوع ہے تو ٹی وی ایسے غلاظت کدہ میں کیا اس کی اجازت ہوگی؟

واللّٰہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

(ماہنامہ ''بینات'' ماہ شوال ۱۴۲۸ھ)

جامعہ دارالعلوم کراچی کا موٴقف

استفتاء

جناب مفتی صاحب جامعہ دارالعلوم کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل ٹی وی پر جو علماء آتے ہیں ان کے ٹی وی پر آنے کا کیا حکم ہے اوران کے دینی پروگرام دیکھنے کا کیا حکم ہے؟ اور ڈیجیٹل تصویر شرعاً تصویر محرم میں داخل ہے یا نہیں؟ اور آپ کے نزدیک راجح کیا ہے؟

الجواب

حامداً و مصلیاً

الیکٹرانک میڈیا جیسے ٹیلی ویژن وغیرہ کے بارے میں اتنی بات تو واضح ہے کہ بحالاتِ موجودہ اس پر آنے والے جو پروگرام معاشرے میں بداخلاقی، بے حیائی، فحاشی، جرائم اور دہشت گردی کو فروغ دے رہے ہیں اور ایسے پروگرام اوّل تو مشکل ہی سے ملتے ہیں جن میں کوئی نہ کوئی شرعی برائی موجود نہ ہو، دوسرے اگر کوئی شخص ٹیلی ویژن اپنے گھر میں رکھے تو یہ بات تقریباً ناممکن جیسی ہے کہ وہ ان منکرات سے محفوظ رہے، لہٰذا ٹیلی ویژن گھر میں رکھنے سے بحالتِ مذکورہ اجتناب ہی کرنا چاہیے۔

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ ٹیلی ویژن یا ڈیجیٹل کیمروں کے ذریعے جو شکلیں نظر آتی ہیں وہ شرعاً تصویر کے حکم میں ہیں یا نہیں؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ جب ان شکلوں کا پرنٹ لے لیا جائے یا انہیں پائیدار طریقے سے کسی چیز پر نقش کرلیا جائے تو ان پر شرعاً تصویر کے احکام جاری ہوں گے۔

البتہ جب تک ان کا پرنٹ نہ لیا گیا ہو یا انہیں پائیدار طریقے سے کسی چیز پر نقش نہ کیا گیا ہو، ان کے بارے میں علماءِ عصر کی آراء مختلف ہیں۔

۱۔ بعض علماء انہیں بھی تصویر کے حکم میں قرار دیتے ہیں۔

۲۔ بعض علماء کے نزدیک ان پر تصویر کے احکام کا اطلاق نہیں ہوتا۔

۳۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ ان کی رائے میں تصویر تو ہیں، لیکن چونکہ ان کے بحکم تصویر ہونے یا نہ ہونے میں ایک سے زائد فقہی آراء موجود ہیں اس لیے مجتہد فیہ ہونے کی بناء پر بوقتِ حاجت شرعیہ، مثلاً جہاد وغیرہ کے موقع پر ان کے استعمال کی گنجائش ہے۔

ہمارے نزدیک اگرچہ دوسری رائے راجح ہے کہ جب تک وہ پائیدار طور پر کسی چیز پر نقش نہ ہوں ان پر تصویر کے احکام کا اطلاق نہیں ہوتا، لیکن ایک لحاظ سے احتیاط پہلی رائے میں ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور دوسرے لحاظ سے ہمیں احتیاط دوسری اور تیسری رائے میں معلوم ہوتی ہے کیونکہ دینِ اسلام پر دشمنانِ اسلام کی جو یلغار الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ منظم طریقہ سے ہو رہی ہے اس سے دفاع کرنا بھی امت کی ذمہ داری ہے جس سے حتی الامکان عہدہ برا ہونے کے لئے الیکٹرانک میڈیا رٹیلی ویژن کے لیے استعمال کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہے جو فواحش و منکرات سے پاک ہو۔

لہٰذا جو حضراتِ علماءِ کرام مذکورہ بالا تین آراء میں سے کسی سے متفق ہوں اور اس پر عمل کریں وہ سب قابلِ احترام ہیں اور ان میں سے کوئی بھی ہمارے نزدیک مستحق ملامت نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

محمد تقی عثمانی
مفتی و نائب صدر جامعہ دارالعلوم کراچی

الجواب صحیح
بندہ محمود اشرف غفراللہ
۲۳ / ۳ / ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح
محمد نعیم عثمانی
۲۲ / ۳ / ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح
بندہ عبدالرؤف سکھروی
۲۲-۳-۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح
محمد عبدالمنان عفی عنہ
۲۳ / ۳ / ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح
اصغر علی ربانی
۲۲ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح
محمد عبداللہ عفی عنہ
۲۲-۳-۱۴۲۷ھ

دارالافتاء

کارٹون کا حکم

جاندار اشیاء کے کارٹون بنانا ان کو اخبارات میں چھاپنا، ان کے دیگر استعمال کا حکم یہ ہے کہ اگر کارٹون اس طرح بنایا جائے کہ ان کا چہرہ آنکھیں، ناک وغیرہ واضح ہوں اور اس سے ان کی شناخت ہو رہی ہو تو ایسے کارٹون بنانا اور ان کا استعمال جائز نہیں، البتہ اگر ایسے کارٹون بنایا جائے جن میں جاندار کی شکل واضح نہ ہو یعنی اس کی ناک، کان، آنکھیں منہ وغیرہ واضح نہ ہوں تو ایسے کارٹون بنانے کی گنجائش ہے، تاہم مناسب نہیں۔ کیونکہ وہ بھی تصویر کے مشابہ ہیں۔

عورتوں کی ویڈیو کیسٹ کا حکم

عورتوں کی ویڈیو کیسٹ ایسی ہو کہ عورت ہی تلاوت کرے اور سننے والی بھی عورتیں اور بعد میں عورتیں اس منظر کو ٹی وی یا کمپیوٹر کی اسکرین پر دیکھیں تو شرعاً یہ بھی جائز نہیں کیونکہ اس میں کئی قباحتیں ہیں: (۱) تصویر سازی کا گناہ پھر تصویر کی نمائش کا گناہ، جبکہ اسلام نے خواتین کو پردہ میں رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ نماز کا طریقہ بھی مردوں سے جدا رکھا۔ خواتین کو رکوع، سجدہ اس طرح کرنے کا حکم ہے جس میں جسم زیادہ سے زیادہ مستور رہے، کسی خاتون کی اس طرح تشہیر کسی حال میں مناسب نہیں۔

(۲) نیز یہ بات تو تقریباً ناممکن ہے کہ عورتوں کی ویڈیو بنائی جائے اور وہ عورتوں تک ہی محدود رہے مردوں کی نظر اس پر نہ پڑے۔

اس لیے عورتوں کا ویڈیو بنانا، پھر ٹی وی وغیرہ پر آنا یہ بے حیائی پھیلانے کا ایک ذریعہ ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے فواحشات و منکرات سے بار بار منع فرمایا ہے۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر۔

لہٰذا عورتوں پر لازم ہے ایسے مواقع سے اجتناب کرے اگر کسی عورت نے ایسے بے حیائی کا کام کرلیا تو دوسرے مسلمانوں کو اس کے دیکھنے دکھانے اور اشاعت کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

بغیر سر کے تصویر کا حکم

اگر تصویر کا سر کٹا ہوا تو وہ اگرچہ حرام تصویر کے حکم میں داخل نہیں تاہم چونکہ حرام تصویر سے زیادہ مشابہت پائی جاتی ہے بلکہ کچھ فاصلہ دیکھنے میں تصویر ہی معلوم ہوتی ہے اس لیے ایسی تصویر کی اشاعت سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔ (وفی البحر الرائق: ۲/۲۸)

(قوله: أو مقطوع الرأس) أى سواء كان من الأصل أو كان لها رأسٌ ومحي وسواء كان القطع بخيط خيط على جميع الرأس حتى لم يبق لها أثرٌ أو يطلبه بمعزة ونحوها أو بنحته أو بغسله وانما لم يكره لأنها لاتعبد بدون الرأس عادة۔

ولما رواهٔ احمد بن على قال كان رسول الله عليه صلى الله عليه وسلم فى جنازة فقال ايكم ينطلق الى المدينة فلايدع بها وثنا الا كسره ولاقبراً الا سوّاه ولا صورة الا لطنها...... فى الخلاصة وكذا لومحى وجه الصورة فهو كقطع الرأس۔

(وكذا فى الشامية) ٦٤٨/١ (وكذا فى الهندية) ١٠٧/١ (وكذا فى التاتارخانية) ٥٦٣/١۔ والله اعلم

موبائل کی تصویر کا حکم

موبائل فون کے ذریعہ تصویر کھینچنا اور کھنچوانا اور اس کو محفوظ کرنا، پھر خود دیکھتے رہنا یا ایک دوسرے کو دکھانا یہ عمل بھی شرعاً جائز نہیں، اس میں تصویر کشی کے گناہ الگ جو کہ حرام عمل ہے

پھر تصویر دیکھنا دکھانا بھی ناجائز ہے اس کے علاوہ فضول اور لایعنی عمل کا گناہ بھی ہے نیز اس کے ذریعہ خواتین کی تصویر کشی کر کے مزید گناہ کا بوجھ اپنے سر لیا جاتا ہے اس لیے تصویر کشی کے بارے میں وارد شدہ وعیدوں کو سوچ کر اس ناجائز عمل سے بچنا لازم ہے۔ یہ اسلام دشمن قوتوں کی چال ہے کہ مسلمانوں کو یاد الٰہی ذکر اللہ تسبیح تلاوت سے نکال کر تصویر کشی جیسے حرام کام یا موبائل گیم وغیرہ کھیل کود میں لگا دیا تا کہ اس طرح قیمتی اوقات ضائع ہوں۔

علامة اعراضه تعالیٰ عن العبد اشتغاله بما لا یعنیه

امام غزالی رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان سے اللہ تعالیٰ کے ناراض ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ لایعنی اور فضول کاموں میں مشغول رہے۔

خواتین کا درس

آج کل بعض خواتین میں قرآن کریم کے درس دینے کا رجحان پایا جاتا ہے جس کو بعض مرد بھی سنتے ہیں تو کیا خواتین کا اس طرح درس دینا اور مردوں کا خواتین کا درس کو سننا شرعاً کیا حکم ہوگا؟

اس مسئلہ کا جواب اس اصول پر مبنی ہے کہ عورت کی آواز ستر میں داخل ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں جامع خلاصہ وہ ہے جو حضرت مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے تفسیر معارف القرآن میں بیان فرمایا ہے، جو حسب ذیل ہے:

''کیا عورت کی آواز فی نفسہ ستر میں داخل ہے اور غیر محرم کو آواز سنانا جائز ہے؟ اس معاملہ میں حضرات ائمہ کا اختلاف ہے، امام شافعی کی کتب میں عورت کی آواز کو ستر میں داخل نہیں کیا گیا، حنفیہ کے نزدیک بھی مختلف اقوال ہیں، ابن ہمام رحمہ اللہ نے نوازل کی

روایت کی بناء پر ستر میں داخل قرار دیا ہے، اس لیے حنفیہ کے نزدیک عورت کی اذان مکروہ ہے، لیکن حدیث سے ثابت ہے کہ ازواج مطہرات نزول حجاب کے بعد بھی پس پردہ غیر محارم سے بات کرتی تھیں، اس مجموعہ سے راجح اور صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس موقع اور جس محل میں عورت کی آواز سے فتنہ پیدا ہونے کا خطرہ ہو، وہاں ممنوع ہے، جہاں یہ نہ ہو، جائز ہے، (جصاص) اور احتیاط اسی میں ہے کہ بلاضرورت عورتیں پس پردہ بھی غیر محرموں سے گفتگو نہ کریں۔

اس سے معلوم ہوا ہے کہ بوقت ضرورت بقدر ضرورت عورت کے لیے غیر محرم سے بات کرنا اور بات سننا جائز ہے اور بلاضرورت باتیں کرنا جائز نہیں۔ کسی عورت کے لیے مردوں کو درس قرآن دینے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ درس قرآن کے لیے مرد حضرات کی کمی نہیں اس لیے خواتین کے لیے مردوں کو درس دینے سے احتراز کرنا لازم ہے نیز مردوں کے ذمہ بھی لازم ہے غیر محارم خواتین کی باتیں بلاضرورت نہ سنیں۔ باقی کوئی خاتون جس کو شریعت کا معتد بہ علم حاصل ہو وہ صرف خواتین کو درس دیں تو اس کی گنجائش ہوگی۔

انٹرنیٹ کلب کا حکم

سوال: انٹرنیٹ کلب کی کمائی جائز ہے یا نہیں؟ تفصیل سے جواب دیں۔

الجواب باسم ملہم الصواب

انٹرنیٹ جدید دور کی ایک ایسی ٹیکنالوجی ہے جس سے مفید وار مضر، جائز اور ناجائز دونوں کام لیے جاسکتے ہیں۔ انٹرنیٹ بنیادی طور پر آلۂ لہو ولعب نہیں ہے، بلکہ مضر کاموں کے ساتھ ساتھ خبروں اور دوسری مفید اور جائز معلومات کے حصول کا ذریعہ بھی ہے، لیکن

چونکہ کیفے میں اس کا استعمال غالب بلکہ اغلب طور پر غلط اور ناجائز کاموں کے لیے ہوتا ہے اس لحاظ سے انٹرنیٹ کیفے کا کاروبار اور اس کی آمدنی جائز نہیں۔

قال فی التنویر وشرحہ: "لایصح الاجارۃ لأجل المعاصی، مثل الغناء والنوح والملاحی۔"

وقال ایضا: "وقدمنا ثمہ معزیا للنھر أن ماقامت المعصیۃ، بعینہ یکرہ بیعہ تحریما والا فتنزیھا۔" (رد المحتار مع الدر المختار: ٦/٥٥، ٣٩١)

البتہ اگر کسی کلب میں اس کا اہتمام کیا جائے کہ انٹرنیٹ ناجائز اور امور میں استعمال نہ ہونے دیا جائے تو جس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ عریانی، فحاشی وغیرہ ناجائز چیزوں پر مشتمل سائٹس کو مخصوص سافٹ ویئر کے ذریعے ختم کر دیا جائے اور یہ عمل وقتاً فوقتاً جاری رہے تا کہ نئی آنے والی غیر اخلاقی سائٹس ختم ہوتی رہیں۔ نیز کوئی نگران بذریعۂ کمپیوٹر سب کی نگرانی کرتا ہے جیسے ہی کوئی غلط استعمال شروع کرے، فوراً تنبیہ کر کے روک دے۔ نیز مرد اور عورتوں کے بیٹھنے کا انتظام بالکل الگ الگ ہو، آپس میں اختلاط نہ ہونے پائے، تو ایسی صورت میں انٹرنیٹ کلب کی آمدن حلال اور جائز ہوگی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

نظموں میں لفظِ ''اللہ'' اس طرح پڑھنا کہ ڈھول اور جھنکار کی آواز محسوس ہو

سوال: اگر نظموں میں لفظِ ''اللہ'' یا کسی اور ذکر اللہ کو اس طرح پڑھا جائے کہ وہ ذکر میوزک یعنی ڈھول اور جھنکار کی طرح محسوس ہو، جیسا کہ آج کل کے معروف نعت خواں حضرات اس کا کثرت سے استعمال کر رہے ہیں تو اس طرح ذکر اللہ جائز ہے یا نہیں؟ نیز ایسی نظموں کی کیسٹیں اور سی ڈیز کی خرید وفروخت اور ایسی نظمیں سننا جائز ہے یا نہیں؟

(عثمان احمد، جامعہ خلفائے راشدین)

جواب: درج ذیل وجوہ کی بناء پر مذکورہ انداز میں اللہ جل جلالہ کے اسم گرامی کو پڑھنا ناجائز اور حرام ہے۔

۱۔ اس میں فساق وفجار اور میراثی قوم کے افعال قبیحہ اور اعمالِ شنیعہ کے ساتھ مشابہت ہے، جن کو وہ اپنے فحش، گندے اور اخلاق وتہذیبِ اسلامی سے یکسر گرے ہوئے نغموں اور گانوں میں انجام دیتے ہیں۔

۲۔ تاتارخانیہ، بحر اور ہندیہ وغیرہ کی عبارات میں صراحۃً آلاتِ موسیقی کے ساتھ، تلاوتِ قرآن مجید کو کفر کہا گیا ہے اور تسبیح وتحمید اور دوسرے اذکار واوراد قراءۃِ قرآن کی نظیر ہیں۔ تو اگرچہ بعض نعت خواں حضرات حقیقت میں ذکر اللہ کے ساتھ آلاتِ موسیقی استعمال نہیں کرتے، مگر ایسے انداز میں پڑھتے ہیں کہ جس سے اچھا خاصا دھوکا ہوجاتا ہے کہ یہ آلاتِ موسیقی کے ساتھ پڑھا گیا ہے، نیز بعض نے بتایا ہے کہ اس سے مقصد ہی یہی ہے کہ لوگ اس کو موسیقی سمجھ کر موسیقی کا مزہ حاصل کریں، ایسی صورت میں اس کی شناعت مزید بڑھ جائے گی، کیونکہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ کے اسمِ اعظم کی توہین کا قوی اندیشہ ہے اور جس امر میں توہین کا ادنیٰ شبہ بھی ہو اس سے ہر مسلمان کے لیے بچنا ضروری ہے تاکہ اندیشہ کفر سے بھی بچا رہے۔

الحاصل اس قسم کی سی ڈی اور کیسٹیں تیار کرنا، خریدنا، بیچنا اور سننا ہرگز ہرگز درست نہیں۔

وقال في الهندية: وقراءة القرآن بالترجيع قيل: لاتكره، وقال اكثر المشايخ: تكره، ولاتحل لأن فيه تشبها بفعل الفسقة حال فسقهم، ولايظن أحد أن المراد بالترجيع المختلف المذكور اللحن لأن اللحن حرام بلاخلاف......

(الهندية: ۲/۲٦۷)

وقال العلامة ابن العلاء رحمه الله تعالىٰ: واذا قرأ القرآن على ضرب

الدف أو القصب فقد كفر۔ (التاتارخانية:٥/٣٣٣)

وقال العلامة محمود البخاري رحمه الله تعالىٰ فى "مسائل قراءة القرآن"...... والتسبيح والتحميد نظير القراءة ...... (المحيط البرهاني:٦/٣٨)

وقال رحمه الله تعالىٰ: أما اذا سبح على أنه يعمل عمل الفسق يأثم؛ كمن جاء الى آخر يشترى منه ثوبا، فلما فتح التاجر الثوب سبح الله تعالىٰ، أو صلى على النبي صلى الله عليه وسلم؛ أرادبه اعلام المشترى جودة ثوبه وذلك مكروه، فهذا كذلك۔ (المحيط البرهاني: ٦/٣٧)

وقال فى الهندية: حارس يقول: لااله الا الله أو يقول: صلى الله على محمد، يأثم۔ لأنه يأخذ لذلك ثمنا، بخلاف العالم اذا قال فى المجلس: صلوا على النبي، أو الغازي يقول: كبروا، حيث يثاب، كذا فى الكبرىٰ۔

موبائل ٹون میں موسیقی جائز نہیں

آج کل موبائل کے ٹون میں عموماً موسیقی استعمال ہونے لگی ہے اس میں شرعی نقطۂ نگاہ سے کئی قباحتیں ہیں:

(۱) گانے بجانے موسیقی سننے سنانے پرسخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صوتان ملعونان فى الدنيا والآخرة مزمار عند نغمة ونوحة عند مصيبة۔ (البزار/بيهقى)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ دوآوازیں دنیاوآخرت میں ملعون ہیں ایک گانے کے ساتھ راگ باجوں کی آواز دوسری مصیبت کے وقت چیخنے کی آواز۔

عن ابى هريرة رضى الله عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم قال: استماع الملاهى معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر۔

(قال فى الدرالمختار وغيره اى بالنغمة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گانا سننا گناہ ہے، اس کے پاس بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لذت حاصل کرنا کفر ہے۔

آگے ''درمختار'' وغیرہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ گانا سے تلذذ سے مراد اس کے نغمہ سے لذت حاصل کرنا ہے۔

وعن علی رضی اللّٰه عنه ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم نهیٰ عن ضربه الدف والطبل والصوت الزمارة۔ (کذا فی نیل الاوطار)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے ڈھول اور طبلہ بجانے اور بانسری کی آواز سننے سے۔ موجودہ زمانے کی موسیقی اسی میں داخل ہے۔

(۲) مسجد میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے سوا دوسرے دنیوی کام انجام دینا جائز نہیں خصوصاً گناہ کے کام، جبکہ موبائل ٹون میں موسیقی ہونے کی صورت میں کبھی مسجد کے اندر ہی موسیقی بجنی شروع ہوجاتی ہے، کتنے بڑے گناہ کی بات ہے۔ نیز اس سے دوسرے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے، جبکہ تلاوت کے ذریعہ بھی اگر کسی کی نماز میں خلل واقع ہوتو مسجد کے اندر تلاوت آہستہ کرنے کا حکم ہے تو موسیقی کے ذریعہ نماز میں خلل ڈالنا یا اس کا سبب بننا کس قدر قبیح حرکت ہے اس لیے موبائل میں کوئی سادے سی ٹون استعمال کیا جائے موسیقی والی ٹون سے اجتناب کیا جائے۔

جدید دور کے نوجوان

اس وقت دنیا جدید ایجادات کے دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے لیے کوشاں ہے، جو قوم اس میدان میں جس قدر آگے بڑھ گئی ہے اسی قدر ترقی یافتہ کہلاتی ہے اور جو قومیں اس میں قدم رکھ رہی ہیں اور ترقی یافتہ کہلانے والوں کے نقش قدم پر چلنے کی

کوشش کر رہی ہیں، انہیں ترقی پذیر قوم یا ممالک کا نام دیا جارہا ہے، یہ تمام دوڑ، دنیا کی چند روزہ عیش وعشرت کی خاطر ہے، ان تمام تر ترقیوں کا حاصل یہی دنیا ہے اس سے آگے کچھ نہیں اب اگر کوئی ان کے سامنے قرآن وحدیث، اسلامی تعلیمات، قبر کی زندگی، آخرت، جنت جہنم کا تذکرہ کرے کہ اس طرف بھی کچھ دھیان کریں، آخرت کو یاد کریں اس کے لیے تیاری کریں، اللہ تعالیٰ کی قوت وقدرت بہت بڑی ہے اللہ تعالیٰ آن واحد میں تمام ترقی کے دعوؤں کو خاک میں ملا سکتا ہے، تمام فلک بوس عمارتوں کو زمیں بوس کر سکتا ہے، وہی تمام مخلوقات کا خالق ومالک ہے۔

اس دنیا نے کسی کے ساتھ وفاداری نہیں کی، اپنے آباء واجداد کو یاد کرو ان کی قوت شان وشوکت کو یاد کرو، سکندر ودارا کی سلطنت کو قیصر وکسریٰ کی بادشاہت کو یاد کرو، ملک الموت کے آگے کسی کو پر مارنے کی ہمت نہ ہوئی سب کو زمین کے پیٹ میں جانا پڑا، قبر کی زندگی کے بعد قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی ہے اس کے لیے ابھی سے تیاری کرنے کا حکم ہے۔ آج کے نوجوان طبقے کے سامنے جب یہ باتیں کہی جاتی ہیں، پہلے تو سوچتے ہیں کہ یہ شخص شاید پاگل ہے اس کا ذہنی توازن خراب ہے۔

آخر کیا وجہ ہے؟ دنیا کے کاموں اور ترقیوں کو چھوڑ کر بس پانچ وقت مسجد کا چکر کاٹتا ہے شلوار ٹخنے کے اوپر رکھتا ہے، چہرہ پر داڑھی، حلال وحرام کی باتیں کرتا ہے، سود، جوا، سٹہ، انعامی بانڈز سے کتراتا ہے۔

بہت بڑے بڑے نفع کو حرام کہہ کر جوتے کی نوک سے ٹھکرا دیتا ہے، بچوں کو بھی حفظ قرآن اور دینی تعلیم کے حصول میں لگایا ہوا ہے، بیوی بچیوں کو کالج، پارک اور بازار سے دور رکھتا ہے۔

خود ہی کماتا ہے، خود ہی سودا سلف بھی لاتا ہے، ٹی وی، وی سی آر سے کوسوں دور رہتا

ہے، جب کسی تصویر پر یا ٹی وی، وی سی آر یا برہنہ عورت پر نظر پڑتی ہے تو نظر بچا کر نکل جاتا ہے۔

چھٹی کے دنوں میں پارکوں کے چکر کی بجائے، بزرگوں کے وعظ ونصیحت کی مجلس میں جا کر وقت گزارتا ہے۔

شادی بیاہ کے پرتکلف کھانوں کو صرف اس لیے چھوڑ دیتا ہے کہ وہاں مردوزن کا مخلوط ماحول ہے، نظریں بچانا، ایمان کی حفاظت کرنا مشکل ہے، پھر آج کا نوجوان ان ساری باتوں کو سننے دیکھنے کے بعد اس کے نقش قدم پر چلنے اسلامی تعلیمات کو اپنانے، اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری، آخرت کی فکر کی بجائے اپنے نفس کو یوں تسلی دیتا ہے کہ یہ مُلّا ہے، دقیانوس ہے پرانے خیالات کا آدمی ہے، چھوڑو اس ملا کو ہمیں تو ترقی کرنی ہے، یوں اپنے دل کو تسلی دے دیتا ہے۔

چلیں اب ترقی کی بات آ گئی ہے، تو کیا اسلامی تعلیمات دنیوی ترقی کی راہ میں میں حائل ہیں؟ یا اسلام میں ان جدید ایجادات سے فائدہ حاصل کرنا ہوائی جہاز پر سواری کرنا، ایٹمی وسائنسی میدان میں ترقی کر کے جدید ایجادات سے کام لینا، اسلامی حدود کے اندر رہتے ہوئے ان کفار سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا اور وطن وقوم کو فائدہ پہنچانا، ملت اسلامیہ کی خدمت کرنا ممنوع ہے؟

جواب ملتا ہے:

ہرگز نہیں، بلکہ اسلام تو یہ سکھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض کی پابندی کرو اور اسلام کے حدود میں رہتے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ خوب ہمدردی کرو اور حلال طریقہ پر زراعت تجارت اور دیگر پیشوں کو اختیار کرو اور ترقی کرو۔

بس اس میں سود، رشوت، جوا، جھوٹ، دھوکے، فریب، خیانت، ملاوٹ ان جیسی خرابیوں

سے بچو۔ کام چوری، سستی، غفلت یہ اسلامی مزاج کے خلاف ہے، اس طرح اسلام کی اشاعت میں ہر طرح سے معین و مددگار بنو، جان کی ضرورت پڑے تو جان، مال کی ضرورت پڑے تو مال پیش کرو، اپنے گفتار و کردار کو مثالی بناؤ۔

غرض یہ کہ جدید ایجادات سے فائدہ حاصل کرنا شرعاً ممنوع نہیں ہے، ہاں البتہ اس میں جو خلاف شرع باتیں ہیں، ان سے اجتناب کرنا ضروری ہے، مثلاً اس زمانہ کی نئی ایجادات میں سے ایک کمپیوٹر بھی ہے اس کے بہت سے فوائد ہیں اس کے ذریعے اشاعت دین کا خوب کام لیا جاسکتا ہے۔

اسی کا ایک شعبہ انٹرنیٹ بھی ہے اس کے ذریعہ بھی دین کی خدمت کی جاسکتی ہے لیکن ساتھ ہی اس کے بہت سے نقصانات بھی ہیں، بس آدمی انٹرنیٹ کھول کر بیٹھ جائے نہ نماز روزہ کی فکر، نہ کھانے کی فکر، نہ ماں باپ کی تابعداری نہ تعلیم کا شوق، بس صاحب بہادر انٹرنیٹ کا دلدادہ، اس کے سامنے دوزانوں ہوکر بیٹھ گیا، دنیا بھر کے فحاشی وعریانی کے پروگراموں سے دل بہلا رہا ہے۔

اب ظاہر بات ہے کہ اس کے حق میں یہ کمپیوٹر کے پروگرام سیکھنا نقصان دہ ہوا دین سے بھی گیا دنیا سے بھی۔ حاصل یہ ہے کہ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ استعمال کرنے کی شریعت نے اجازت دی ہے، لیکن اس میں تصویریں دیکھنے، گانا سننے، فحش فلمیں دیکھنے اور ڈرامہ سے دل بہلانے کی اجازت نہیں کیونکہ تصاویر، گانا وغیرہ دیگر فواحشات پر قرآن وحدیث میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، اس لیے ہر مسلمان کو اعتدال کے اندر رہتے ہوئے زندگی گزارنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کی پابندی کریں دنیا بھی بقدر ضرورت کمائیں اور آخرت کے لیے تیاری بھی کریں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین

موبائل فون میں تلاوت، نعت، اذان یا کوئی ذکر استعمال کرنے کی ممانعت

اب ایک رواج یہ ہو چلا ہے کہ موبائل ٹون میں کسی قاری کی تلاوت کا کوئی حصہ یا حمد ونعت کا کوئی حصہ، یا حرمین کی اذان وغیرہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اوراس کوثواب کا کام سمجھا جاتا ہے، جبکہ ذکر وتلاوت کا مقصد اللہ تعالیٰ کا حمد وثناء ہے ''ذکر اللہ'' کوکسی دوسرے مقصد کے لیے بطور آلہ استعمال کرنا شرعاً ممنوع اور ناجائز ہے۔ لہٰذا موبائل ٹون میں گھنٹی کی جگہ تلاوت لگانا یا نعت نظم اذان وغیرہ استعمال کرنا جائز نہیں اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

قال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالىٰ: في اخر كتاب الحظر والاباحة قد كرهوا، والله اعلم ونحوه لاعلام ختم الدرس حين يقرر۔

وفي الشامية تحت (قوله ونحوه) كان يقول وصلى الله على محمد (قوله لاعلام ختم الدرس) اما اذا لم يكن اعلاماً بانتهائه لايكره لانه ذكر وتفويض بخلاف الاوّل استعمله آلة للاعلام ونحوه اذا قال محلا ويوقروه، واذا قال الحارس: لااله الا الله ونحوه ليعلم باستيقاظه فلم يكن المقصود الذكر اما اذا اجتمع القصد ان يعتبر الغالب كمااعتبر في نظائره۔ (ردالمحتار: ص۲۷۷، ج۵)

واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

احسان اللہ شائق عفا اللہ عنہ
دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی
۱۴۲۵/۶/۱۲ھ

خاتمہ بالخیر

انسان کو ہر وقت یہ دھیان اور خیال رکھنا چاہیے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے، مجھے ہر کام اللہ تعالیٰ کے حکم اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر انجام دینا لازم ہے۔

دل میرا شاکر و قانع رہے، زبان میری ذاکر رہے، دنیا کی کوئی دولت کوئی تعلق اللہ تعالیٰ کی یاد سے نہ ہٹا سکے، ہر وقت دھیان اللہ تعالیٰ پر جمائے رکھے۔

ہمہ شہر پر زخون منم وخیال ما ہے
چہ کنم چشم یک بین نکند بکس نگا ہے

یعنی دنیا میں مختلف لوگوں کے مختلف محبوب ہیں لیکن میری چشم یک بین میں محبوب حقیقی کے سوا دوسرے کی کوئی گنجائش نہیں۔

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پر سب گھر بار لٹا دوں خانۂ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم میں تیرے دل شاد رہے
اپنی نظر سے سب کو گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے
اک ہوک سی دل سے اٹھتی ہے اک درد سا دل میں ہوتا ہے
میں راتوں کو اٹھ کر روتا ہوں، جب سارا عالم سوتا ہے

حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک بزرگ کا قصہ بیان فرماتے ہیں:

بسودائے جانان زجان مشتغل
بذکر حبیب از جہاں مشتغل
بیاد حق از خلق بگریختہ
چنان مست ساقی کہ مئی ریختہ

یعنی ذکر محبوب میں ایسے محو اور ایسے مست کہ خود اپنا ہی ہوش نہیں جس کو اپنی جان کا ہوش نہ ہو اس جہاں کا ہوش کہاں سے ہوگا۔

بس ایک بجلی سے پہلے کوندی پھر آگے کوئی خبر نہیں ہے
مگر جو پہلو کو دیکھتا ہوں تو دل ہے جگر نہیں ہے
اے عشق مبارک تجھ کو ہو اب ہوش اڑائے جاتے ہیں
جو ہوش کے پردے میں تھے نہاں وہ سامنے آئے جاتے ہیں
جب اس طرح چوٹ پہ چوٹ پڑے ویرانی دل کیونکر نہ بڑھے
اٹھ اٹھ کر پچھلی راتوں میں کچھ تیر لگائے جاتے ہیں

حضرت جامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حقا کہ درجان فگارو چشم بیدارم توئی
ہرچہ پیدا می شود از دور پندارم توئی

یعنی اے میرے محبوب! میری جان میں بھی تو ہی بسا ہوا ہے اور میری آنکھ میں بھی تو ہی بسا ہوا ہے اور اتنا بسا کہ جس چیز پر نظر پڑتی ہے، اس میں تیرا ہی جلوہ نظر آتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ بس تو ہی ہے۔

جبکہ اہل اللہ پر اللہ کے دھیان کا غلبہ اس قدر ہوتا ہے کہ ان کا خیال ہوتا ہے کہ اگر ذرا سی دیر کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے دھیان ہٹ گیا تو وہ موت کا وقت ہوگا ؎

دم رکا سمجھو اگر دم بھر بھی یہ ساغر رکا
میرا دور زندگی ہے یہ جو دور جام ہے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ کیفیت عطاء فرمائے، جن کو یاد الٰہی کی یہ لذّت حاصل ہو جاتی ہے ان کے سامنے دنیا کی لذتوں کی کیا حقیقت ہے، یعنی ان کو پھر دنیا کی کسی چیز میں لذت نہیں آتی وہ اسی لذت میں مست رہتے ہیں:

تری نگاہ کے مجروح اور بھی ہیں کئی

کسی کے دل میں رہی اور کسی کے پار گئی
مگر مجھ سے ہی کی تو نے ترک بات نئی
درون سینۂ من زخم بے نشان زدئی
بحیر تم کہ عجب تیر بے کمان زدئی

بس انسان کو اللہ تعالیٰ سے ایسے تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، یہ تعلق کیسے پیدا ہوگا، جب اہل تعلق سے تعلق پیدا کریں گے تو تعلق مع اللہ پیدا ہوگا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللّٰہ و کونوا مع الصادقین۔

ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور صادقین کی صحبت میں رہ پڑو۔

یعنی وہ افراد جن کے عمل علم کے مطابق ہیں، خود تقویٰ سے ان کا دل معمور ہے، ان کی صحبت اختیار کی جائے، ان کے حالات اور معاملات کو دیکھنے اور سننے سے خود بخود وہ حالات اپنے اندر بھی پیدا ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اپنے نیک بندوں کی صحبت نصیب فرمائے، ذکر و شغل کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی اتنی سی محبت عطاء فرمائے کہ اللہ تعالیٰ کی ادنیٰ سے ادنیٰ نافرمانی کے تصور سے بھی شرم آنے لگے۔

وصلی اللّٰہ علیٰ خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

بندہ احسان اللہ شائق عفا اللہ عنہ
خادم افتاء وتدریس، جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی
یکم محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

بعثت بکسر المزامیر

میں مزامیر (یعنی گانا بجانے کے آلات) کوتوڑنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔(الحدیث)

گانا بجانا
قرآن وحدیث کی روشنی میں

کلمات تبرک

حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ شیخ صاحب دامت برکاتہم ،سابق شیخ الحدیث وصدر مفتی جامعہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی نمبر۲، کراچی

الحمدللّٰہ و کفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

میں نے عزیزی مولانا احسان اللہ شائق صاحب کی کتاب ’’گانا بجانا قرآن وسنت کی روشنی میں‘‘ کا بغور مطالعہ کیا۔ ماشاء اللہ مولانا موصوف نے بڑی کاوش سے موضوع کے مطابق احادیث سے چنا ہے اس پر مزید یہ کہ سوال وجواب کی شکل میں گانا بجانے کے متعلق مسائل کو واضح کیا اور عامۃ الناس کی رہنمائی کی تاکہ احادیث سے خوف خداوندی پیدا ہو اور سوالات کے جوابات پر عمل کیا جائے اور کتاب عام فہم بھی رہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو نافع اور قبول فرمائے۔آمین

حبیب اللہ شیخ
مقیم حال جامعہ حمادیہ کراچی

عرض مولف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم اما بعد

اس وقت دنیا میں گانا بجانا کس قدر عام ہوگیا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے حتیٰ کہ اب اس کی برائی وقباحت بھی دل سے نکلتی جارہی ہے اس کے گناہ عظیم ہونے کا تصور ہی ختم ہوتا جا رہا ہے نہ گانا کے شوقین اپنے کو گناہ گار سمجھتے ہیں نہ ہی دوسرے لوگ اس گناہ سے روکتے ہیں۔ ٹی وی، وی سی آر ویڈیو فلموں نے ہر گھر کو سینما گھر بنا دیا ہے۔ ہمارے مسلمان گھرانے کے نوجوان گانا بجانے کے ایسے دلدادہ نظر آتے ہیں کہ ان کو دیکھ کر غیر مسلم معاشرہ بھی شرما جائے۔ حالانکہ قرآن وحدیث میں گانا بجانے پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ مسلمان نوجوانوں کی اس بے راہ روی کو دیکھتے ہوئے بندہ کے دل میں بارہا یہ خیال پیدا ہوا کہ گانا بجانے کی حرمت پر آیات قرآنی واحادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گلدستہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے نام پر کام شروع ہوا، گانے کی حرمت پر آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گرانقدر مجموعہ تیار ہوا۔ اس کے ساتھ صحابۂ کرام کے آثار اور جلیل القدر ائمہ کرام کے اقوال اور گانا سننے سے متعلق بعض لوگوں کے شبہات کے جوابات اسی طرح قوالی کے متعلق بعض غلط فہمیوں کا ازالہ، عرس اور قوالی کے نام پر ساز باجا، طبلہ، سارنگی اور شراب نوشی کی محفل جما کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی سازشوں کا تعاقب، نیز بعض نام نہاد عاشقان رسول جو نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ڈھول باجا شامل کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں اس پر تنبیہ کہ یہ عشق رسول کے نام پر دین کو بدنام کرنے کی ایک ناپاک جسارت ہے، نیز گانے بجانے

کے متعلق جدید مسائل کے شرعی احکام اس کے ساتھ چند عبرتناک واقعات بھی درج ہیں کہ گانا سننے سنانے اور اس کو بطور پیشہ کے اختیار کرنے اور اس کو عام کرنے کے اخروی نقصانات کے علاوہ دنیوی نقصانات کتنے ہیں۔ ٹی وی دیکھتے ہوئے کتنی قیمتی آنکھیں ضائع ہوئیں، کتنے لوگ اسی طرح اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے، قوم کو اس سے ا تا عی وانفرادی کتنے نقصانات اٹھانا پڑے اور اس کے علاوہ بہت کچھ۔ یہ رسالہ اس سے پہلے بھی بار ہا شائع ہو چکا ہے اور بحمد اللہ اس رسالہ کے ذریعہ بہت سے گم گشتہ راہ کو ہدایت ملنے کی بھی اطلاع ملی ہے اب اس میں مزید کچھ مفید اضافہ کیا گیا۔ اب یہ اضافہ شدہ ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس محنت کو اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازے۔ میرے والدین اور اساتذۂ کرام اور دیگر معاونین کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

بندہ احسان اللہ شائق عفا اللہ عنہ
خادم افتاء وتدریس جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی
۱۳/ذی قعدہ ۱۴۲۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم اما بعد

اللہ پاک نے انسان کو بہت مختصر سے وقت کے لیے دنیا میں بھیجا ہے اس کا اصل ٹھکانہ عالم آخرت ہے وہاں پر ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے وہاں کبھی موت واقع نہ ہوگی۔ جس نے دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کے لیے تیاری کر لی اپنے اعمال، اخلاق وکردار کو درست کرلیا، حلال وحرام کو پہچان کر حلال کو اختیار کیا۔ حرام سے پرہیز کیا، اللہ تعالیٰ نے جن کاموں سے منع فرمایا ان سے کنارہ کش رہا وہی انسان کامیاب ہے اس کی اخروی زندگی اچھی ہوگی وہ آخرت میں خوش وخرم ہوگا۔ ناز ونعمت کی زندگی بسر کرے گا۔ اس کے برخلاف جس نے دنیا ہی کو مقصد حیات بنالیا اس کے لیے کوشش کرتا رہا، حلال وحرام میں امتیاز نہیں کیا اور اپنے اوقات کو کھیل کود، لہو ولعب میں اور فضول وبے کار کاموں میں ضائع کر دیا اس کی آخرت کی زندگی بہت ہی بری ہوگی، آخرت میں اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا۔ وہ عذاب کی چکی میں پسے گا، تکلیف میں مبتلا ہوگا۔ اب جو لوگ گانا بجانے اس کے سننے سنانے میں مشغول رہتے ہیں، ان کو سوچنا چاہیے کہ وہ اپنی زندگیوں کو کس قدر برباد کر رہے ہیں وہ قیامت کے دن اللہ رب العزت کو کیا جواب دیں گے ان کی آخرت کی زندگی کتنی بری ہوگی؟ وہاں پہنچ کر تو زندگی کے ایک ایک لمحہ کا حساب دینا ہوگا، جو وقت گانے سننے سنانے میں صرف ہو رہا ہے، محض بے کار ضائع ہو رہا ہے۔ نہ دین کا نہ دنیا کا، یہی وجہ ہے کہ

گانے بجانے کی حرمت پر آیات قرآنیہ

گانا بجانا تو باتفاق امت حرام ہے قرآن وحدیث میں اس پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن الناس من یشتری لهوا الحدیث لیضل عن سبیل الله بغیر علم ویتخذها هزوا، اولئك لهم عذاب مهین۔ (لقمان: ٦)

''ایک وہ لوگ ہیں کہ خریدار ہیں کھیل کی باتوں کے تاکہ اللہ کی راہ سے بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے اور اس کی ہنسی اڑادے ایسے لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔''

(معارف القرآن)

اس کی تفسیر میں حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ امام قرطبی نے نقل فرمایا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے یہی منقول ہے کہ یہ آیت گانے بجانے اور لغو کہانیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (قرطبی: ج۱۴، ص۵۱)

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ عکرمہ، سعید بن جبیر، مجاہد، مکحول، عمرو بن شعیب، علی بن بذیمہ اور حسن بصری رحمہم اللہ (علماء تابعین) سے بھی یہی منقول ہے کہ یہ آیت غناو مزامیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: ج۳، ص۴۴۲)

اور جو گانا تحریک اصوات اور تحسین کے ساتھ برعایت قواعد موسیقی ہو وہ بالاتفاق حرام ہے۔ غرض یہ کہ اس آیت میں لہو الحدیث سے قصے کہانیاں اور گانے بجانے کا سامان مراد

ہے۔ جیسے باجا، بانسری، موسیقی ستار، سارنگی، خرافات ومضحکہ خیز باتیں ناول وافسانہ جات اور گانے بجانے والی لڑکیاں یہ سب چیزیں لہوالحدیث کے عموم میں داخل ہیں اور یہ سب چیزیں باجماع صحابہ وتابعین وباتفاق ائمہ مجتہدین حرام ہیں جن کے حرام ہونے میں ذرہ بھر شبہ نہیں اور گانا بجانا تو تمام ادیان وملل میں حرام رہا ہے۔ یہ نفسانی وشہوانی چیزیں کسی دین میں کبھی جائز نہیں ہوئیں اور غناو مزامیر کی حرمت میں بے شمار احادیث آئی ہیں۔ جن کو علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے ''کتاب الزواجر'' میں ذکر کیا ہے اور جاننا چاہیے اس قسم کے ہفوات وخرافات سے بھرے ہوئے ناولوں اور افسانوں کا پڑھنا بلاشبہ حرام ہے اور جبکہ اس سے مقصود حق کی طرف کان لگانے اور قرآن سننے سے روکنا ہوتو بلاشبہ کفر ہے۔ دشمنان اسلام کا طریقہ یہی ہے کہ حق بات کو توجہ کے ساتھ سننے سے باز رکھنے کے لیے کوئی نہ کوئی مشغلہ نکال کھڑا کرتے ہیں اور حق کا مذاق اڑاتے ہیں اور جن کو حق بات سنانے کی کوشش کی جاتی ہے تو ناک بھوں چڑھاتے ہیں گویا کہ انہوں نے کچھ سنا ہی نہیں اور مغرورانہ گردن ہلاتے ہوئے چلتے ہوجاتے ہیں۔ ان آیتوں میں اللہ پاک نے اس قسم کے لوگوں کا حال بیان کیا اور وعید وعذاب کی بشارت دی۔ (معارف القرآن کاندھلوی رحمہ اللہ: ج ۵، ص ۴۲۳)

شان نزول

مفسرین نے قرآن کریم کی اس آیت کا شان نزول ایک خاص واقعہ کو قرار دیا ہے کہ نضر بن حارث مکہ مکرمہ میں کافروں کا ایک سردار تھا، جب اس نے اور اس کے ساتھیوں نے محسوس کیا کہ قرآن کریم تو بہت ہی پراثر کتاب ہے، جو شخص بھی اس کی طرف کان لگاتا ہے، توجہ کے ساتھ سنتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گرویدہ ہوجاتا ہے اور اس کی

زندگی میں تبدیلی آنے شروع ہو جاتی ہے، وہ آبائی رسم ورواج کفر وشرک بت پرستی سے توبہ تائب ہو کر دین اسلام کو قبول کر لیتا ہے، لہٰذا کوئی ایسا طریقہ اپنانا چاہیے کہ لوگوں کو قرآن کریم سننے سنانے سے روکا جاسکے اس طرح وہ دین اسلام سے دور رہیں گے، کفر وشرک پر قائم رہیں گے، چنانچہ وہ کسریٰ، رستم اسفندر وغیر شاہان فارس کے قصے خرید کر لے آیا، نیز گانے والی ایک لونڈی بھی خرید کر لایا اب اس نے یہ طریقہ اپنایا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم سنا کر خلق خدا کو دین کی دعوت دیتا، ان کے قلوب کو اللہ تعالیٰ کی عظمت ومحبت کی طرف مائل کرتے تو یہ بد بخت قریب جا کر دوسری مجلس قائم کرتا اور لوگوں سے کہتا کہ دیکھو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں عاد وثمود کے واقعات سناتے ہیں، میں تمہیں ان سے بہتر رستم اور اسفندیار جیسے لوگوں کے قصے سناتا ہوں، نیز محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہین قرآن سنا کر نماز پڑھنے، روزہ رکھنے کا حکم دیتے ہیں اپنی خواہشات ولذات سے منع کرتے ہیں، جس میں جان کی تکلیف ہی تکلیف ہے، آؤ تم گانا سنو اور جشن مناؤ، ناچ گانے کی محفل میں بیٹھ کر دل بہلاؤ، اس حربہ سے بہت سے وہ لوگ جو پہلے قرآن سنا کرتے تھے اور قرآن کریم کے اعجاز فصاحت بلاغت اور دلوں میں نرمی پیدا کرنے والے اثرات سے متاثر ہو رہے ہیں، وہ اس کی طرف چلے گئے اور انہوں نے قرآن سننا چھوڑ دیا (تفسیر در منثور از ابن عباس رضی اللہ عنہ) بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس بد بخت کو ناکام فرمایا قرآن کریم کی حقانیت لوگوں پر واضح ہوئی۔ اس زمانے میں جو لوگ گانے بجانے کو عام کرنے اور اس کو فروغ دینے کے لیے کوشاں ہیں، ٹی وی، وی سی آر، کیبل، سینما، ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ گانا سننے سناتے ہیں یا کسی بھی شکل میں کھیل کو دیگر لہولعب میں مبتلا رہتے ہیں ان کو اپنے بارے میں سوچنا چاہیے کہ ہمارے اس عمل پر ہم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع

کررہے ہیں یا بدبخت نضر بن حارث، ابوجہل، ولید بن عتبہ جیسے ملعون کافروں وغیرہ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں، اللہ تعالیٰ سمجھ نصیب فرمائے۔ دین پر چلنے کی توفیق دے۔

گانا سننا اور سنانا شیطانی آواز ہے

واستفزز من استطعت بصوتك الاية۔ (۱۷-٦٤)

''اور پھسلائے ان میں سے جس کو تو پھسلا سکے۔''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں شیطانی آواز سے گانا بجانا مراد ہے، امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ (اے ابلیس!) تو انہیں کھیل تماشوں اور گانے بجانے کے ساتھ مغلوب کر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ہر وہ آواز مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف دعوت دے۔ یہی قول حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا ہے اسی کو مفسر قرآن ابن جریر رحمہ اللہ نے اختیار فرمایا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: ج ۳، ص ۵۰)

گانا بجانا بیہودہ کام ہے

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والذین لا یشهدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراما۔ (۲۵-۷۲)

''اور وہ بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور اگر بیہودہ مشغلوں کے پاس ہو کر گزریں تو سنجیدگی کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔''

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''زور'' کے معنی گانا بجانا ہے (احکام القرآن) اور

حضرت محمد بن حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ بیہودہ باتوں اور گانے بجانے کی مجلس میں شامل نہیں ہوتے۔(معالم التنزیل: ج ۴، ص ۲۵۱)

ابن جریر رحمہ اللہ مختلف اقوال کو جمع کر کے فرماتے ہیں سب سے صحیح قول یہ ہے کہ یوں کہا جائے: وہ (رحمٰن کے بندے) کسی قسم کے باطل کام میں شریک نہیں ہوتے۔ نہ شرک میں اور نہ گانے بجانے میں اور نہ جھوٹ میں اور اس کے علاوہ بھی کسی ایسے عمل میں جس پر ''زور'' کا اطلاق ہو، شریک نہیں ہوتے۔ (بلکہ ان سے اجتناب کرتے ہیں)

گانا بجانے کی حرمت پر احادیث مبارکہ

(۱)...... عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ حرم الخمر والمیسر والکوبۃ وکل مسکر حرام۔ (رواہ احمد وابوداؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب، جوئے، طبلہ اور سارنگی کو حرام کیا اور فرمایا ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔(مسند احمد)

گانے سے لذت حاصل کرنا حرام ہے

(۲)...... عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ عنہ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: استماع الملاھی معصیۃ والجلوس علیھا فسق والتلذذبھا کفر۔ (قال فی الدر المختار وغیرہ ای بالنغمۃ) (کما فی نیل الاوطار)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گانا سننا گناہ ہے اور اس کے پاس بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لذت حاصل کرنا کفر ہے، پھر آگے درمختار وغیرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ گانا سے تلذذ سے مراد ہے اور

اس کے نغمہ سے لذت حاصل کرنا ہے۔

گانے کے آلات توڑنا

(۳)...... وعن علی رضی اللّٰه عنه ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال: بعثتُ بکسر المزامیر۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں مزامیر (یعنی گانا بجانے کے آلات) کو توڑنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔

ڈھول طبلہ بجانے کی ممانعت

(٤)...... وعن علی رضی اللّٰه عنه ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم نهی عن ضرب الدف والطبل والصوت الزمارة (کذا فی نیل الاوطار)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ڈھول اور طبلہ اور بانسری کی آواز سننے سے۔ یعنی موجودہ زمانے کی موسیقی اسی میں داخل ہے۔ اس کی کوئی بھی قسم ہو چاہے موبائل کی گھنٹی یا خبروں سے پہلے بجنے والا ساز وغیرہ ذالک)

گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے

(٥)...... وعن ابن مسعود رضی اللّٰه عنه ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال: الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل۔

(رواہ البیهقی وابن الدنیا و ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گانا دل میں نفاق کو یوں اگاتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو اگاتا ہے۔

گانا بجانے اور سننے پر سخت وعیدیں

(٦)...... وعن ابی مالك الاشعری رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه علیه وسلم لیشربن ناس من امتی الخمر یسمونها بغیر اسمها یعزف علی رؤسهم بالمعازف والمغنیات یخسف اللّٰه بهم الارض ویجعل اللّٰه منهم القردة والخنازیر۔ (رواه ابوداؤد، ابن ماجه، ابن حبان)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ شراب کو اس کا نام بدل کر پئیں گے اور ان کے سامنے معازف ومزامیر کے ساتھ عورتوں کا گانا ہوگا، اللہ تعالیٰ ان کو زمین کے اندر دھنسا دے گا اور بعض کی صورتیں مسخ کر کے بندر اور سور بنا دے گا۔ (ابن ماجہ، ابوداؤد)

گانا سننے والوں کے چہرے مسخ ہو جائیں گے

(۷)...... وعن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال: سخ قوم من امتی فی آخر الزمان قردة والخنازیر قالوا یا رسول اللّٰه المسلمون هم؟ (قال نعم یشهدون ان لااله الا اللّٰه وانی رسول اللّٰه ویصومون، قالوا فمابالهم یا رسول اللّٰه؟ قال اتخذوا المعازف والقینات والدفوف وشربوا هذه الاشربةفباتوا علی شرابهم ولهوهم فاصبحوا وقدمسخوا۔ (رواه مسدد وابن حبان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانہ میں میری امت کے کچھ لوگوں کی صورتیں مسخ کر کے بندر اور سور بنا دیا جائے گا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا وہ مسلمان ہی

ہوں گے؟ تو ارشاد فرمایا کہ ہاں وہ اس بات کی گواہی دینے والے ہوں گے کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں (یعنی مسلمان ہوں گے) اور روزہ بھی رکھتے ہوں گے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر ان کا قصور کیا ہوگا؟ تو ارشاد فرمایا کہ وہ گانے بجانے کے آلات اور گانے بجانے والی عورتوں اور ڈھول باجے بجانے میں مشغول ہوں گے اور شراب پیا کریں گے۔ وہ رات اسی طرح شراب پینے اور دوسرے کھیل کود میں گزار دیں گے جب صبح کو اٹھیں گے تو ان کے چہرے مسخ ہو چکے ہوں گے۔

گانے کا فروغ قیامت کی نشانی ہے

روی عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اتخذوا الفئی دولا والامانة مغنما۔ والزكاة مغرما۔ وتعلم لغير الدين واطاع الرجل امرأته وعق امه، وادنى صديقه واقصى اباه وظهرت الاصوات فی المساجد وساد القبلة فاسقهم وكان زعيم القوم ارذلهم واكرم الرجل مخافة شره۔ وظهرت القيان والمعازف وشربت الخمور ولعن اخر هذه الامة اولها فليرتقبوا عند ذلك ريحا حمراء وزلزلة وخسفا ومسخا وقذفا وايات تتابع كنظام بال قطع سلكه فتتابع بعضه بعضا۔ (رواه الترمذی وقال هذا حديث غريب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مال غنیمت کو شخصی دولت بنا لیا جائے اور جب لوگوں کی امانت کو مال غنیمت سمجھ لیا جائے اور جب زکوٰۃ کو ایک تاوان سمجھا جانے لگے اور جب مرد اپنی بیوی کی اطاعت اور ماں کی نافرمانی کرنے لگے اور دوست کو اپنا قریب کرے اور باپ کو دور رکھے اور مسجدوں

میں شور وغل ہونے لگے اور قبیلہ کا سرداران کا فاسق بدکار بن جائے۔ جب قوم کا سرداران میں ارذل بدترین آدمی ہو جائے اور جب آدمی کی عزت اس کے شر سے بچنے کے لیے ہو اور جب گانے والی عورتوں اور باجوں گاجوں کا رواج عام ہو جائے اور جب شرابیں پی جانے لگیں اور اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کرنے لگیں تو اس وقت تم انتظار کرو ایک سرخ اندھی کا اور زلزلہ کا اور زمین حسف ہو جانے اور صورتیں مسخ ہو جانے کا اور قیامت کی ایسی نشانیوں کا جو یکے بعد دیگرے اس طرح آئیں گی جیسے ہار کی لڑی ٹوٹ جائے اور اس کے دانے بیک وقت بکھر جاتے ہیں۔ (ترمذی)

اب غور فرمائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن گناہوں پر تنبیہ فرمائی ان کے عام ہونے پر آسمانی عذاب نازل ہوں گے۔ ان میں سے ایک گناہ گانے بجانے کے آلات طبلہ ساز سارنگی وغیرہ سے دل بہلانا بھی ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے حالات سے باخبر رہیں اور گناہوں سے بچنے بچانے کا پورا اہتمام کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ کا عمومی عذاب نازل ہو جائے توبہ کا بھی موقع نہ ملے۔ الحفیظ والامان

گانا بجانے والی کی نماز قبول نہیں ہوگی

(۸)...... وعن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنه ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم سمع رجلاً یتغنی من اللیل فقال لاصلوٰۃ له لا صلوٰۃ له۔ (نیل الاوطار)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت ایک شخص کو گانا گاتے ہوئے سنا تو دو مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اس کی نماز قبول نہیں، اس کی نماز قبول ہیں۔

گانا سننے والوں کے کانوں میں سیسہ ڈالا جائے گا

(۹)...... عن انس رضی اللّٰہ عنه ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: من قعد الیٰ قینة یستمع منها صب اللّٰہ فی اذنیه الانك یوم القیامة۔

(رواہ ابن صصری فی امالیه وابن عساکر فی تاریخه)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ جوشخص گانے والی عورت کے پاس گانا سننے کی غرض سے بیٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گانے کی آواز سن کر کانوں میں انگلی ڈال لینا

(۱۰)...... وعن نافع ان ابن عمر رضی اللّٰہ عنهما سمع صوت زمارة راع فوضع اصبعیه فی اذنیه وعدل راحلته عن الطریق وهو یقول یانافع اتسمع؟ فاقول نعم فمضی حتی قلت لافرفع یده وعدل راحلته الی الطریق وقال رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم سمع زمارة راع فصنع مثل هذا۔

(رواہ احمد وابوداؤد، و ابن ماجه)

حضرت نافع رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک چرواہے سے بانسری (یعنی موسیقی) کی آواز سنی تو فوراً اپنے دونوں کانوں کے اندر انگلی ڈال لی اور سواری راستہ سے ایک طرف ڈال دی اور مجھ سے پوچھتے جاتے اے نافع گانے کی آواز سنائی دے رہی ہے؟ میں ہاں کہتا تو وہ چلتے جاتے یہاں تک کہ میں نے کہا اب آواز سنائی نہیں دے رہی ہے۔ تب انہوں نے کان سے انگلیاں نکال لیں اور سواری کو دوبارہ راستہ پر ڈال دیا۔ اور پھر فرمایا کہ میں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ

انہوں نے ایک چرواہے سے بانسری کی آواز سنی تو اسی طرح کیا جو میں نے کیا (یعنی کانوں میں انگلی ڈال لی)

گانا گانے کی اجرت حرام ہے

(۱۱)...... عن عمر رضی اللہ عنه مرفوعاً ثمن القينة سحت وغنائها حرام۔ (نيل الاوطار بحواله طبرانی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ گانے والی عورت کی اجرت حرام ہے اور اس کا گانا بھی حرام ہے (یعنی گلوکار، گلوکارہ اور اداکار یا اداکارہ وغیرہ ان کی کمائی حرام ہے)

نوٹ: موجودہ زمانہ کے قوالی جس کے ساتھ ساز باجا ہوتا ہے اس کی اجرت کا بھی یہی حکم ہے۔

گانے کے سامان کی تجارت کی ممانعت

(۱۲)...... وعن علی رضی اللہ عنه قال نهی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عن المغنيات والنواحات وعن شرائهن وبيعهن والتجارة فيهن قال وكسبهن حرام۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجه)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا گانے اور نوحہ کرنے والی عورتوں سے (یعنی ان کے پاس بیٹھنے سے) اور ان کی خرید وفروخت کرنے سے اور ان کی تجارت کرنے سے اور فرمایا ان کی کمائی حرام ہے۔ (ترمذی)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس جگہ پر گانے بج رہے ہوں وہاں بیٹھنا جائز نہیں، چاہے کسی کا گھر ہو یا کوئی شادی بیاہ کی تقریب اسی طرح گانے بجانے کے آلات،

ٹی وی، وی سی آر وغیرہ خریدنا بیچنا یا ان کی تجارت کرنا بھی جائز نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گانا گانے کو پیشہ بنانے کی اجازت سے انکار

(۱۳)...... وعن صفوان ابن امية أن عمرو بن قرة قال: كتبت على الشقوة فلاارى ارزق الامن دن فاذن لى فى الغناء من غير فاحشة فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم لااذن لك فلا كرامة ولا نعمة عين كذبت اى عدوالله، لقدرزقك الله حلالا طيبا واخترت ماحرم الله عليك من رزقه مكان ماحل الله لك من حلاله۔ (رواه البيهقى والطبرانى والديلمى فى حديث طويل۔ وفيه واعلم ان عون الله مع صالحى التجار)

صفوان بن امیہ روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن قرہ نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا مجھ پر بدبختی لکھ دی گئی ہے کہ مجھے شراب فروشی کے علاوہ کسی اور طریقہ سے روزی نہیں مل سکتی۔ لہٰذا مجھے ایسے گانا گانے کی بھی اجازت دے دیں جس میں فحش باتیں شامل نہ ہوں (یعنی تاکہ میں اس کو کو بھی ذریعہ معاش بناؤں) تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا کہ تجھے ہرگز اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔ نہ تجھے کبھی اس کام میں عزت نصیب ہو نہ تیری آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہو۔ اے اللہ کے دشمن تو جھوٹ بولتا ہے، اللہ تعالیٰ نے تجھے پاکیزہ حلال روزی عطا فرمائی ہے۔ تو نے اللہ تعالیٰ کی حلال روزی کو چھوڑ کر حرام روزی کو اختیار کیا ہے۔ دوسرے کتب میں اتنا اضافہ اور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد نیک اور صالح تاجروں کے ساتھ ہے (یعنی حلال ذریعہ معاش اختیار کرنے والوں کے ساتھ)

گانا موسیقی کومٹانا بعثت نبوی کے مقاصد میں شامل ہے

(۱۴)...... قال رسول اللّٰہ علیه وسلم: ان اللّٰہ عزوجل بعثنی هدی ورحمة للمؤمنین وامرنی بمحق المزامیر والاوتار والصلیب وامر الجاهلیة۔

(احمد وابوداؤد الطیالسی)

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کے لیے ہدایت ورحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے اور باجے، شرکیہ تعویذ گنڈے، صلیب اور زمانہ جاہلیت کے غلط کاموں کے مٹانے کا حکم فرمایا ہے۔

دوملعون آوازیں

(۱۵)...... قال رسول اللّٰہ علیه وسلم صوتان ملعونان فی الدنیا والآخرة مزمار عند نعمة ونوحة عند مصیبة (البزار، بیهقی)

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ دوآوازیں دنیا وآخرت میں ملعون ہیں ایک گانے کے ساتھ راگ باجوں کی آواز دوسری مصیبت کے وقت چیخنے کی آواز۔

گانے سے پرہیز کرنے والوں کے لیے بشارت

(۱۶)...... وعن ابن عباس رضی اللّٰہ عنه ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: اذا کان یوم القیامة قال اللّٰہ عزوجل: این الذین یتنزهون اسماعهم وابصارهم عن مزامیر الشیطان؟ میزوهم فیمزوهم فی کتب المسك العنبر ثم یقول لملائکته اسمعوهم من تسبیحی وتمجیدی فیسمعون باصوات لم یسمع السامعون مثلها (اخرجه الدیلمی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ خود اعلان فرمائیں گے، کہاں ہیں وہ لوگ جو اپنے کانوں اور آنکھوں کو مزامیر شیطان (یعنی گانا گانے والی عورتوں اور ڈھول باجے) سے بچا کر رکھتے تھے فرشتوں کو حکم ہوگا ان کو مجمع سے ممتاز کرو۔ فرشتے ان کو مجمع سے الگ کر کے مشک وعنبر کی وادیوں میں بٹھائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو حکم دیں گے کہ ان کو میری تسبیح وتمجید سناؤ۔ فرشتے ایسی خوبصورت لحن کے ساتھ رب العزت کی تسبیح تمجید سنائیں گے کہ سننے والوں نے ایسی آواز کبھی نہیں سنی ہوگی۔ (دیلمی)

موسیقی کے بارے میں اشکال وجواب

موسیقی کے بارے میں بعض لوگوں کو اشکال ہوتا ہے کہ بعض احادیث سے اس کا جائز ہونا معلوم ہوتا ہے کیونکہ شادی کے موقع پر دف بجانا حدیث سے ثابت ہے اور موسیقی بھی دف ہی ہے لہٰذا یہ بھی جائز ہونا چاہیے۔

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ احادیث میں جس دف کا ذکر ہے وہ صرف نکاح کے موقع پر کچھ دیر کے لیے بجایا جاتا تھا شادی کے علاوہ بلاضرورت دف بجانے والوں کو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دروں سے سزا دیتے تھے۔

ان الفاروق رضی اللہ عنہ اذا سمع صوت الدف بعث ینظر فان کان فی الولیمة سکت وان کان فی غیرہ عمدہ بالدرة۔

(فتح القدیر: ج٦، ص٣٦، البحر الرائق: ج٧، ص٨٨)

پھر شادی کے موقع پر بھی دف پیٹنے والی عموماً چھوٹی بچیاں ہوتی تھی، مردوں کا دف پیٹنا

کہیں ثابت نہیں۔ پھر یہ دف بھی اہل عرب کی عادت کے مطابق بالکل سادگی سے پیٹا جاتا تھا۔ نہ اس میں جھانجھ ہوتی تھی نہ رقص وسرور یا طرب ومستی کا کوئی اور نشان فی زمانہ ایسے دف کا وجود کہیں نظر نہیں آتا۔

معہٰذا مذکورہ بالا شرائط کی رعایت سے دف پیٹنے کی گنجائش بھی حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں ہے۔ احناف میں سے اکثر فقہاء رحمہم اللہ اسے بھی ناجائز قرار دیتے ہیں۔

قال التوربشتی رحمه الله انه حرام علی قول اکثر المشایخ وماورد من ضرب الدف فی العرس کنایة عن الاعلان۔ (امداد الفتاوی: ج۲، ص۲۸۳)

یعنی امام تورپشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دف اکثر مشائخ کے قول کے مطابق حرام ہے اور شادی کے موقع پر پر جو دف بجانا ثابت ہے اس سے اعلان وتشہیر مراد ہے۔

لہٰذا اس سے موسیقی کے جواز پر استدلال کرنا عقل وانصاف سے بعید بات ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔

امداد الفتاویٰ میں تورپشتی رحمہ اللہ کا یہ قول بحوالہ شرح نقایہ، نصاب الاحتساب وبستان العارفین منقول ہے، آخری دو کتابیں موجود نہیں، شرح نقایہ میں سرسری تلاش سے دستیاب نہیں ہوا، بہرحال نصوص محرمہ کے پیش نظر یہ توجیہ کرنا لازم ہے اور یہ کوئی تاویل بعید نہیں عام محاورات کے مطابق ہے۔

اعلان وتشہیر کے لیے یہ کنایہ عرف عام میں بہت مشہور اور زبان زد ہے، مثلاً:

''بیانگ دہل کہہ رہے ہیں''

''ڈھول بجا رہے ہیں''

''ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں''

''نقارہ پیٹ رہے ہیں''

ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں کہ یہ اختلافات سادہ دف کے متعلق ہے، ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

المراد به الدف الذی کان فی زمن المتقدمین واما ما علیه الجلاجل فینبغی ان یکون مکروها بالاتفاق۔ (مرقاۃ المفاتیح: ج٦، ص ۲۱۰)

''اس سے مراد وہ دف ہے جو متقدمین کے دور میں استعمال ہوتا تھا، جھانجھ دار دف بالاتفاق مکروہ ہے۔''

مکروہ کا اطلاق حرام پر کیا گیا، جیسے اوپر گزرا۔

رہ کے دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے
مجذوبؒ

اجماع ائمہ اربعہ رحمہم اللہ

گانے بجانے کی حرمت پر ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کا اجماع منعقد ہے اور ان کے مذاہب کی مستند کتب سے اس پر بیسیوں عبارات پیش کی جا سکتی ہیں مگر ہم صرف ایک ایک عبارت پر اکتفاء کرتے ہیں:

(۱) امام زین الدین ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

(قولہ او یغنی للناس) لانہ یجمع الناس علی ارتکاب کبیرۃ کذا فی الھدایۃ وظاھرہ ان الغناء کبیرۃ وان لم یکن للناس بل لاسماع نفسہ رفعا للوحشۃ، وھو قول شیخ الاسلام رحمہ اللّٰہ فانہ قال بعموم المنع۔

وفی المعراج الملاھی نوعان محرم وھو الآلات المطربۃ من غیر الغناء کالمزمار سواء کان من عود او قصب کالشبابۃ او غیرہ کالعود والطنبور لماروی ابوامامۃ رضی اللّٰہ عنہ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال ان اللّٰہ بعثنی رحمۃ للعالمین وامرنی بمحق المعازف والمزامیر ولانہ مطرب مصد عن ذکر اللّٰہ تعالیٰ والنوع الثانی مباح وھوالدف فی النکاح۔ (البحر الرائق: ج۷، ص۸۸)

''لوگوں کے سامنے گانے والے کی شہادت قبول نہیں اس لیے وہ لوگوں کو ایک کبیرہ گناہ کے ارتکاب پر جمع کر رہا ہے، ہدایہ میں یونہی ہے، اس کا ظاہر مطلب یہ ہے کہ گانا ایک کبیرہ گناہ ہے گو کہ لوگوں کے لیے نہ گایا جائے بلکہ وحشت وتنہائی دور کرنے کے لیے صرف اپنے لیے گایا جائے اور یہی شیخ الاسلام خواہر زادہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ انہوں نے گانے کو مطلقاً منع لکھا ہے۔

اور معراج الدرایۃ میں ہے کہ کھیل تماشے دو قسم کے ہیں: ایک تو حرام ہے اور وہ ہے گائے بغیر صرف ہیجان ومستی پیدا کرنے والے آلات کی آواز، جیسے بانسری خواہ لکڑی کی ہو یا نرکل کی جیسے شبابہ یا بانسری کے سوا کوئی اور آلہ ہو جیسے عود وطنبور۔

حرمت کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے باجے تاشے اور بانسری مٹانے کا حکم فرمایا ہے۔

حرمت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ مستی آوز اور ذکر الٰہی سے مانع ہے۔

اور تفریح کی دوسری قسم جائز اور وہ ہے نکاح کے موقع پر دف بجانا۔''

اکثر فقہاء رحمہم اللہ نے اسے بھی ناجائز قرار دیا ہے، تفصیل آگے آرہی ہے۔

(۲) علامہ محمد بن خطّاب مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قال فی التوضیح الغناء ان کان بغیر الۃ فھو مکروہ۔

واما الغناء بالٰة فان كانت ذات اوتار كالعود والطنبور فممنوع وكذلك المزمار والظاهر عند بعض العلماء ان ذلك يلحق بالمحرمات وان كان محمد اطلق فی سماع العود انه مكروه، وقديريد بذلك التحريم، ونص محمد بن الحكيم علىٰ ان سماع العود تردبه الشهادة قال وان كان ذلك مكروها علىٰ كل حال وقديريد بالكراهة التحريم كما قدمنا۔ (مواهب الجليل: ج٦، ص١٥٣)

''توضیح میں ہے کہ گانا اگر بغیر آلات موسیقی کے ہوتو وہ مکروہ ہے، یہاں مکروہ سے مراد حرام ہے۔

اور آلات کے ساتھ گانا اگر ایسے آلہ کے ساتھ جو تاروں والا ہے جیسے عود اور طنبور تو یہ گانا ممنوع ہے اور اسی طرح بانسری بھی ممنوع ہے۔

محمد بن حکیم رحمہ اللہ نے تصریح فرمائی ہے کہ عود سننے والے کی گواہی رد کی جائے گی، اس کا سننا ہر حال میں مکروہ ہے، یہاں مکروہ سے حرام مراد ہے جیسے گزر چکا۔

(۳) امام ابوحامد غزالی شافعی رحمہ اللہ حرمت غناء کے متعلق حضرت امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری، مالک بن انس ودیگر علماء رحمہم اللہ کا مذہب نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وقال الشافعی رحمه الله فی كتاب اداب القضاء، ان الغناء لهو مكروه يشبه الباطل ومن استكثر منه فهو سفيه ترد شهادته۔

قال الشافعی رضی الله عنه صاحب الجارية اذا جمع الناس لسماعها فهو سفيه ترد شهادته۔

وحکی عن الشافعی رحمه الله انه کان یکره الطقطقة بالقضیب ویقول وضعته الزنادقة لیشغلوا به عن القرآن۔ (احیاء علوم الدین: ج۲، ص۲۶۹)

''امام شافعی رحمہ اللہ کتاب آداب القضاء میں لکھتے ہیں کہ گانا بجانا ایک مکروہ اور باطل مشغلہ ہے، جو اس میں زیادہ انہماک رکھے وہ احمق ہے، اس کی گواہی رد کردی جائے گی۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گانے والی لونڈی کا مالک اگر گانا سنانے کے لیے لوگوں کو جمع کرے تو وہ بھی احمق اور مردود الشہادۃ ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ چھڑی بجانے سے جو ٹک ٹک کی آواز پیدا ہو وہ بھی مکروہ وناپسندیدہ ہے، یہ فتنہ زندیق کی ایجاد ہے تاکہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کو قرآن مجید سے غافل کردیں۔

(۴) علامہ علی بن سلمان مرادوی حنبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قال فی الرعایة یکره سماع الغناء والنوح بلاالة لهو ویحرم معها وقیل بدونها من رجل وامرأة (الانصاف: ج۱۲، ص۵۱)

''الرعایۃ میں ہے کہ گانا اور نوحہ آلات موسیقی کے بغیر مکروہ ہے اور ان آلات کے ساتھ حرام ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ان آلات کے بغیر بھی حرام ہی ہے، خواہ مرد کی آواز ہو یا عورت کی۔''

آگے لکھتے ہیں:

قال فی الفروع یکره غناء وقال جماعة یحرم وقال فی الترغیب اختاره الاکثر۔ (حواله بالا)

''فروع میں لکھا ہے کہ گانا مکروہ ہے اور علماء کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ حرام ہے اور ترغیب میں لکھا ہے کہ اکثر حضرات نے اس قول حرمت کو اختیار کیا ہے۔''

نتیجہ میں کوئی اختلاف نہیں اس لیے کہ مکروہ بھی بحکم حرام ہی ہے۔

گانے بجانے سے متعلق مسائل

سینما دیکھنا سخت گناہ ہے

سوال: سینما دیکھنا کیسا ہے؟

جواب: سینما میں ناچ گانے اور مختلف قسم کے مخرب اخلاق اور جنسی تعلقات کو ابھارنے والے ڈرامے دکھائے جاتے ہیں جو شرعاً حرام ہیں۔ لہٰذا سینما دیکھنا بھی جائز نہیں۔ دیکھنے والے اور دکھانے والے دونوں سخت گناہ گار ہوں گے۔ اس لیے ہر مسلمان کو اس سے بچنے اور بچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

سوال: سینما ہال میں ملازمت کرنا مثلاً ٹکٹ بیچنے یا اس قسم کے دوسرے کام انجام دینے کے لیے شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: سینما گھر میں ملازمت کرنا جائز نہیں اس لیے اس سے ملنے والی تنخواہ بھی حرام ہے۔

لقوله تعالیٰ: ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان الآیة۔

گناہ کے کام میں تعاون بھی حرام ہے اس پر ملنے والی اجرت بھی حرام ہے۔

سینما مالک کی دعوت کھانے کا حکم

سوال: سینما کے مالکان یا ملازمین کے ہاں دعوت کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر ان لوگوں کے پاس سینما کی آمدنی کے علاوہ کوئی جائز آمدنی نہ ہو تو ان کے ہاں دعوت کھانا یا ان کا ہدیہ قبول کرنا جائز نہیں۔

قال الهندية: اهدى الى رجل شيئا اواضافه ان كان غالب ماله من الحلال فلا بأس الاان يعلم بانه حرام فان كان الغالب هو الحرام فينبغى أن لايقبل الهدية ولايأكل الطعام الا أن يخبره بأنه حلال ورثه او استقرضه من رجل كذا فى الينا بيع۔ (عالمگيريه كتاب الكراهيه ج/٤)

وفى الاشباه القاعدة الثانية من النوع الثانى: اذا اجتمع عند احد مال حرام وحلال فالعبرة للغالب مالم يتبين۔ (الاشباه والنظائر: ج١، ص١٤٧)

ویڈیو کیسٹ کی تجارت

سوال: ویڈیو کیسٹ کی تجارت کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ویڈیو کیسٹ ہوں یا گانوں کی عام کیسٹ ہوں جب ان میں فلم اور گانے بھرے ہوں تو ان کی تجارت کرنا خرید وفروخت کرنا جائز نہیں۔

سوال: گانوں کی تجارت سے حاصل ہونے والی آمدنی کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ آمدنی حرام ہے اس کا استعمال کرنا جائز نہیں بلکہ بغیر نیت ثواب کے اس کا

صدقہ کردینا جواب ہے۔

سوال: اداکار یا اداکارہ گلوکار وغیرہ کی کمائی کا کیا حکم ہے؟

جواب: ان کی کمائی حرام ہے اس کا استعمال جائز نہیں۔ جیسا کہ پہلے حدیث میں گزر چکی ہے۔

ویڈیو فلم بنانے کا پیشہ

سوال: ویڈیو فلم بنانے کا پیشہ اختیار کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں اس سے کمائی ہوئی رقم کا استعمال بھی حرام ہے۔

قال العلامة الصابوني: أن لايكون العمل المستاجر له معصية فلايجوز الاستئجار على النوح على الميت، ولاعلى الملاهي والرقص، الغناء الماجن، وسائر المنكرات، وماالخذ من الاجرة على ذلك فحرام، يجب رده الى صاحبه ان علم والا فيجب انفاقه للتلخص من اثمه، لانه كسب خبيث۔ (فقه المعاملات)

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اگر معقود علیہ عین معصیت ہو، جیسے ناچ، گانا بجانا، زنا، چوری، جعل سازی، چغل خوری، تعزیہ بنانا، بت سازی، تصویر سازی، شراب کشی، شرک وکفر اور حرام کاموں کی ترویج اور بدعات وفسق وفجور، یہ اجارہ بالاتفاق ناجائز اور حرام ہے، اس کی اجرت لازم نہیں اس لیے احتراز کرنا واجب ہے اور ان گناہوں کی انجام دہی سے جو اجرت یا نفع حاصل ہو وہ ملک خبیث ہے، اگر مالک معلوم ہو تو اسی کو واپس کرنا ورنہ بلا نیت ثواب صدقہ کردینا واجب ہے۔ ان کا استعمال حلال نہیں۔

ياتى على الناس زمان لا يبالى المرء ماالخذ منه امن الحلال ام من الحرام۔

(بخاری کتاب البیوع رقم الحدیث ۳۰۵۹)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ کھانے میں حلال وحرام کی تمیز باقی نہیں رہے گی۔ (پس جو ملا کھالیا اس کی کوئی پرواہ نہیں حلال ہے یا حرام)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعیش عبدالدینار والدرھم۔ القطیفة والخمیصة، ان اعطی رضی وان لم یعط لم یرض۔ (بخاری: ۲۸۸۶)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسا شخص ہلاک اور نا کام ہو جو درہم ودینار اور لباس اور کھانے پینے کا غلام بنا رہتا ہے، اگر ملی تو خوش ہے۔ اگر محروم رہے تو ناراض رہتا ہے۔ (بخاری)

لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ حلال وحرام کی پہچان حاصل کرے تا کہ اپنے کو حرام کاری اور حرام خوری سے بچا سکے، تجارت میں حلال طریقۂ اختیار کرے حرام چیزوں کی تجارت یا حرام طریقۂ تجارت سے اجتناب کرے کہیں ایسا نہ ہو دن بھر محنت کر کے شام کو حرام لقمہ پیٹ میں ڈالنا پڑے، جبکہ حدیث میں آتا ہے کہ جسم کا جو حصّہ حرام غذا سے پرورش پائے وہ جہنم کی آگ میں جلنے کا زیادہ لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی حفاظت فرمائے۔ بہت خطرناک بات ہے۔ دنیا کی چند روزہ زندگی جیسی تیسی گزر ہی جائے گی، اصل فکر تو آخرت کی کرنی ہے، اللہ تعالیٰ سب کو رزق حلال نصیب فرمائے۔

گاڑی میں گانا بجانا

سوال: گاڑی میں گانا بجے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اگر ممکن ہو تو ڈرائیور کو سمجھا دیا جائے مان جائے تو ٹھیک ہے ورنہ اس طرف توجہ نہ دی جائے، بلکہ ذکر واذکار، توبہ استغفار میں مشغول رہے۔

سوال: ڈرائیور کے لیے گانا بجانے کا کیا حکم ہے جبکہ اس کو یہ عذر ہوتا ہے کہ اس کے بغیر نیند آتی ہے۔ دوسرا یہ کہ بعض مسافروں کی خواہش ہوتی ہے کہ گانا بجنا چاہیے تاکہ سفر اچھا گزر جائے۔

جواب: گانا بجانا کسی کے لیے بھی جائز نہیں، ڈرائیور ہو یا پائلٹ یا درزی وغیرہ ہو۔ جہاں تک نیند آنے کا تعلق ہے اس کے لیے یہ تدبیر اختیار کی جاسکتی ہے کہ کسی بزرگ کے وعظ کی یا علماء حق کی نعت وغیرہ کی کیسٹ سنی جاسکتی ہے۔ باقی رہا مسافروں کی خواہش کسی مخلوق کو راضی کرنے کے لیے خالق کی ناراضگی مول لینا ایک مسلمان کے لیے بہت ہی گھاٹے کا سودا ہے۔

قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کام سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو مخلوق کو راضی کرنے کے لیے وہ کام کرنا جائز نہیں اور دوسرے کی دنیا بنانے کے لیے اپنی آخرت تباہ وبرباد کرنا یہ بھی کوئی عقلمندی نہیں۔

وعظ ونصیحت فائدہ سے خالی نہیں

دوران سفر گاڑی میں ریکارڈنگ ہو رہی ہو تو کیا معاملہ کیا جائے، اس سلسلہ میں ایک واقعہ لکھ دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بندہ ایک دفعہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ کو بذریعہ الیوسف کوچ شام پانچ بجے کوئٹہ سے کراچی کے لیے روانہ ہوا ایک مقام پر گاڑی مغرب کی نماز کے

لیے روکی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد ڈرائیور نے گانے کی کیسٹ چلادی تو میرے برابر میں ایک مولوی صاحب بیٹھے ہوئے تھے جو کابل کے محاذ سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ انہوں نے اٹھ کر ڈرائیور کو سمجھایا تو ٹیپ بند کردیا گیا پھر ایک مسافر نے جاکر دوبارہ ٹیپ چلوایا تو مولوی صاحب پھر گئے اور منع کیا اور اس دوران گانا سننے کے شائقین میں سے دو افراد موقع پر پہنچ گئے اور کچھ اس کے حامی سیٹ پر بیٹھے بیٹھے گانے کی حمایت میں آواز لگا رہے تھے، اس صورت حال کو دیکھ کر بندہ بھی موقع پر پہنچا اور سب کو پیار ومحبت سے بٹھا دیا اتنے میں ٹیپ بھی بند کردیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے خطبہ پڑھ کر گانے کی مذمت پر تقریر شروع کی پندرہ بیس منٹ تک یہ سلسلہ جاری رہا، تمام مسافروں نے بہت ہی شوق سے اس تقریر کو سنا پورے مجمع پر سکوت طاری رہی۔ تقریر ختم ہونے کے بعد بعض حضرات نے شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد ساڑھے بارہ گھنٹے کا سفر ختم ہونے تک کسی نے گانا سننے کی خواہش نہیں کی اردگرد بیٹھے ہوئے کچھ مسافروں نے بندہ کا تعارف حاصل کرنا چاہا ان کو مختصر سا تعارف کروایا اس کے بعد بحمد اللہ رات تقریباً بارہ بجے تک مختلف دینی مسائل پوچھنے کا اور سوال وجواب پند ونصیحت کا سلسلہ جاری رہا۔ اس طرح صبح کے وقت سلام ودعا اور معافی تلافی کے ساتھ سفر اختتام کو پہنچا۔ فاللہ ولی التوفیق۔

فائدہ:

اس واقعہ سے ایک تو یہ بات معلوم ہوئی کہ جب کوئی کام شریعت کے خلاف ہوتا ہوا نظر آئے تو اس کو روکنے کی حتی المقدور کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جب تم میں سے کوئی شخص کسی برائی (گناہ کا کام) کو ہوتا ہوا دیکھے تو اس کو ہاتھ سے روک دے، اگر ہاتھ سے روکنے پر قدرت نہ ہو زبان سے روکے اور اگر زبان سے روکنے پر بھی قدرت نہ ہو تو دل سے اس کام کو برا سمجھے یہ ایمان کا ادنیٰ درجہ ہے۔ ہاں البتہ

طریقہ ایسا اختیار کیا جائے جس نے فتنہ پیدا نہ ہو اور اس واقعہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نصیحت ضرور فائدہ دیتی ہے بشرطیکہ دل میں صلاحیت ہو اس خیال سے بیٹھ جانا کہ اگلا نہیں مانے گا لہٰذا کوشش بھی نہیں کرنی چاہیے یہ قرآن وحدیث کے نصوص کے خلاف ہے بلکہ اپنی استطاعت کی حد تک کوشش کرے اور نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے اور دعا بھی کرتا رہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

عبرت آموز واقعہ

ایک دفعہ کوئٹہ سے آتے ہوئے بس ٹرمینل پر پہنچا تو خیال ہوا کہ ٹکٹ خریدنے سے پہلے ہی کمپنی کے مالک سے بات کرنی چاہیے کہ دوران سفر گانے بجانے سے پرہیز کیا جائے گا، مسافروں کے مطالبہ کی صورت میں کوئی نظم نعت یا تقریر کی کیسٹ چلائی جائے گی، اسی دوران ایک معروف کمپنی ''الحکمت کوچ'' کے دفتر بھی جانا ہوا تو دیکھا کہ کوچ پر لکھا ہوا تھا ''ویڈیو کوچ'' پھر دوران سفر کون سا فلم دکھائی جائے گی اس کو دفتر کے سامنے ٹی وی پر دکھا رہے تھے اور بعض ناعاقبت اندیش لوگ بڑے ذوق وشوق سے اس کمپنی کی ٹکٹ خرید رہے تھے اور اپنے خیال میں بڑے مگن تھے کہ دوران سفر یہ فلم دیکھنے کا موقع ملے گا۔ لیکن میں وہاں کھڑے سوچتا رہا کہ ہمارا یہ کراچی کا سفر سفرِ آخرت بھی تو ہوسکتا ہے، کیونکہ موت کا وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کو متعین کر کے بتلایا نہیں گیا، حادثہ اور مصیبت تو کسی کو بتا کر نہیں آتی، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حادثاتی موت سے پناہ مانگی ہے اور سفر میں نکلتے وقت خاص طور پر ان الفاظ سے دعا مانگتے تھے۔

اللھم انی اعوذبك من وعثاء السفر، وکأبه المنظر وسوء المنقلب فی المال والاھل۔

اس دعا کا حاصل یہی ہے کہ دوران سفر بری موت سے بچالے، بری حالت پیش آنے سے بچالے۔

بہرحال دو تین کمپنیوں سے بات کی لیکن کوئی بھی اس بات کے لیے تیار نہیں تھا کہ سفر کے دوران ریکارڈنگ نہیں ہوگی بلکہ ہر ایک کا ایک ہی عذر تھا کہ ہم اگر یہ لعنت والا منحوس کام دیکھا کہ گانا بجانا نہیں کریں گے تو ہماری کمپنی فیل ہوجائے گی۔ مایوس ہوکر وہاں سے نکل رہا تھا تو ایک صاحب اپنے دفتر سے نکل کر بھاگتا ہوا ہمارے پیچھے آرہا تھا، سلام کے بعد پوچھا، آپ کی کیا پریشانی ہے؟ میں نے کہا میں کسی ایسی گاڑی میں سفر کرنا چاہتا ہوں جس میں ریکارڈنگ نہ ہوتا کہ سفر کے دوران قدرتی مناظر دیکھ کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور عبرت حاصل کرنا آسان ہو گناہوں سے بچا نہ ہوں۔ خدانخواستہ سفر کے دوران ہی موت آجائے تو گناہ کی حالت میں موت نہ آئے، ایسی دو تین باتیں کیں تو ان صاحب نے کہا کہ آپ ہماری کمپنی کے ساتھ سفر کریں ان شاء اللہ گانا بجانا یا کوئی خلاف شرع کام نہیں ہوگا آپ کا سفر سکون گزرے گا۔ ان کے دفتر چلے گئے۔ دوسری کمپنیوں کا کرایہ ڈھائی سو روپے تھا ان صاحب نے ہم سے دو سو روپے لیے، البتہ ان کی گاڑی اور گاڑیوں سے ایک گھنٹہ تاخیر سے روانہ ہوئی ہم نے کہا خیر ہے۔ بحمد اللہ دوران سفر کوئی ریکارڈنگ نہیں ہوئی نمازوں کے اوقات میں نماز کی ادائیگی کے لیے بس بھی روکتے رہے آرام وسکون سے نمازیں ادا ہوتی رہیں۔ عشاء کے کچھ دیر کے بعد آرام سے سو گئے تھے۔ رات تقریباً ڈھائی بجے کا وقت تھا اچانک گاڑی نے راستہ کے بیچ میں بریک لگادی، سب مسافر بیدار ہوگئے، باہر جھانک کر دیکھا تو ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا اس لیے دل میں گھبراہٹ سی ہوئی یا اللہ خیر اتنے میں ڈرائیور صاحب نے کہا کہ اتر جائیں اپنے بھائیوں کی مدد کریں۔ دوسری گاڑی کو حادثہ لاحق ہوگیا ہے۔ گاڑی سے جب باہر نکلا ہر طرف چیخ وپکار شور سے کان بھری

آواز سنائی نہیں دے رہی تھی اور مدد کے لیے بلایا جارہا تھا، روشنی کا کوئی انتظام نہیں تھا اور بھی کئی گاڑیاں کھڑی تھیں، زخمیوں کو مختلف گاڑیوں میں منتقل کیا جارہا تھا، ہماری گاڑی کی پچھلی سیٹ خالی کروا کر اس میں معمولی زخمیوں کو لٹایا گیا، ان لوگوں نے بتایا کہ چھ مسافر جاں بحق ہوگئے، باقی تقریباً سب زخمی ہیں۔ پھر جس گاڑی کو حادثہ لاحق ہوا تھا اس کے قریب جا کر دیکھا وہ ''الحکمت ویڈیو کوچ'' تھی، زخمیوں نے بتایا کہ اکثر مسافر تقریباً سو رہے تھے بعض بیدار بھی تھے گاڑی میں ڈرامہ چل رہا تھا، اتنے میں ڈرائیور سے گاڑی بے قابو ہوگئی، گاڑی الٹ گئی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے، گناہوں پر اصل سزا تو آخرت میں ہوگی، اللہ تعالیٰ عبرت کے لیے کبھی دنیا میں بھی ایسی سزائیں دے دیتے ہیں تاکہ لوگ دیکھ کر عبرت حاصل کریں۔ بتائیں جن لوگوں کی اس گناہ کی حالت میں موت آگئی ان کی کتنی بری موت ہے کہ دنیا سے جاتے جاتے، گناہوں میں لت پت ہوکر گئے اس کا ذمہ دار ڈرائیور اور گانے کے شوقین مسافر دونوں ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ہر وقت اپنی موت کو سوچے خصوصاً سفر کے دوران تو اس کو زیادہ سوچنا چاہیے۔

گانے سننے سے اجتناب کا اہم واقعہ

ایک دفعہ اہم سفر درپیش تھا، قندھار سے واپسی پر ساتھیوں سے مشورہ ہوا کہ کراچی تک بس میں سفر کریں گے تو بارہ گھنٹے کا راستہ ہے، مگر ڈرائیور ریکارڈنگ کرے گا ہم منع کریں گے، ہوسکتا ہے کہ کوئی بدمزگی پیدا ہوجائے اس لیے بہتر ہے کہ ریل پر سفر کرتے ہیں، اگرچہ وقت زیادہ خرچ ہوگا، لیکن سفر سکون سے گزر جائے گا، ساتھیوں نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا، چنانچہ ریل کا ٹکٹ خرید کر اس میں سوار ہوگئے۔ چند منٹ کے بعد پتہ چلا کہ

گاڑی ایک گھنٹہ تاخیر سے روانہ ہوگی۔ اب قدرت کا کرنا ایسا ہوا کہ ہماری سیٹ کے سامنے والی سیٹ پر چند مسافر بیٹھے ہوئے تھے ان کے ہاتھ میں ٹیپ ریکارڈ تھا ان میں سے ایک کہنے لگا کہ میں سیل نہ لے سکا ایک ساتھی جلدی سے سیل لے کر آ جائیں وہ گیا اور بیٹری لے کر آ بھی گیا اور ٹیپ چلنا شروع ہوگیا۔ اب ہم سخت پریشان ہوگئے، یا اللہ جس گناہ سے بچنے کے لیے ہم نے یہ طویل راستہ اختیار کیا وہ تو اب ہمارے سر پر ہی آ گیا کیا کریں۔ اب دل میں خیال ہوا ہم نے غلط کیا بس میں چلے جاتے تو ان کو ریکارڈنگ سے روکتے سب مسافروں کا بھلا ہو جاتا اپنی سہولت کے لیے ریل پر سوار ہو گئے شاید اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ آئی، بہرحال آزمائش میں مبتلا تو ہو ہی گئے تھے۔ گاڑی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو چکی تھی پہلے تو ہم نے مغرب کی نماز پڑھی اس بہانے سے گانے بند کروایا پھر عشاء کی نماز کے وقت عشاء پڑھی رات گیارہ بجے جا کر ان لوگوں نے دوبارہ ٹیپ چلا دیا میں اوپر برتھ میں تھا، نیچے ساتھی پریشان ہو رہے تھے، اب میں آہستہ سے اترا، ان لوگوں سے کہا تھوڑی دیر کے لیے گانا بند کریں میں نے کچھ ضروری باتیں کرنی ہے، انہوں نے ٹیپ بند کر لیا تو میں نے موت کی یاد فکر آخرت دیگر ترغیب وترہیب کے متعلق آیات قرآنیہ احادیث مبارکہ سنانا شروع کیا، تقریباً پونے گھنٹہ کے بعد سلسلہ ختم ہوا تو ان میں سے ایک نے کہا مولانا آپ کو معلوم بھی ہے کہ ہمارا تعلق اہل تشیع سے ہے، تاہم آپ کے احترام میں ہم نے آپ کی تقریر سن لی، اب رات زیادہ ہو چکی ہے، آرام کر لیتے ہیں، اس طرح اللہ تعالیٰ نے گانے سننے کی لعنت سے بچا لیا۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو دین کا فہم فکر آخرت نصیب فرمائے، اس قسم کے خرافات سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

گانا بجانے کے ذریعہ ایذاءرسانی کا واقعہ

بعض لوگ اپنے گھروں اور دکانوں میں بلند آواز سے گانے بجاتے ہیں اور ریکارڈنگ کرتے ہیں جس کی وجہ سے پڑوس کے لوگوں کو سخت تکلیف پہنچتی ہے اور نیند میں بھی خلل پڑتا ہے اور گانے سے نفرت کرنے والوں کو ذہنی اذیت پہنچتی ہے جس سے آپس میں ایک دوسرے کے لیے دل میں نفرت پیدا ہوتی ہے جو کہ فتنہ وفساد کی جڑ ہے جبکہ گانا بجانا تو فی نفسہ بھی حرام ہے۔ زور سے بجانا باعث تکلیف اور دوسروں کی ایذاء کا سبب بننے کی وجہ سے ڈبل گناہ ہے۔

واقعہ:

ایک دفعہ کی بات ہے کہ میرا گزر ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک گھر میں بڑے زور کی ریکارڈنگ ہو رہی تھی، انہوں نے اسپیکر اوپر لگایا ہوا تھا، برابر کے مکان میں ایک شخص جاں بلب تھا، ان کے گھر والے بار بار منت سماجت کر رہے تھے کہ ہمارے مریض کی حالت نازک ہے، کم از کم اوپر کے اسپیکر ہی بند کر دیں لیکن اس ریکارڈنگ کے دلدادہ نے ایک نہ سنی جس پر لڑائی ہوگئی، محلہ والوں کی مداخلت پر تھوڑی دیر کے لیے ریکارڈنگ بند کر دی، اس کے بعد پھر شروع کر دی۔ کچھ دیر کے بعد معلوم ہوا کہ ان صاحب کا انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون بہر حال اس مریض کو پڑوسی سے راحت نہ مل سکی بلکہ اس تکلیف کی حالت میں ہی وہ بیمار دنیا سے چل بسا۔ یہ ہے آج کا مسلمان جنہیں شریعت کے احکام اور پڑوس کے حقوق کا کوئی لحاظ نہیں۔ شادی ہو یا غم کا کوئی موقع اس میں، ملا بلا کرنا۔ شور شرابہ کرنا، زور

سے ریکارڈنگ بجانا اس کو زندگی کا حصہ سمجھ لیا گیا۔ نعوذ باللہ منہ

ٹی وی، وی سی آر

سوال: ٹی وی، وی سی آر کی خرید وفروخت کرنا کیسا ہے؟
جواب: جائز نہیں۔ یہ حرام تجارت کے اندر داخل ہے اس لیے اس کی خرید وفروخت سے بچنا لازم ہے۔
سوال: انٹینا یا ڈش انٹینا کی خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟
جواب: حرام ہے۔ اس سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی حرام ہے۔

ٹی وی میں پروگرام دیکھنا بڑا گناہ ہے

سوال: ٹی وی میں پروگرام میچ وغیرہ دیکھنا کیسا ہے؟
جواب: موجودہ زمانہ میں ٹی وی کی تباہ کاریاں کسی عقلمند انسان پر مخفی نہیں، یہ کئی بڑے گناہوں کا مجموعہ ہے، اس سے آخرت تباہ ہونے کے علاوہ ہزاروں کی دنیا بھی تباہ ہوگئی ہے اور ہو رہی ہے، اس میں تصویر کی لعنت ہے، فحش پروگرام آتے ہیں، گانا بجانا، غیر محرم عورتوں کی تصویر دیکھنا، پہلوان، تیراک، کھلاڑی وغیرہ۔ عموماً نیم برہنہ ہوتے ہیں ان کا ستر دیکھنا، اسی طرح دیگر گناہوں کا برملا ارتکاب ہوتا ہے۔
جبکہ یہ سارے گناہِ کبیرہ ہیں اور سخت وعیدوں کا مصداق ہیں، مثلاً گانا بجانا اور ان میں

مال ضائع کرنے کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ومن الناس من یشتری لهوالحدیث لیضل عن سبیل اللّٰه بغیر علم الآیة۔ (۲۱۔۶)

اور بعض آدمی ایسا ہے جو ان باتوں کا خریدار بنتا ہے جو غافل کرنے والی ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے اور اس کا مذاق اڑائے، ایسے لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

اور اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ اس سے مراد گانا ہے۔الغناء والذی لااله الا هو یرددها ثلاث مرات۔

(تفسیر ابن جریر: ج۲۱، ص۳۶)

اور تصویر کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اشد الناس عذابا عندا للّٰه المصورون۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ)

(یعنی قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب اللہ تعالیٰ کے پاس تصویر والوں کو ہوگا اور گانا بجانے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء الزرع۔ (ابوداؤد، بیہقی) یعنی گانا دل میں نفاق کو اگاتا ہے جیسا کہ پانی کھیتی کو اگاتا ہے۔)

اور ارشاد فرمایا: الغناء رقیة الزناء۔ (تلبیس ابلیس ص۲۹۱) گانا زنا کا منتر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ٹی وی کا پروگرام خواہ کسی بھی نوعیت کا ہو، ٹی وی کے جو عام اثرات سامنے آرہے ہیں وہ یہ ہیں: بے حیائی، بے غیرتی، بے شرمی، بے ادبی، فحاشی اور دیگر جرائم میں نہایت تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اور پورا مسلم معاشرہ تباہ ہو کر رہ گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ٹی وی کے حاصل اور انجام کو دیکھا جائے گا اور انجام بالکل خلاف شرع ہے اور انتہائی خطرناک ہے۔

اس لیے جب ٹی وی اپنے موجودہ غالب استعمال کے اعتبار سے آلہ معصیت ٹھہرا تو اس ملعون آلہ کو خریدنا اسے گھر میں رکھنا اور استعمال کرنا شرعاً جائز نہیں۔

ٹی وی میں اسلامی نشریات سننا بھی حرام ہے

سوال: ٹیلی ویژن پر کسی عالم کی تقریر سننا یا کرکٹ دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ٹی وی دیکھنا بہر حال وجوہ ذیل کی بناء پر حرام ہے:

(۱) اس میں عموماً اصل کی بجائے فلم آتی ہے۔ جو تصویر ہونے کی وجہ سے حرام ہے اور جس مجلس میں تصویر ہو وہاں جانا بھی حرام ہے، حدیث میں تصویر والوں پر لعنت وارد ہوئی ہے جہاں تصویر ہوتی ہے وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

(۲) الاؤنسر عورت ہوتی ہے اور عورت کا عکس دیکھنا بھی حرام ہے۔ خواہ تصویر ہو یا براہِ راست عکس دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

(۳) الاؤنسر کے علاوہ ٹی وی پر بہت سی عورتیں آتی ہیں جنہیں مرد دیکھتے ہیں اور ٹی وی پر آنے والے مردوں کو عورتیں دیکھتی ہیں غیر محرم مرد وعورت کا ایک دوسرے کو بلا ضرورت شدیدہ دیکھنا حرام ہے۔

(۴) کشتی اور تیراکی اور اس طرح کھیل وغیرہ کے مناظر میں ستر کھلتے ہیں کسی کے سامنے ستر کھولنا اور کسی کا ستر دیکھنا حرام ہے۔ لقوله عليه السلام: لعن الله الناظر والمنظور اليه

(۵) موسیقی اور دوسرے فواحش و بے حیائی پر مشتمل نشریات ہوتی ہیں جنہیں سننا اور دیکھنا دونوں حرام ہے۔

(٦) ٹی وی کے مفاسد مذکورہ کی وجہ سے معاشرہ میں بے حیائی، فحاشی، بدمعاشی، زنا اور ہر قسم کی بدکاری کا طوفان بپا ہو گیا ہے۔ حتیٰ کہ سگے بھائی بہن اور باپ بیٹی کی آپس میں بدکاری کے واقعات پیش آ رہے ہیں۔ (بعض واقعات عبرت کے لیے کتاب کے آخر میں درج کر دیئے گئے ہیں)

(٧) ٹی وی جیسے آلہ لہو ولعب بے دینی، فواحش ومنکرات کے مرکز پر دینی پروگرام دکھائے جاتے ہیں اور انہیں اشاعت اسلام کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ دین کی سخت بے حرمتی ہے اور مسلمان کے لیے ناقابل برداشت توہین ہے۔

(٨) کوئی کتنا ہی اہتمام کرے کہ صرف جائز اشیاء ہی دیکھے گا تو بھی احتراز ناممکن ہے۔

(٩) کوئی دین دار شخص محرمات سے بچ کر ٹی وی دیکھنے کی کوشش کرے تو عوام اس سے ٹی وی کی مطلقاً اباحت پر استدلال کریں گے۔

اس کے علاوہ بھی بہت سی قباحتیں ہیں جن کی بناء پر ٹی وی دیکھنا مطلقاً حرام ہے کوئی دینی پروگرام دیکھنا سننا بھی جائز نہیں ہے۔ (ماخوذ از احسن الفتاویٰ ج/٨)

ٹی وی میں حج کے پروگرام اسی طرح رمضان میں حرم شریف کی تراویح دیکھنا

سوال: آج کل ٹی وی میں حج کے پروگرام اسی طرح رمضان المبارک میں تراویح کے پروگرام دکھائے جاتے ہیں شرعاً ان پروگراموں کو دیکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ٹی وی کے پروگرام دیکھنا شرعاً ناجائز ہونے کی وجوہات میں سے ایک اہم وجہ تصاویر ہیں کہ تصاویر کو دیکھنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ خصوصاً مردوں کے لیے عورتوں کی تصاویر دیکھنا حجاج کرام میں مرد وعورت دونوں ہوتے ہیں، دیکھنے والوں میں بھی دونوں ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کے تصاویر دیکھیں گے جو شرعی نقطۂ نگاہ سے بہت ہی قبیح فعل ہے۔ اس کے ساتھ ان پروگراموں کو دیکھنا ناجائز ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس سے دوسرے لوگ ٹی وی کے جواز پر استدلال کریں گے۔ جو ایک بڑے فتنہ کا سبب ہوگا۔ لہٰذا اس سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

ٹی وی والے گھر میں داخل ہونے کا حکم

سوال: اعزاء واقرباء میں سے کسی کے گھر جائیں اور وہاں ٹی وی چل رہا ہو تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: ان کو سمجھا دیا جائے کہ ٹی وی گھر سے نکال دے یا کم از کم جتنی دیر آپ وہاں بیٹھے ہوں اتنی دیر کے لیے بند رکھے۔ ورنہ وہاں بیٹھنا جائز نہیں ہے۔

اذا عملت الخطيئة فى الارض فمن شهدها فكرهها كان كمن غاب عنها ومن غاب عنها فرضيها كان كمن شهدها (اى باشرها وشارك اهلها)

(سنن ابى داؤد: ج۲، ص۲٤۹)

جب زمین میں کہیں گناہ ہوتا ہے تو جو شخص موقع پر موجود ہونے کے باوجود اسے دل

میں ناپسند کرے تو وہ (حکماً) اس شخص کی مانند ہے جو اس سے غائب ہے اور جو شخص وہاں سے غائب ہونے کے باوجود اس پر دل سے راضی ہو وہ (حکماً) اس شخص کی مانند ہے جو موقع پر موجود (اور شریک گناہ) ہے۔

وقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من رای منکم منکرا فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه وذلك اضعف الایمان۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو شخص اپنے سامنے برائی ہوتا ہوا دیکھے اس پر لازم ہے کہ اس برائی کو اپنے ہاتھ سے مٹا دے اور اگر اس پر قدرت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر زبان سے روکنے پر قدرت حاصل نہ ہو تو دل ہی دل میں اس گناہ کو برا سمجھے اور یہ ارادہ رکھے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ ہاتھ یا زبان سے روکنے پر قدرت دے گا اس پر عمل کروں گا، دل سے گناہ کو برا سمجھنا یہ ایمان کا ادنیٰ درجہ ہے۔

وقدنزل فی الکتاب ان اذا اسمعتم ایات اللّٰه یکفر بها ویستهزاء بها فلاتقعدوا معهم حتی یخضوا فی حدیث غیره انکم اذا مثلهم الآیة۔ (٤-١٤٠)

اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس یہ فرمان بھیج چکا ہے کہ جب احکام الٰہیہ کے ساتھ استہزاء اور کفر ہوتا ہوا سنو تو ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو جب تک کہ وہ کوئی اور بات شروع نہ کردیں کہ اس حالت میں تم بھی انہی جیسے ہو جاؤ گے۔

امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وفی هذه الآیة دلالة علی وجوب انکار المنکر علی فاعله وان من انکاره اظهار الکراهة اذالم یمکنه ازالته وترك مجالسة فاعله والقیام عنه حتی ینتهی ویصیر الی حال غیرها۔ (احکام القرآن: ج۲، ص۲۸۹)

یہ آیت اس پر دلالت کررہی ہے کہ جو شخص گناہ کا ارتکاب کرے اس پر رد اور نکیر واجب ہے۔ اگر گناہ کا ازالہ ممکن نہ ہو تو یہ بھی نکیر کی صورت ہے کہ گناہ پر نفرت اور کراہت کا اظہار کیا جائے اور مرتکب کبیرہ کی ہمنشینی چھوڑ کر دوسرے کام میں لگ جائے۔ (احکام القرآن)

ٹی وی والے ہوٹل میں کھانا کھانے کا حکم

سوال: جس ہوٹل میں ٹی وی چل رہا ہو اس میں چائے پینے یا کھانا کھانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: کوشش یہ کی جائے کہ کوئی ایسا ہوٹل ملے جس میں ٹی وی نہ ہو، دوسرا ہوٹل نہ ملنے کی صورت میں ہوٹل والے کو سمجھا دیا جائے اگر مان لے تو ٹھیک ہے انتہائی مجبوری کی صورت میں ہوٹل کے باہر کوئی کرسی وغیرہ لگی ہو اس پر بیٹھ کر ضرورت پوری کرے وہ بھی نہ ہو سکے جتنی دور ممکن ہو بیٹھ کر اپنی ضرورت پوری کر کے نکل جائے۔

دکان میں ٹی وی رکھنے کا عذر لنگ

سوال: ہوٹل کے مالکان کا خیال ہے کہ اگر ٹی وی نہ ہوگا تو گاہک نہیں آئیں گے اس مجبوری سے ٹی وی رکھنا پڑتا ہے۔ تو کیا اس عذر سے ٹی وی رکھنا جائز ہے؟

جواب: ہرگز جائز نہیں۔ یہ شیطانی وسوسہ ہے، حقیقت میں رزق کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہے اسی پر توکل و بھروسہ کرنا چاہیے۔

اور روزی کماتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا جائے کہ حلال کمائے اس کے لیے حلال

طریقہ ہی اختیار کیا جائے۔ اس لیے کہ اگر ناجائز طریقہ اختیار کرنے کی صورت میں اگرچہ بظاہر مال زیادہ مل جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس میں برکت نہیں ہوتی بلکہ بے برکتی ہوتی ہے، صرف مال جمع کرنا یہ کوئی کمال نہیں۔ بلکہ مال سے بھی اصل مقصد یہ ہے کہ زندگی سکون سے گزرے، حرام مال استعمال کر کے زندگی میں کبھی سکون حاصل نہیں ہوسکتا۔

کما ورد فی الحدیث: فمن اخذہ بطیب نفس بورك له فیه ومن اخذہ باشراف نفس لم یبارك له فیه وكان كالذی یاكل لا یشبع۔ (رواہ البخاری)

جس نے مال کو خوش دلی کے ساتھ (حلال طریقہ سے) حاصل کیا اسے برکت دی گئی اور جس نے مال ذلت نفس سے حاصل کیا اسے برکت نہیں ملتی وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھانا کھائے لیکن اس کا پیٹ نہ بھرے، یعنی مال ہوتے ہوئے بھی مزید کے حرص کی وجہ سے پریشان رہے گا اس کو قناعت حاصل نہ ہوگی۔

ان التجار یبعثون یوم القیامة فجاراً الامن اتقی اللّٰه وبروصدق۔ (ترمذی کتاب البیوع) یعنی قیامت کے دن تاجروں کو فاجروں کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا مگر جو تاجر تقویٰ نیکی اور سچائی اختیار کرے (وہ اس ذلت سے محفوظ رہے گا)۔ ظاہر بات ہے کہ ہوٹل میں ٹی وی رکھ کر لوگوں کو ڈرامہ دکھا کر جو روزی حاصل کی جائے گی نہ اس مال میں برکت حاصل ہوسکتی ہے نہ ہی ایسا تاجر متقی کہلا سکتا ہے۔

توکل کی ہدایت

حضرت عمرو العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے دل کے لیے ہر جنگل میں ایک شاخ اور ایک گوشہ ہے (یعنی انسان کے

دل اور اس کی جبلت میں رزق کے اسباب اور ذرائع اس کے حصول کے تعلق سے طرح طرح کی فکریں اور غم ہیں) پس جس شخص نے اپنے دل کو ان شاخوں اور گوشوں کی طرف متوجہ رکھا (یعنی اس نے اپنے دل کو ان تفکرات اور غموں میں مشغول اور منہمک رکھا اور پراگندہ خاطری کا شکار ہوا) تو اللہ تعالیٰ کو کوئی پروا نہیں وہ کسی میدان میں ہلاک ہو جائے (یعنی جب وہ شخص اللہ پر توکل اور اعتماد سے بے پروا ہو کر ساری توجہ اپنی ذات وتدبیر اور تگ ودو میں مشغول رکھتا ہے، تو پھر اللہ تعالیٰ کو کیا پروا کہ وہ کس طرح ہلاکت اور تباہی میں مبتلا ہوتا ہے کس حالت میں اس کو موت آ دبوچتی ہے) اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ پر اعتماد وتوکل کیا (اور اپنا تمام کام اللہ تعالیٰ کے ہی سپرد کر رکھا) تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام کاموں کی درستی کے لیے کافی ہو جاتا ہے (یعنی اس کو پریشانی کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ کی مدد ورحمت شامل حال رہتی ہے)۔ (ابن ماجہ)

بے حساب رزق کا انتظام

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص (اپنے دل سے) اللہ تعالیٰ کا ہو کر رہے اللہ تعالیٰ اس کی سب ضروریات کی کفالت فرماتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے کہ اس کا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص دنیا کا ہو کر رہے (یعنی ہر وقت دنیا کے مال واسباب جمع کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا ہی کے حوالہ کر دیتا ہے۔'' (طبرانی، ترغیب وترہیب)

ومن یتق اللّٰه یجعل له مخرجا ویرزقه من حیث لایحتسب، الآیة۔

ٹی وی، وی سی آر وغیرہ کی مرمت کا پیشہ

موجودہ زمانہ میں بعض لوگ ٹی وی وغیرہ کی تجارت کرتے ہیں اور بعض ان کی مرمت وغیرہ کا پیشہ اختیار کرتے ہیں۔ چونکہ اس میں گناہ کے کام میں تعاون ہے جبکہ شرعاً گناہ کے کام میں تعاون بھی ناجائز ہے۔ اسی لیے فقہاء کرام نے فرمایا کہ ٹیلی ویژن کی تجارت اسی طرح مرمت وغیرہ کا پیشہ اختیار کرنا مکروہ تحریمی ہے، اجتناب کرنا لازم ہے۔

فان من قال بكراهة بيع الجارية المغنية والامرد ممن يعصى به وامثاله فقداصاب (الى قوله) ومن قال بجوازها اراد جواز العقد بمعنى الصحة لاالجواز بمعنى رفع الاثم (الى قوله) ومن صرح برفع الاثم ايضا كمافى عبارة المبسوط اولا فهو مقيد بما اذا لم يعلم ان شرائه واستيجاره لفعل المعصية قصداً كاجارة البيت من الذمى والفاسق فان الاجارة وقعت على نفس السكنىٰ قصداً ولااثم فيه الخ (جواهر الفقه: ج۲، ص٤٥٤)

فائدہ مند مشورہ

حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا حتی الامکان ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی تجارت اور مرمت کا پیشہ اختیار کرنے سے اجتناب کیجیے۔ اگر خدانخواستہ کسی مجبوری سے آپ اس میں مبتلاء ہیں تو اپنے خالق مالک کے سامنے گناہوں پر ندامت کے ساتھ اعتراف جرم کرکے توبہ واستغفار کرتے رہیے اور اس کی بجائے کسی جائز پیشہ کی دعا اور کوشش جاری رکھئے، فقط واللہ الموفق۔

(احسن الفتوٰی: ج۶ ص۵۴۴)

ناجائز ملازمت چھوڑنے کا آسان نسخہ

گانے بجانے کا پیشہ یا گانے کے آلات (ٹی وی، وی سی آر، موسیقی وغیرہ) مرمت کرنے یا بنانے کا پیشہ یا سینما وغیرہ میں ملازمت جیسے ناجائز ذریعہ آمدن کو چھوڑ کر جائز اور حلال ذریعہ آمدن اختیار کرنا بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے، کیونکہ پیشہ اختیار کرنے کے بعد ایک تو اس گناہ کے کام سے آدمی مانوس ہو جاتا ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ گناہ کی نفرت دل سے نکل جاتی ہے۔ جس گناہ کی نفرت دل میں بیٹھ جائے اس کو چھوڑنا آسان ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا واقعہ مذکور ہے کہ ان کو ایک مرتبہ تاجر برادری نے وعظ کی دعوت دی انہوں نے شروع میں خطبہ کے بعد ارشاد فرمایا کہ آپ حضرات کا معمول ہے کہ ہر ماہ کسی نہ کسی عالم کو دعوت دے کر وعظ کہلواتے ہیں اس سلسلہ میں مجھے بھی بلایا گیا۔ آج میں ایک عجیب بات کہتا ہوں وہ کہ یہاں آکر ہر واعظ آپ حضرات کو سود چھوڑنے کی ترغیب دیتے ہیں اس کی مذمت بیان کرتے ہیں، لیکن میں آپ لوگوں سے کہتا ہوں کہ خوب سود کھایا کریں، اب میری بات سن کر آپ لوگوں کو تعجب تو ہو رہا ہوگا، لیکن میں نے یہ بات اس لیے کی کہ میں آپ لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کے مجمع میں کوئی ایسا تاجر ہے جس نے کسی عالم کی تقریر سن کر سود خوری سے توبہ کر لی ہو اور اپنی تجارت کو سود سے پاک کرنے کا عزم کر لیا ہو اگر ہے تو کھڑے ہو کر زیارت کروائیں یہ بڑی فکر کی بات ہے کہ مسلمان ہو کر سودی کاروبار کرے کیونکہ قرآن وحدیث میں اس پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں لیکن مسلمان ہونے کے باوجود تاجر اس کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ اس عظیم گناہ کی قباحت دل میں نہیں اس بدترین گناہ کو ہلکا سمجھا

جاتا ہے۔اس لیے آج میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ جب تک سود سے آپ کی تجارت پاک نہ ہو جائے اس وقت تک یہ عمل کرلیا کریں کہ رات سوتے وقت دو چار مرتبہ اللہ میاں سے کہہ لیا کریں۔ یا اللہ دن بھر پاخانہ کا کاروبار کرتا رہا اور پاخانہ ہی کھاتا رہا، یا اللہ تو معاف فرمادے۔اس طرح جب گناہ کی نفرت دل میں پیدا ہو جائے گی تو اس کو چھوڑنا آسان ہوگا، ہر گناہ کا یہی معاملہ ہے اس لیے ہر ناجائز ملازمت اور ناجائز پیشہ والے افراد بھی اس نسخہ کو استعمال کریں تو ان شاء اللہ بہت جلد گناہ چھوڑنے کی ہمت پیدا ہوگی اور حلال کھانے کی فکر پیدا ہوگی۔

بچوں کے بہانے سے ٹی وی خریدنا

سوال: بعض بچے شریر ہوتے ہیں اگر گھر میں ٹی وی نہ ہوتو دوسروں کے ہاں جا کر ٹی وی دیکھتے ہیں۔ ماں باپ کے لیے سنبھالنا مشکل ہوتا ہے اس عذر سے گھر میں ٹی وی رکھنا جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب: ہرگز نہیں یہ تو شیطان کا پڑھایا ہوا سبق ہے۔ بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دی جائے کہ ان کے دلوں میں اللہ کی محبت پیدا ہو اور شروع ہی سے گناہوں سے دور رہنے کی عادت پیدا ہو۔ دوسری بات یہ کہ دوسروں کے ہاں جا کر تو کبھی کبھار دیکھیں گے جب گھر میں ٹی وی ہوگا تو ہر وقت اسی میں مشغول رہیں گے تو ان میں سینکڑوں خرابیاں اور جنم لیں گی سب کی ذمہ دار ٹی وی لانے والے پر ہوگی۔ اگر بیوی بچے مجبور کریں کہ گھر میں ٹی وی ضرور لانا ہے، تو ہمت سے کام لینا چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ بیوی بچوں کی محبت میں آکر ٹی بی کی بیماری میں مبتلا ہو جائیں اور گناہوں کی نحوست میں ایسا گھیر جائیں کہ نکلنا مشکل ہو، ہر وقت کی لڑائی جھگڑے اولاد کی نافرمانی، بیوی کی دولاتی لگانا ایک ختم نہ ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائے پھر آخرت کی مصیبت اس سے بھی بڑی ہوگی۔

قولہ تعالیٰ: یایھا الذین امنوا لاتلھکم اموالکم ولااولادکم عن ذکر اللّٰہ، ومن یفعل ذلك فاولئك ھم الخسرون۔ (٦٣-٩)

اے ایمان والو! تم کو تمہارے مال واولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پائیں اور جو ایسا کرے گا سو ایسے لوگ ناکام رہنے والے ہیں۔

وقولہ تعالیٰ: انما اموالکم واولادکم فتنة، واللّٰہ عندہ اجر عظیم۔ (٦٤-١٥)

تمہارے مال واولاد بس تمہارے لیے ایک آزمائش کی چیز ہے اور اللہ کے پاس بڑا اجر ہے۔

اب بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں ایک مضمون پیش خدمت ہے جو درحقیقت ایک تربیتی نشست کا خلاصہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اپنے ماتحتوں کو جہنم کی آگ سے بچایئے!

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم

میرے مسلمان بھائیو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت ہی مختصر سی زندگی دے کر اس دار فانی میں بھیجا ہے، یہاں سے عنقریب رخصت ہو کر وطن یعنی آخرت کو پہنچنا ہے اور کس کو کس وقت موت کا سفر اختیار کرنا ہے اس کا علم صرف خدائے وحدہ لاشریک کو ہے۔ یہ موت ہر ایک کو ضرور آ کر رہے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ قل ان الموت الذی تفرون منه فانه ملٰقیکم ثم تردون الله الی علم الغیب والشهادة فینبئکم بما کنتم تعملون (جمعہ۔۸) ''اے نبی آپ اعلان فرما دیجیے کہ جس موت سے تم بھاگتے ہو سو وہ تم سے ضرور ملنے والی ہے، پھر تم پوشیدہ وظاہر کے جاننے والے کے پاس لے جائے جاؤ گے، پھر وہ تم کو تمہارے سب کے ہوئے کام بتلا دے گا۔ (جمعہ: آیت ۸)

جب یہ دار فانی ہے اور یہاں سے کوچ کرنا یقینی ہے، امیر ہو یا غریب بادشاہ ہو یا رعایا جوان ہو یا بوڑھا کسی کو بھی اس سے مفر نہیں تو پھر عقلمندی کا تقاضا یہی ہے کہ اس سفر کو جسے موت کے ذریعہ طے کرنا ہے کثر سے یاد کیا جائے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ''اکثروا ذکرھا ذم اللذات الموت'' (یعنی لذتوں کو توڑنے والی چیز موت کو کثرت سے یاد کیا کرو) اسی طرح اس وطن کے لیے تیاری کی جائے جہاں جا کر رہنا ہے، یعنی عالم

آخرت۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: یاایھا الذین امنوا اتقوا اللّٰہ ولتنظر نفس ماقدمت لغد۔ واتقوا اللّٰہ ان اللّٰہ خبیر بماتعملون (حشر: آیت ۱۸) ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور تم میں سے ہر نفس کو اس پر غور کرنا چاہیے کہ اس نے آخرت کے لیے کیا سامان بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی سب خبر ہے۔

(حشر: آیت ۱۸)

اگر کسی نے موت سے پہلے غور نہیں کیا اور آخرت کے لیے تیاری نہیں کی تو وہ سخت خسارہ اور نقصان اٹھا کر دنیا سے روانہ ہوگا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''قسم ہے زمانے کی انسان بڑے خسارے میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق پر قائم رہنے اور اعمال کی پابندی کی تلقین کرتے رہے (سورۃ العصر)

اس خسارے سے بچنے کے لیے جہاں اللہ تعالیٰ نے اعمال کی پابندی کا حکم فرمایا ہے وہاں ایک دوسرے کو بھی حق کی تلقین کا بھی حکم دیا ہے، صرف خود عمل کر لینا نجات کے لیے کافی نہیں ہے، وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر (العصر)

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ یاایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا التی وقودھا الناس والحجارۃ ''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں (تحریم: آیت ۶) حضرات فقہاء نے فرمایا اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنی بیوی اور اولاد کو فرائض شرعیہ اور حلال وحرام کے احکام کی تعلیم دے اور اس پر عمل کرانے کی کوشش کرے۔ (معارف القرآن)

ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کی فکر تو سمجھ میں آ گئی (کہ ہم گناہوں

سے بچیں اور احکام الٰہیہ کی پابندی کریں) مگر اہل وعیال کو ہم کس طرح جہنم سے بچائیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو جن کاموں سے منع فرمایا ہے اپنے اہل وعیال کو بھی ان کاموں سے بچنے کا حکم کرو تو یہ عمل ان کو جہنم سے بچا سکے گا۔ (روح المعانی)

اگر ہم نے اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچانے کی کوشش نہ کی بلکہ غفلت وسستی میں پڑے رہے تو قیامت کے دن سخت باز پرس ہوگی، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ "الا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته" یعنی خبردار سن لو تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ باز پرس کے بعد سخت سزا دی جائے گی۔ (اعاذنا اللہ منہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مروا اولادکم بالصلوٰة وهم ابناء سبع سنين، واضربواهم عليها وهم ابناء عشر سنين وفرقوا بينهم في المضاجع۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد)

جب بچوں کی عمر سات سال پوری ہو جائے تو ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب ان کی عمر دس سال ہو جائے اور وہ نماز کے عادی نہ ہوں تو نماز کی پابندی نہ کرنے پر ان کو سزا دو۔ اور (دس سال کے ہو جانے کے بعد) ان کے بستر الگ کر دیئے جائیں (یعنی لڑکا ماں کے ساتھ ایک بستر میں نہ سوئے، بھائی بہن ایک بستر میں نہ سوئیں وغیرہ۔

اسی عمر سے غیر محرم عورتوں سے پردہ کا حکم بھی شروع ہو جاتا ہے، نیز بچوں کی دینی تربیت کرنا ماں باپ اور سرپرستوں کی ذمہ داری بھی ہے اور بچوں کے ساتھ خیر خواہی بھی، بلکہ حدیث میں اس کو بہترین تحفہ قرار دیا گیا ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ولد له ولد فليحسن اسمه وادبه

فاذا بلغ فليزوجه فان بلغ فلم يزوجه فاصاب انما فانما اثمه على ابيه

(مشکوۃ ج:۲، ص ۲۷۱)

یعنی جس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوجائے تو چاہیے کہ اس کا نام اچھا رکھے اور اس کی صحیح تربیت کرے اور جب وہ لڑکا، لڑکی بلوغ کی عمر کو پہنچ جائے تو اس کی شادی کرادو، کیونکہ (استطاعت ہوتے ہوئے) ماں باپ نے شادی نہ کروائی اور بچوں سے کوئی گناہ سرزد ہوگیا تو گناہ میں ماں باپ برابر کے شریک ہوں گے۔ بہرحال اولاد کی دینی تربیت ماں باپ کی ذمہ داری ہے۔

اب ذرا سوچئے! ٹی وی، وی سی آر، ڈش، اسنوکر، ڈبو، لڈو وغیرہ ناجائز کھیل کود، اسی طرح ہیروئن اور دیگر نشہ آور اشیاء کے استعمال سے معاشرہ میں کس قدر تباہی پھیل رہی ہے، بچے اور نوجوان نسل تباہی کے دھانے پر کھڑی ہے، ہمارے لاڈلے بچے کس طرح جرائم کے عادی بن رہے ہیں، ایسی پیاری اولاد جن کا مستقبل سدھارنے کے لیے ہم پوری زندگی بے چین رہتے ہیں اور اپنا سب کچھ قربان کر بیٹھتے ہیں یہی آج ہمارے سامنے تباہ و برباد ہو رہی ہیں۔

اے رہبران قوم! ذرا خواب غفلت سے بیدار ہوجائیے، قوم کی کشتی ڈوبنے سے بچائیے، ٹی وی، وی سی آر، کیبل انٹرنیٹ کے ذریعہ پھیلائی جانے والی فحاشی وعریانی اور نشہ آور چیزوں کے خلاف عملی جہاد کیجیے، اپنی صفوں میں اتحاد واتفاق پیدا کیجیے، حق کا ساتھ دے کر باطل کو مٹانے کی ہرممکن کوشش کیجیے، اپنی اولاد اور قوم کی اولاد کی صحیح تربیت کیجیے، ان کو نمازوں کا پابند بنائیے اور ان کے دلوں میں گناہوں سے نفرت تھامئے، ان کی دینی تربیت کیجیے اور اتباع سنت وشریعت کے زیور سے آراستہ ہوکر خوف خدا اور رضائے الٰہی کے دامن کو مضبوطی کے ساتھ نبھائیے اور اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ میدان عمل میں اتریئے،

دارین میں سرخروئی حاصل کیجیے۔

بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں ایک مشورہ

بعض لوگوں کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ بچے بہت شریر ہیں آخر ان کو گھر میں کس طرح سنبھالیں، تو یاد رکھیں اس کا علاج یہ ہرگز نہیں کہ آپ گھر میں ٹی وی لا کر دیں، ان کو گانا سننے کا دلدادہ بنادیں، فلم اداکاروں، گویاؤں کا نام سکھادیں، مختلف کھلاڑیوں سے واقف کرادیں، اگر خدانخواستہ آپ ایسا کریں گے تو یہ آپ کے لیے وبال جان ہوگا، جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا، بلکہ بچوں کو تعلیم میں مشغول رکھیں، آپ خود تعلیم کی نگرانی کریں اور صحت مند ورزش مثلاً کراٹے وغیرہ سکھائیں نیز بالکل چھوٹے بچوں کو مختلف قسم کا پھول پتی بنانا، رنگ بھرنا وغیرہ دلچسپ چیزوں میں مشغول کریں۔

جو بچے پڑھنا لکھنا جانتے ہیں ان کے لیے مختلف دینی رسائل کا انتخاب کریں، مثلاً ''بچوں کا اسلام''، ''خواتین کا اسلام''، شوق وذوق اور دلچسپ اسلامی کہانیاں وغیرہ۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آج کا انسان ذہنی عیاشی چاہتا ہے کہ شادی کی بھی خواہش بچوں کا بھی شوق ہے، آگے اس کی ذمہ داری پوری طور پر ادا کرنے کے لیے تیار نہیں اس لیے بچوں کی تربیت کا بوجھ دوسروں پر ڈالنا چاہتا ہے اس طرح بچوں کو بگڑنے کا موقع ملتا ہے۔ اپنے پورے اوقات کو کمانے اور اپنے دوستوں کے ساتھ خوش گپیوں میں صرف کرنے کی بجائے کچھ وقت بچوں کے ساتھ بھی گزاریں، انہیں ادب واخلاق سکھائیں۔ کبھی کسی بڑی خوبصورت مسجد، مدرسہ یا ایسے پارک جہاں عورت ومرد کا مخلوط ماحول نہ ہو ایسی جگہوں

کی سیر کرائیں، نیز ان کے حق میں دعاؤں کا معمول رکھیں اور گاہ بگاہ بزرگوں کی مجلسوں میں لے جائیں، اچھے اور دینی ماحول میں ان کو تعلیم دلائیں، اس طرح امید ہے کہ بچوں کو غلط سوسائٹی میں بیٹھنے کا موقع نہیں ملے گا اور غلط اور گناہ کے کام کا آپ سے مطالبہ نہ ہوگا۔

خبروں کے لیے ٹی وی خریدنا

بعض لوگ محض خبریں سننے کی غرض سے ٹی وی خریدتے ہیں کیا خبروں کے لیے ٹی وی خریدنا پھر اس سے خبر سننا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ہرگز جائز نہیں، یہ تو بہانہ پھر گناہ سے بچنا بھی ممکن نہیں، کیونکہ ٹی وی میں خبر بتانے والے کی تصویر بھی آتی ہے، تصویر دیکھنا جائز نہیں، یہ خبریں ریڈیو کے ذریعہ بھی سنی جاسکتی ہیں۔ نیز خبریں سننے کے لیے جب ٹی وی خریدی جائے گی تو پھر ایک قدم آگے بڑھ کر ڈرامہ کا بھی شوق ہوگا۔ پھر اللہ ہی اس گھر کا خیر فرمائے۔ جس گھر میں ٹی وی جیسے مہلک چیز داخل ہوجائے۔

ریڈیو میں خبروں سے پہلے ساز سننا

سوال: ٹی وی میں خبریں سننا تو جائز نہیں لیکن ریڈیو میں خبروں سے پہلے ساز بجتا ہے اس کا سننا شرعاً کیسا ہے؟ وہ ہوتا بھی بہت مختصر ہے۔

جواب: زہر چاہے تھوڑا ہو یا زیادہ، بہر حال نقصان دہ ہے۔ ساز اور موسیقی کا سننا شرعاً مطلقاً حرام ہے کم ہو یا زیادہ۔ جس وقت ساز بج رہا ہو ریڈیو بند کرنا ضروری ہے۔

شادی بیاہ کی تقریب میں گانا بجانا

سوال: شادی کی تقریب میں اگر ناچ گانا ہو تو اس میں شرکت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس میں کچھ تفصیل ہے کہ اگر مقام دعوت پر پہنچنے سے قبل معلوم ہو گیا کہ وہاں گانا بجانا یا کوئی اور گناہ مووی ویڈیو یا عورت و مرد کا مخلوط ماحول وغیرہ ہوگا تو اس دعوت میں جانا جائز نہیں اور اگر مجلس میں پہنچنے کے بعد علم ہوا تو وہاں بیٹھنا جائز نہیں، اٹھ کر چلے جانا فرض ہے۔ خواہ یہ شخص عامی ہو یا عالم، مذکورہ دونوں صورتوں میں سب کے لیے یہی حکم ہے۔ البتہ اگر مجلس دعوت میں گناہ نہیں ہو رہا بلکہ دوسری مجلس میں ہے تو عامی کو بیٹھنا جائز مگر عالم اور مقتدی کے لیے اس صورت میں بھی بیٹھنا جائز نہیں ہے، بلکہ وہاں سے نکل جانا فرض ہے۔

قال العلامة الحصكفي رحمه الله: دعي الى وليمة وثمه لعب اوغناء واكل لـوالمنكر فى المنزل فلو على المائدة فلاينبغي ان يقعد بل يخرج معرضا لقوله تـعالىٰ: فلاتقعد بعدالذكرى مع قوم الظالمين فان قدرعلى المنع فعل والاصبر ان لـم يـكـن مـمـن يقتدى به فان كان مقتدى ولم يقدر على المنع خرج ولم يـقـعـد لان فيـه، شين الدين والمحكى من الامام كان قبل ان يصير مقتدى به وان عـلـم اولا بـالـلـعب لايحضر اصلا سواء كان ممن يقتدى به اولا لان حق الدعوة انما يلزمه بعد الحضور لاقبله ابن كمال۔ (رد المحتار: ج۵، ص۲۲۱)

خوش آوازی کے ساتھ بغیر مزامیر کے مفید اشعار کا پڑھنا ممنوع نہیں

سوال: بغیر مزامیر کے خوش آوازی کے ساتھ مفید اشعار پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر محض خوش آوازی کے ساتھ کچھ اشعار پڑھے جائیں اور پڑھنے والی عورت یا امرد (یعنی بے ریش بچے) نہ ہوں اور اشعار کے مضامین بھی فحش یا کسی دوسرے گناہ پر مشتمل نہ ہوں تو ایسے اشعار پڑھنا ان کو سننا جائز ہے۔ البتہ اس کو مستقل مشغلہ نہ بنا لیا جائے کہ نمازیں اور دیگر حقوق اللہ وحقوق العباد پامال ہونے لگیں۔ بعض صوفیاء کرام سے جو سماء غناء منقول ہے وہ اسی قسم کے جائز غناء پر محمول ہے کیونکہ ان حضرات کی اتباع شریعت اور اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب کی طرح یقینی ہے ان سے ایسے گناہ کے ارتکاب کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا محققین صوفیاء کرام نے خود اس کی تصریح فرمائی ہے۔

اشعار نعتیہ کا حکم

سوال: شریعت مطہرہ میں اشعار نعتیہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ومنہ الصدق والصواب

محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں اشعار نعتیہ پڑھنا اور معجزات وکمالات کا بیان

اشعار میں کرنا جائز بلکہ موجب ثواب وخیر وبرکت ہے اور متعدد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ ایسے معجزات ومضامین بیان کیے جائیں جو صحیح روایات سے ثابت ہوں، منگھڑت قصے بیان کرنا جائز نہیں۔

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: وحمل ماوقع من بعض الصحابة على انشاد الشعر المباح الذى فيه الحكم والمواعظ فان لفظ الغناء كمايطلق على المعروف يطلق على غيره كما فى الحديث من لم يتغن بالقرآن فليس منا۔

وقال ايضا معزيا للبحر: ان التغنى المحرم ماكان فى اللفظ مالايحل كصفة الذكور والمرأة المعينة الحية (الى قوله) الا اذا اراد انشاده للاشتهاد به، او ليعلم فصاحته وبلاغته وكان فيه وصف امرأة ليست كذلك اوالزهريات المتضمنة وصف الرياحين والازهار والمياه فلاوجه لمنعه على هذا۔

(ردالمحتار: ج۵، ص۲۲۲)

اقول لماجاز انشاد الشعر والتغنى به لاجل وصف الزهريات فماظنك بالتغنى والقيود المخترعة لاهل البدع والاهواء۔ والله سبحانه وتعالىٰ اعلم۔

(ماخوذ از احسن الفتوى: ج۸، ص۱۴۶)

گانوں کی طرز میں نظم پڑھنا گناہ ہے

سوال: (۱) کچھ لوگ آج کل نظمیں، نعتیں، تلاوت وغیرہ گانوں کی طرز پر پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے جبکہ ان کے ساتھ ساز بھی ہوتی ہے۔

(۲) کچھ جہادی فلمیں جومختلف صورتوں میں ہوتی ہیں یعنی سی ڈیز یا کیسٹ کی صورت میں یا علماء کا بیان جس میں ان کی تصویر ہوتی ہے ان کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم ملہم الصواب

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنا، ان کے اوصاف حمیدہ، حسن و جمال کو بیان کرنا یا آپ سے محبت وعقیدت کا اظہار کرنا جائز بلکہ کار ثواب ہے اور سرمایۂ آخرت ہے۔

لیکن اس میں غلو کرنا، اللہ تعالیٰ کی صفات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت کرنا یا دیگر شرکیہ کلمات کو آپ کے حق میں استعمال کرنا، یہ حرام، جہالت اور گمراہی ہے، اسی طرح نعت و نظم کو گانوں کے طرز پر پڑھنا اور اس کے ساتھ ساز اور موسیقی کو شامل کرنا، تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سراسر انحراف بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہے۔

وعن ابی مالك الاشعری رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: یشربن ناس من امتی الخمر یسمونها لغیر اسمها، یعزف علی روسهم بالمعازف والمغنیات یخسف اللّٰه بهم الارض ویجعل اللّٰه القردة والخنازیر۔ (رواہ ابوداؤد وابن ماجه، ابن حبان)

یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ شراب کو اس کا نام بدل کر پئیں گے اور ان کے سامنے معازف اور مزامیر کے ساتھ عورتوں کا گانا ہوگا، اللہ تعالیٰ ان کو زمین کے اندر دھنسا دے گا اور بعض کی صورتیں مسخ کر کے بندر اور سور بنا دے گا۔ (ابن ماجہ وابوداؤد)

وعن علی رضی اللّٰه عنه أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم نهی عن ضرب

الدف، والطبل والصوت الزمارۃ۔ (کذا فی نیل الاوطار)

یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ڈھول طبلہ بجانے اور بانسری کی آواز سننے سے (موجودہ زمانے کی موسیقی اس میں داخل ہے)۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانہ میں میری امت کے کچھ لوگوں کی صورتیں مسخ کر کے بندر اور سور بنا دیا جائے گا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا وہ مسلمان ہی ہوں گے۔ تو ارشاد فرمایا کہ ہاں وہ اس بات کی گواہی دینے والے ہوں گے کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں (یعنی مسلمان ہوں گے) اور روزہ بھی رکھتے ہوں گے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر ان کا قصور کیا ہوگا؟ تو ارشاد فرمایا کہ وہ گانے بجانے کے آلات اور گانے بجانے والی عورتوں، ڈھول بجانے میں مشغول ہوں گے اور شراب پیا کریں گے، وہ رات اسی طرح شراب پینے اور دوسرے کھیل کود میں گزار دیں گے، جب صبح کو اٹھیں گے تو ان کے چہرے مسخ ہو چکے ہوں گے۔

(رواہ ابن حبان)

لہٰذا نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساز ملا کر پڑھنا یا ساز ملائے بغیر گانے کی طرز میں جس سے گانے کی طرف دھیان جائے یا گانے کی لذت محسوس ہو شرعاً جائز نہیں، ایسی نعت و نظم پڑھنے اور سننے سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

اسی طرح قرآن کریم کی تلاوت بھی گانے کی طرز پر کرنا جائز نہیں ہے قرآن کو عرب کے لہجہ میں پڑھنا چاہیے۔

(۲) سی ڈیز میں محفوظ کی جانے والی چیز اکثر اہل علم وافتاء کے نزدیک تصویر ہی ہے، اس لیے ایسی سی ڈیز کا استعمال ممنوع ہے جن میں کسی جاندار کی تصاویر ہوں۔

گانے سننے کو جائز قرار دینے کی ناپاک جسارت

نوٹ: اس دور میں جدت پسندی یا اباحت پسندی اپنے عروج پر ہے قرآن وحدیث جو کہ ہدایت کے سرچشمہ ہیں ان سے ہدایت حاصل کرنے کے بجائے بعض لوگ اس میں طرح طرح کی فاسد تاویلات کے ذریعہ اپنے غلط اور خلاف شرع کام کو سند جواز پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں، یہی ناپاک کوشش گانے کے شوقین بھی کرتے ہیں، چنانچہ اس سلسلہ میں ایک سوال آیا جس کا تفصیل سے جواب لکھا گیا، اب سوال وجواب دونوں پیش خدمت ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وشرع مبین اس مسئلہ کے بارے میں کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ والوں نے دسویں کلاس کی اردو کی کتاب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ فارغ اوقات میں گانے اور اشعار سن کر دل بہلایا کرتے تھے۔ کتاب میں لکھا ہے کہ ''اگرچہ خلافت کے افکار نے انہیں خشک مزاج بنادیا تھا لیکن ان کی طبعی حالت یہ نہ تھی کبھی کبھی موقع ملتا تو زندہ دلی کے اشغال سے جی بہلاتے تھے'' ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے رات بھر اشعار پڑھوایا جب صبح ہونے لگی تو کہا کہ ''اب قرآن پڑھو''۔ محدث ابن الجوزی نے ''سیرۃ العمرین'' میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ رات کو گشت کر رہے تھے، ایک طرف سے گانے کی آواز آئی ادھر متوجہ ہوئے اور دیر تک کھڑے سنتے رہے ایک دفعہ سفر حج میں حضرت عثمان، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ ساتھ تھے، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے ہم سنوں کے ساتھ چہل کرتے تھے اور حنظل کے دانے اچھالتے چلتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ صرف اس قدر فرماتے تھے'' دیکھو اونٹ

بھڑ کنے نہ پائیں'' لوگوں نے رباح سے حدی گانے کی فرمائش کی وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خیال سے رکے لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ ناراضی ظاہر نہ کی تو رباح نے گانا شروع کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی سنتے رہے جب صبح ہو چلی تو فرمایا کہ ''بس اب خدا کے ذکر کا وقت ہے، ایک دفعہ سفر حج میں ایک سوار گاتا جاتا تھا لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ اس کو منع نہیں کرتے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گانا شتر سوار کا زادِ راہ ہے، حواث بن جبیر کا بیان ہے کہ ایک دفعہ سفر میں میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، ابوعبیدہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے لوگوں نے مجھ سے فرمائش کی کہ ضرار کا اشعار گائیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''بہتر یہ ہے کہ آپ اپنے اشعار گائیں'' چنانچہ میں نے گانا شروع کیا اور یہ ساری رات گاتا رہا۔

یہ پنجاب ٹیکسٹ بورڈ والوں کی شائع کردہ چیزیں ہیں ان کی روشنی میں نوجوان نسل کو بے راہ روی کی طرف دھکیلنے کی کوشش کی جارہی ہے کیونکہ یہ سب باتیں پڑھنے سے لوگوں کے دلوں میں خیال آتا ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ گانے اور اشعار پسند کر سکتے ہیں تو ہم لوگوں کے لیے بھی یہ جائز ہے، مہربانی فرما کر اس مسئلہ کے بارے میں مفصل جواب دیا جائے کیونکہ جو بچہ ان کتابوں کو پڑھ رہے ہیں وہ دین سے تقریباً ناواقف ہیں اوران کے بھٹکنے کا اندیشہ ہے، یہ بھی بتایا جائے کہ حدی سے کیسا گانا مراد ہے؟ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اشعار کیسے ہوتے تھے؟ اور جو کچھ لکھا گیا ہے اس میں کس حد تک سچائی ہے۔

ایک سائلہ

الجواب باسم ملہم الصواب

گانے کے لیے عربی میں لفظ ''غناء'' استعمال ہوتا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اشعار اور نظم کو آواز کھینچ کر خوش الحانی کے ساتھ پڑھا جائے۔

اسلام سے قبل عربوں کی عام عادت تھی کہ جب بھی کوئی اجتماع منعقد ہوتا یا اتفاق سے کسی وقت کچھ لوگ جمع ہو جاتے تو فخر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے،کہیں سفر پر جاتے تو اونٹ کو تیز چلانے کے لیے خوش الحانی کے ساتھ اشعار پڑھا کرتے تھے،جس کو حدی کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

الغناء بالكسر من السماع، قال ابن الاعرابی: كانت العرب تتغنى بالركبانی، (وفی الحاشيه، وهو نشيد، بالمد التمطيط) اذا ركبت الابل واذا جلست فی الافنية، وعلى اكثر احوالها، فلما نزل القرآن احب النبی صلى الله عليه وسلم: أن يكون هجيراهم بالقرآن مكان التغنی بالركبانی، واول من قراء بالالحان عبيدالله ابوبكرة فورث عنه عبيدالله بن عمرو لذا يقال قرأت العمرى وأخذ ذلك عنه سعيدالعلاف الاياضی، وفی حديث عائشة رضی الله عنها وعندی جاريتان تغنيان بغناء بعاث ای تنشد ان الاشعار التی قيلت يوم بغاث وهو حرب كانت بين الانصار، ولم ترد الغناء المعروف بين اهل اللهو واللعب، وقد رخص عمر رضی الله عنه فی غناء بين الاعراب وهوصوت كالحدا

(لسان العرب: باب الغين ص ١٣٥)

اسلام نے خوش الحانی کے ساتھ نظم واشعار پڑھنے پر مطلقاً پابندی نہیں لگائی بلکہ قرآن وحدیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی دو صورتیں بنتی ہیں:

(۱) جو اشعار فحش/شرکیہ مضامین پر مشتمل نہ ہوں اور پڑھنے والی کوئی خاتون/امرد (یعنی

بے ریش لڑکا) نہ ہو اس کے ساتھ ساز، باجا، طبلہ، موسیقی وغیرہ نہ ہوں، خوش طبعی کی غرض سے وہ اشعار سنے سنائے جائیں، تو شرعاً اس کی اجازت ہے۔

(۲) ایسے اشعار جو فحش مضامین پر مشتمل ہوں، جن سے جنسی ہیجان پیدا ہو یا عورتوں کے اوصاف کا تذکرہ ہو، یا پڑھنے والی کوئی خاتون/ امرد ہو یا اس کے ساتھ موسیقی، طبلہ، سارنگی، باجا، وغیرہ کوئی اور ممنوعات شرعیہ شامل ہوں، چونکہ ان میں مشغولیت انسان کو یادالٰہی سے غافل بنادیتی ہے اور اس سے انسان میں بے حیائی اور زناکاری کی طرف رغبت ومیلان پیدا ہوتا ہے، اس لیے ایسا گانا شرعاً ناجائز اور حرام ہے اس پر قرآن وحدیث میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

چنانچہ قرآن کریم کی میں ارشاد ہے:

ومن الناس من یشتری لھوالحدیث لیضل عن سبیل اللّٰہ بغیر علم ویتخذھا ھزوا اولئك لھم عذاب الیم۔ (لقمان: آیت٦)

ترجمہ: ایک شخص لوگوں میں سے وہ ہے جو ان باتوں کا خریدار بنتا ہے جو (اللہ سے) غافل کرنے والی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی راہ (یعنی دین حق سے) بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے اور اس کی ہنسی اڑادے، ایسے لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

اس آیت کے شان نزول میں مفسرین نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرمایا ہے کہ وہ حلفا فرماتے تھے کہ ''لھوالحدیث'' یعنی بے ہودہ باتوں سے مراد گانا، باجا ہے، اس آیت کی تفسیر میں حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ مفسرین صحابہ کی رائے کے مطابق یہ آیت گانے بجانے اور لغو کہانیوں کی حرمت کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اس آیت میں ''لھوالحدیث'' سے قصے کہانیاں اور گانے بجانے کا جملہ سامان مراد ہے، جیسے باجا، بانسری، موسیقی، ستار، سارنگی، خرافات اور مضحکہ خیز باتیں، فحش

ناولیں، افسانہ جات، گانے بجانے والی لڑکیاں۔ یہ سب چیزیں "لھو الحدیث" کے عموم میں داخل ہیں، اور سب چیزیں باجماع صحابہ وتابعین و باتفاق ائمہ مجتہدین حرام ہیں، جن کے حرام ہونے میں ذرّہ برابر شبہ نہیں اور گانا بجانا تو تمام ملتوں اور ادیان میں حرام رہا ہے، یہ نفسانی اور شہوانی چیزیں کسی دین میں کبھی بھی جائز نہیں ہوئیں۔

(معارف القرآن: ج۵، ص۴۲۳)

اور غناء ومزامیر کی حرمت میں بے شمار احادیث بھی وارد ہوئی ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: بعثت بکسر المزامیر (احکام القرآن)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری بعثت گانا بجانے کے آلات توڑنے کے لیے ہوئی ہے۔

اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی نے شراب، جوئے، طبلہ اور سارنگی کو حرام کیا ہے اور فرمایا ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔ (مسند احمد)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گانا سننا گناہ ہے، گانا بجانے کے مقام پر بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لذت حاصل کرنا کفر ہے۔ (نیل الاوطار/ احکام القرآن لمفتی محمد شفیع رحمہ اللہ)

اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھول، طبلہ بجانے اور بانسری کی آواز سننے سے منع فرمایا ہے، (موجودہ زمانہ کی موسیقی بھی اسی میں داخل ہے) نیل الاوطار/ احکام القرآن)

اب بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین یا بعض دیگر اکابرین امت کے بارے میں سماع غناء کے جو واقعات منقول ہیں، اس سے پہلی قسم کا جائز غنا (اشعار) مراد ہے، کیونکہ ان مقدس ہستیوں کا اتباع شریعت اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم روز روشن کی طرح واضح اور

یقینی ہے، ان سے ایسے گناہ عظیم کے ارتکاب کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمین کے لیے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی رضاء کا اعلان فرمایا ہے، رضی للہ عنہم ورضوا عنہ اوران کی فضیلت کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا: لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئك اعظم درجة من الذين انفقوا من بعد وقاتلوا و كلا وعد الله الحسنى (حدید:۱) یعنی تم (مسلمانوں) میں سے جن لوگوں نے فتح (مکہ) سے پہلے (راہ خدا میں مال) خرچ کیے اور (دشمنوں سے) لڑے درجہ میں ان (مسلمانوں) سے بڑھ کر ہیں جنہوں نے (فتح مکہ) کے بعد (مال) خرچ کیے اور لڑے اور (یوں) حسن سلوک کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ نے سب ہی سے کر رکھا ہے۔

اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین دین حق کے داعی اور محافظ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں حق وصداقت کے معیار ہونے کی شہادت دی ہے چنانچہ ارشاد فرمایا ہے:

(۱) عن ابی بردة عن ابيه قال رفع يعنى النبى صلى الله عليه وسلم رأسه الى السماء فقال النجوم امنة للسماء فاذا ذهبت النجوم اتى السماء ماتوعد۔ وانا امنة لاصحابى فاذا ذهبت انا اتى اصحابى مايوعدون واصحابى امنة لامتى فاذا ذهب اصحابى اتى امتى مايوعدون۔ (رواہ مسلم مشکوۃ: ص ۵۵۳)

ترجمہ: اور حضرت ابو بردہ اپنے والد (حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے یعنی حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف اپنے سر مبارک کو اٹھایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر (وحی کے انتظار میں) آسمانوں کی طرف دیکھا کرتے تھے اور ارشاد فرمایا ستارے آسمان کے لیے امن وسلامتی کا باعث ہے، جس وقت یہ ستارے ختم ہو جائیں گے تو

آسمان کے لیے وہ چیز آجائے گی جو موعود مقدور ہے، میں اپنے صحابہ کے لیے امن وسلامتی کا باعث ہوں جب میں اس دنیا سے رخصت ہوجاؤں گا تو میرے صحابہ پر وہ چیز (فتنے) ظاہر ہوں گی جو ان کے لیے مقدر ہے، میرے صحابہ میری امت کے لیے امن وسلامتی کا باعث ہیں جب میرے صحابہ (اس دنیا سے) سے رخصت ہوجائیں گے تو میری امت پر وہ چیز آپڑے گی۔ (بدعت، رسومات) جو موعود ومقدر ہے۔ (مسلم)

اور ارشاد فرمایا: خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم۔ (مشکوۃ)

یعنی بہترین لوگ وہ ہیں جو میرے زمانہ میں ہیں (صحابہ) پھر دوسرے زمانہ کے لوگ (تابعین) پھر ان کے بعد والے یعنی تبع تابعین۔ (مشکوۃ)

اب سیرت کی جن کتابوں کے حوالہ سے ''پنجاب بورڈ'' کی طرف سے شائع کردہ اردو کی دسویں کی کتاب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یا دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے واقعات مذکور ہیں، وہ یقیناً پہلی قسم پر محمول ہیں، یعنی اچھے مضامین پر مشتمل اشعار بغیر کسی طبلہ اور سارنگی کے سنے گئے تھے۔ لیکن مذکورہ کتاب میں ان واقعات کو اس طرح پیش کیا گیا ہے جس سے آج کے دور کے فحش ناجائز اور حرام گانوں کے جواز کا شبہ پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے کہ آج کل گانے کا لفظ اسی طرح گانوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اس طرح خلاف شرع شیطانی فعل کے قطعاً مرتکب نہیں ہوئے۔ ان کی طرف ایسی باتوں کو منسوب کرنا یہ ان مقدس ہستیوں پر جھوٹا الزام اور بہتان ہے، خصوصاً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسی مقدس ہستی پر جن کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ سے شیطان ڈرتا ہے۔ اس لیے آپ جس راستے میں جاتے ہیں شیطان اس کے بجائے دوسرا راستہ اختیار کرلیتا ہے۔ جبکہ حدیث میں گانے بجانے کو مزامیر شیطان کہا گیا ہے، جب شیطان آپ کے قریب نہیں آسکتے تھے تو آپ اس کے جال

میں کیسے پھنس گئے! یہ الزامات درحقیقت اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش ہے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جو معیار حق وصداقت ہیں ان کی ذات پر رکیک حملہ کر کے ان کی شخصیات کو متنازع بنانے کی ایک ناکام کوشش ہے۔ یہ تاثر دینے والوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب الیم سے ڈرنا چاہیے، حدیث میں ہے: من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب، یعنی جو اللہ تعالیٰ کے کسی ولی سے دشمنی رکھے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔

حکومت وقت پر فرض ہے کہ نصابی کتب سے ایسا مواد فی الفور نکال دے جس سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر بہتان اور الزام تراشی کی گئی اور ان کے بارے میں غلط فہمی پیدا ہوتی ہو اور جن افراد یا ادارہ سے یہ گھٹیا حرکت سرزد ہوئی ہے، ان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

احسان اللہ شائق عفا اللہ
دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی
۲۷۔۷۔۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح
محمد غفرلہ
دارالافتاء والارشاد کراچی
۲۸/رجب ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح
حبیب اللہ
دارالافتاء والارشاد کراچی
۳۰۔۷۔۱۴۲۵ھ

فحش لٹریچر ناول یا فحش اشعار اور اہل باطل کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کا حکم

سوال: فحش ناول اور اہل باطل کی کتابیں دیکھنا اسی طرح فحش اشعار سننے کا کیا حکم ہے؟

جواب: فحش تصاویر والے لٹریچر اسی طرح ناولیں، جرائم پیشہ لوگوں کے حالات پر مشتمل قصے پڑھنا یا فحش اشعار وغیرہ سننا سب کام لہو حرام میں داخل ہیں اس لیے ناجائز اور حرام ہے۔ اسی طرح گمراہ اہل باطل کی کتابوں کا مطالعہ کرنا بھی عوام کے لیے گمراہی کا سبب ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، البتہ راسخ العلم علماء ان کے جواب کے لیے دیکھیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (ملخص از معارف القرآن: ج ۷، ص ۲۳)

مسجد میں گھنٹہ والی گھڑی رکھنا

سوال: ایک گھنٹے والی گھڑی ہے۔ اس گھڑی میں ہر پندرہ منٹ کے بعد ایک دو سیکنڈ تک ٹن ٹن بجتا ہے تو ایسی آواز والی گھڑی مسجد میں وقت معلوم کرنے کے لیے لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: گھڑی جس میں پندرہ منٹ کے بعد ٹن ٹن کی آواز ہوتی ہے اس سے ان لوگوں کو جو دور ہوتے ہیں یا جن کی نگاہ کمزور ہوتی ہے وقت معلوم کرنے میں سہولت رہتی ہے اس بناء پر علماء نے ایسی آواز والی گھڑی رکھنے کی اجازت دی ہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ امداد الفتاویٰ میں اس کے جواز پر دلیل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

یہ جرس ممنوع سے مستثنیٰ ہے جیسا کہ عالمگیریہ میں بعض فروع اس قسم کی لکھی گئی ہیں اور حدیث میں تصفیق کی اجازت بین صلوٰۃ میں مصلحت صلوٰۃ کے لیے دینا دلیل بین ہے۔

(امداد الفتاوی: ج ۴، ص ۴۴۳)

قوالی سننے کا حکم

سوال: مروجہ قوالی کا شرعاً کیا حکم ہے بہت سے مسلمانوں کا خیال ہے کہ یہ ثواب کا کام ہے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ کیونکہ بعض بزرگوں سے قوالی سننا ثابت ہے کیا قوالی سننا ثابت ہے کیا قوالی سننا واقعی ثواب کا کام ہے؟

جواب: مروجہ قوالی بہت سے خلاف شرع امور (مثلاً ساز، باجے وغیرہ نیز گانے کے سور اور طرز) پر مشتمل ہونے کی وجہ سے شریعت کی رو سے حرام ہے۔ اس کو سننا سنانا دونوں بہت بڑا گناہ ہے اس سے پرہیز کرنا لازم اور ضروری ہے۔

باقی بعض صوفیہ سے جو منقول ہے کہ وہ قوالی سنا کرتے تھے اوّلاً مسائل شرعیہ میں کسی صوفی کے قول وعمل سے استدلال کرنا ہی صحیح نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مشائخ صوفیہ میں سے جس نے قوالی کو جائز کہا ہے تو ان شرطوں کے ساتھ کہ صاحب قوالی خواہش نفس سے پاک اور زیور تقویٰ سے مزین اور سماع کے لیے اسے ایسی احتیاج ومجبوری ہو جیسے مریض کو دوا کے لیے ہوتی ہے چنانچہ اس کے جواز کے لیے علامہ خیر الرملی رحمہ اللہ نے کئی شرائط بیان فرمائی ہیں:

(۱)...... قوالی سننے والوں میں کوئی بے ریش نہ ہو۔

(۲)...... سب عارفین کاملین ہوں۔ ان میں کوئی فاجر طالب دنیا اور عورت نہ ہو۔

(۳)...... قوالی کی نیت اخلاص پر مبنی ہو، مزدوری معاوضہ اور کھانا مد نظر نہ ہو۔

(۴) ...... مجمع کھانے پینے یا دیگر اغراض کے لیے اکٹھا نہ ہوا ہو۔

(۵) ...... اس دوران قیام نہ کرے۔

(۶) ...... وجد و مستی کا اظہار نہ کریں الا یہ کہ سچے ہوں، ریاء و تصنع نہ ہو۔

(۷) ...... اس کے ساتھ کسی قسم کا ساز موسیقی وغیرہ نہ ہو۔

پھر ان شرائط کے ساتھ بھی سماع صرف کامل درجہ کے منتہی عارفین کرتے تھے مبتدی سالک کو منع فرماتے تھے۔

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ نے یہ کہہ کر سماع سے توبہ کی کہ اب ان شرطوں کی پابندی اٹھتی جارہی ہے۔

یہ شرائط ہمارے زمانہ میں قطعاً نہیں پائی جاتیں، لہٰذا اس دور میں سماع کی قطعاً اجازت نہیں اور اجازت ہو بھی کیونکر؟ جبکہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے بایں سبب سماع سے توبہ کی تھی کہ ان کے زمانہ میں تمام شرائط کی پابندی نہ رہی تھی کوئی انصاف سے کہے کہ آج کل کی قوالی کو صوفیہ کے سماع سے کوئی دور کی نسبت بھی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ راگ باجوں، ساز و موسیقی پر مشتمل مرجہ قوالیوں کا سننا شریعت کی رو سے حرام ہے، پرہیز کرنا واجب ہے۔ (ملخص از احسن الفتاویٰ: ج ۸، ص ۳۹۳)

عرس منانے کا حکم

سوال: مختلف بزرگوں کے مزارات پر عرس منایا جاتا ہے اس میں اکثر لوگ مزاروں پر سجدہ وغیرہ کرتے ہیں، مختلف طریقے سے نذر و نیاز منت و چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں، عورت و مردوں کا بے محابا اختلاط ہوتا ہے سماع و قوالی بھی ہوتی ہے۔ تو اس طرح عرس

منانا اس میں شرکت کرنا وہاں کی چیزیں کھانا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب: عرس منانا یعنی سال بھر میں وفات کے دن کو متعین کر کے لوگوں کا وہاں اجتماع اور اس اجتماع کا اتنا اہتمام کہ فرائض وواجبات کی طرح ہو جائے اگر دوسرے منکرات ومعاصی سے خالی ہو تب بھی بدعت وگمراہی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ کے ادوار میں اس کی کوئی ادنی نظیر بھی موجود نہیں اگر یہ کوئی ثواب کا کام ہوتا تو یقینی طور پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اس میں سب سے زیادہ حصہ لیتے۔ پھر سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عرس ہوتا اور پھر ان ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کے عروس منائے جاتے جن میں سے بہت سے حضرات کے مزارات یقینی طور پر معلوم بھی ہیں اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو بھی معلوم تھے لیکن کہیں بھی اس نئی ایجاد کردہ بدعت یعنی عرس کا نام ونشان بھی نہیں۔ اس لیے خود حضرات مشائخ صوفیہ رحمہ اللہ نے اس کو ناجائز وبدعت قرار دے کر منع فرمایا ہے۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پتی رحمہ اللہ جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے شاگرد اور حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہم اللہ کے خلیفہ راشد ہیں، اپنے وصیت نامہ میں عرس کرنے کو بدعت فرما کر وصیت کرتے ہیں کہ میری قبر پر ہرگز عرس نہ کیا جائے، اس طرح شاہ اسحاق صاحب رحمہ اللہ نے مسائل اربعین میں عرس کو بدعت لکھا ہے، اس طرح ان دونوں حضرات سے پہلے صاحب شرح طریقہ محمدیہ نے بہت پر زوردار الفاظ میں اس بدعت پر رد فرمایا ہے۔ یہ تو اس وقت تھا جبکہ عرس تنہا عرس ہی ہو، دوسرے خلاف شرع مقاصد معاصی سے خالی ہو۔ پھر جب موجودہ زمانہ کے عرسوں پر نظر ڈالی جائے تو یہ عرس سینکڑوں گناہ کبیرہ پر مشتمل ہے، جن سے اس کی شناعت وقباحت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ مثلاً قبروں پر چراغ

جلانا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو قبروں پر چراغ جلاتا ہے اس طرح قبر کو سجدہ کرنا، اگر عبادت کی نیت ہو تو صریح کفر ہے۔ اس طرح مرد وعورت کا بے محابا اختلاط جو شرعاً بہت ہی بڑا گناہ ہے اور قرآن وحدیث کی صراحۃً خلاف ورزی ہے اس طرح اولیاء اللہ کو مختار سمجھ کر ان سے مدد مانگنا۔ یہ بھی شرک میں شامل ہے۔ اس طرح قوالی کے نام پر گانا بجانا جس کے متعلق احادیث مبارکہ میں سخت وعیدیں جو اوپر مذکور ہوئی ہیں وغیرہ ذالک۔ بہر حال شرعاً عرس منانا بدعت وناجائز ہے۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اس سے پرہیز کرے۔ (ملخص از امداد المتفتین)

الحاق

فلمیں ٹی وی، وی سی آر، کیبل وغیرہ کے ذریعہ گانا سننے سنانے اور ناچ گانوں پر مشتمل ڈرامے اور دیگر پروگرام دیکھنے دکھانے سے معاشرہ میں کس قدر تباہی پھیل رہی ہے اس کا اندازہ لگانے کے لیے چند عبرت آموز واقعات نقل کیے جاتے ہیں:

غلبہ شہوت سے اپنی ماں پر جھپٹ پڑا

ایک شخص نے دارالافتاء سے خود اپنے بارے میں یوں استفتاء کیا:

''میں اپنی ماں کے ساتھ ایک فحش پروگرام دیکھ رہا تھا، شہوت کی آگ بھڑک اٹھی کہ آلۂ تناسل میں انتشار پیدا ہوا اور جوش شہوت میں بے اختیار ماں کو پکڑ لیا۔''

ایسے شرمناک اور حیا سوز واقعات قید تحریر میں لاتے ہوئے قلم تھرتھرا رہا ہے مگر دل پر پتھر رکھ کر صرف اس مقصد سے اس قسم کے واقعات شائع کیے جا رہے ہیں کہ شاید ان لوگوں کے لیے تازیانہ عبرت بنیں جو تفریح کے نام سے اس بے حیائی کو فروغ دینے میں مصروف ہیں۔

ان حقائق کا مشاہدہ کرنے کے باوجود اگر یہ لوگ اپنی روش نہیں بدلتے تو یہ باور کیے بغیر چارہ نہیں کہ شاید ان کی لغت میں دین وایمان، شرم وحیا اور غیرت وحمیت کے الفاظ مُہمل اور بے محل اور بے معنی الفاظ ہیں ؎

حمیت نام تھا جس کا گئی مسلم گھرانوں سے

آنکھوں دیکھا عبرتناک عذاب

رمضان المبارک کی بات ہے کہ افطاری سے کچھ دیر پہلے ماں نے بیٹی سے کہا:

''آؤ میرے ساتھ مل کر افطاری کے لیے تیاری میں میری مدد کرو'' بیٹی نے جواب دیا:

امی! مجھے تو ٹی وی پر پروگرام دیکھنا ہے وہ دیکھ لوں تو پھر کام کروں گی''

یہ کہہ کر اوپر چھت پر چلی گئی کمرے میں ٹی وی رکھا تھا اس لڑکی نے ماں کے ڈر سے کہ کہیں مجھے زبردستی کام کے لیے نہ اٹھا کر لے جائے دروازہ بھی بند کر لیا ادھر ماں بیٹی کو آوازیں دیتی رہی، بیٹی نے اک نہ سنی کافی دیر گزر گیا، گھر میں سب مرد بھی آ گئے، افطاری کا وقت بھی ہو گیا لیکن لڑکی ابھی تک کمرے سے نکلی نہیں، ماں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے آواز نہ آئی ماں ڈر گئی، اس کے باپ اور بھائیوں سے کہا، انہوں نے دروازہ توڑا اور اندر داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لڑکی زمین پر اوندھے منہ پڑی ہے اس کو دیکھا تو وہ مر چکی تھی، اب حالت یہ ہوئی کہ لڑکی زمین کے ساتھ چمٹی ہوئی تھی، اٹھانے سے اٹھتی نہیں تھی اس کو اٹھا اٹھا کر تھک گئے اب حیران کہ کیا کریں کسی کے ذہن میں اچانک یہ بات آئی اس نے جو اٹھ کر ٹی وی اٹھایا تو لڑکی بھی اٹھی، اب تو یہ ہوا کہ اگر ٹی وی اٹھاتے تو لڑکی اٹھتی ورنہ بالکل کوئی اس کو نہ اٹھا سکتا، آخر انہوں نے لڑکی کے ساتھ ٹی وی کو بھی اٹھایا اور اس کو نیچے

لائے اور غسل دے کر کفن وغیرہ پہنا کر جب جنازہ اٹھایا تو حیران رہ گئے کہ چارپائی تو ٹس سے مس نہیں ہوتی بالآخر انہوں نے ٹی وی کو اٹھایا اور قبرستان تک لے گئے، اب انہوں نے لڑکی کو قبر میں دفن کیا اور ٹی وی کو اٹھا کر گھر لانے لگے، جونہی انہوں نے ٹی وی کو اٹھایا تو میت قبر سے باہر آپڑی، انہوں نے پھر اس کو دفن کیا اور ٹی وی کو اٹھایا تو پھر میت باہر آپڑی اب تو سب کو بہت پریشانی ہوئی، انہوں نے لڑکی کو ٹی وی سمیت قبر میں دفن کر دیا، اب اس کا جو حشر ہوا ہوگا وہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ (رسالہ ختم نبوت جلد ۷ شمارہ ۵)

ٹی وی کے فضائی اثرات

روزنامہ ''مسلمان'' مدارس نے مورخہ ۵/ اگست ۱۹۹۲ء کی اشاعت میں لکھا ہے:

''رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ گھریلو الیکٹرانکس مثلاً ٹی وی سے جو زہریلے مادے گیسوں کی شکل میں خارج ہوتے ہیں وہ نیوکلیائی تجربہ کار بم پھٹنے کے بعد پائے جانے والے اثرات سے پانچ گنا زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔'' (رسالہ ختم نبوت جلد ۱۱ شمارہ ۵)

دنیا میں عذاب عظیم

۳۰/ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو جبکہ ہر طرف مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا تھا مسلمانوں کی جائیداد کو آگ لگائی جا رہی تھی، عورتوں کی بے حرمتی کی جا رہی تھی تو ۳۱/ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو میں استخارہ کی نیت سے سو گیا، خواب میں ایک بزرگ تشریف لاتے ہیں، میں نے ان سے عرض کیا:

''حضرت مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے، ان کے مال و جائیداد کو آگ لگائی جا رہی ہے، عورتوں کی بے حرمتی کی جا رہی ہے، ہر طرف مسلمان پریشان حال ہیں وہ عمل بتائے جس سے مسلمانوں کی پریشانیاں دور ہو جائیں۔''

ان بزرگ نے فرمایا:

''کوٹھیوں پر سے چھتریاں اتروادو''

یعنی ٹیلی ویژن کے انٹینا اتروادو۔ (رسالہ ٹی وی کی تباہ کاریاں)

عذاب قبر

دو دوست تھے، ایک جدہ میں رہتا تھا، دوسرا ریاض میں، دونوں میں گہری دوستی تھی، دونوں ہی دین دار و پرہیز گار تھے۔ ریاض والے دوست کے گھر والوں نے ضد کی وہ گھر میں ٹی وی لے آئے، اپنے بچوں اور بیوی کے اصرار پر اس نے اپنے گھر والوں کے لیے ٹی وی خرید لیا، کچھ دنوں بعد اس کا انتقال ہو گیا، جدہ والے دوست نے اس کو تین مرتبہ خواب میں دیکھا، ہر مرتبہ اس کو عذاب کی حالت میں پایا اور اس نے خواب میں تینوں مرتبہ اس جدہ والے دوست سے کہا:

''خدا کے لیے میرے گھر والوں سے کہو کہ وہ گھر سے ٹی وی نکال دیں، کیونکہ جب سے ان لوگوں نے مجھے دفن کیا ہے مجھ پر اس ٹی وی کی وجہ سے عذاب مسلط ہے، کیونکہ میں نے ٹی وی خرید کر گھر میں رکھا تھا وہ لوگ اس بے حیائی سے مزے لے رہے ہیں اور میں عذاب میں گرفتار ہوں۔''

جدہ والا دوست جہاز کے ذریعہ ریاض پہنچا اور اس کے گھر والوں کو خواب سنایا اور یہ بھی بتایا کہ میں نے تین مرتبہ ایسا دیکھا ہے۔ گھر والے سن کر رونے لگے، اس کا بڑا بیٹا اٹھا اور غصہ میں ٹی وی کو اٹھا کر پٹخا، اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے، اٹھا کر کوڑے کے ڈبے میں پھینک دیا۔

جدہ والا دوست جب جدہ واپس پہنچا تو اس نے پھر دوست کو خواب میں دیکھا اس بار وہ

اچھی حالت میں تھا، اس کے چہرے پر ایک رونق تھی، اس نے اپنے ہمدرد دوست کو دعا دی کہ اللہ جل جلالہ تجھے بھی مصیبتوں سے نجات دلائے جس طرح تو نے میری پریشانی دور کرائی۔ (حوالہ بالا)

ٹی وی کو تباہ کر دو اس سے قبل کہ......

شیخ عبدالحمید سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ آف سعودیہ عربیہ نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے:

''ایک جرمنی کے ماہر اجتماعیات نے مختلف درسگاہوں اور اداروں کے براہِ راست بھرپور مطالعہ کے بعد سوسائٹی اور نئی نسل پر ٹی وی کے خطرات کا گہرائی سے جائزہ لے کر کہا کہ ٹی وی اور اس کے نظام کو تباہ کر دو اس سے قبل کہ یہ تمہیں تباہ و برباد کرے۔'' (حوالہ بالا)

ٹیلی ویژن بچوں پر تباہ کن اثرات مرتب کرتا ہے

ٹیلی ویژن پر تشدد اور جنسی تعلقات سے متعلق پروگرام بچوں پر تباہ کن اثرات مرتب کرتے ہیں، یہ بات برطانیہ کے وزیر صحت نے کہی ہے، ان کا کہنا ہے کہ حکومت کو ٹیلی ویژن نشریات پر کنٹرول کرنا چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ والدین بھی بچوں پر پابندی لگائیں اور ان کو ایک حد میں رکھیں، جس سے آگے بچے قدم نہ اٹھائیں انہوں نے کہا کہ والدین کو اپنی ذمہ داری محسوس کرنی چاہیے اور بچوں کو بڑوں کی عزت کرنا اور برے بھلے کی تمیز کرنا سکھانا چاہیے۔ (حوالہ بالا بحوالہ روزنامہ نوائے وقت ۵/اپریل ۱۹۹۳ء)

ٹی وی سے عذاب قبر

فیصل آباد میں ایک شخص نے بچوں کے لیے ٹی وی خریدا، یہ شخص مر گیا تو اس نے خواب میں اپنے پڑوسی سے کہا:

''ہر روز ٹی وی کے پرزے آگ میں گرم کر کے ان سے مجھے عذاب دیا جا رہا ہے۔''

ٹی وی سے عذاب قبر کے قصے اوپر بھی لکھے جا چکے ہیں۔

بیٹیوں سے بدکاری

وی سی آر دیکھتے ہوئے بیٹی سے بدکاری کا ایک قصہ بیان کیا جا چکا ہے، اب ٹی وی سے تعلیم یافتہ دو بیٹیوں سے بدکاری کا مشغلہ مسلسل جاری رکھنے کا قصہ سنیے:

''ابھی چند ماہ پیشتر یہ خبر اخباروں میں شائع ہوئی اور لاکھوں لوگوں کی نظر سے گزری کہ کراچی میں ایک درندہ صفت انسان اپنی دو جوان بیٹیوں سے منہ کالا کرتا رہا، پکڑے جانے کے بعد اس نے برملا اعتراف کیا:

''اس نے فلاں فلمی پروگرام دیکھ کر اس گناہ کی جرأت کی''

ٹی وی دیکھتے ہوئے موت

ہمارے ایک دوست نے دارالافتاء والارشاد، ناظم آباد کراچی میں آکر واقعہ سنایا کہ ماہ ذی قعدہ ۱۴۲۸ھ کے آخری دنوں کی بات ہے کہ ہمارے محلہ میں ایک بڑے میاں گھر کے دیگر افراد کے ساتھ مل کر ٹی وی میں ڈرامہ دیکھ رہا تھا اور خوشی میں ہنس بھی رہا تھا ان کا منہ کھلا ہوا تھا کہ حرکت قلب بند ہوگئی گھر والوں کو پتہ نہیں چلا کہ کچھ دیر کے بعد ہلا کر دیکھا تو موت واقع ہو چکی تھی، موت کے بعد کچھ وقت اسی طرح گزر چکا تھا اب منہ بند کرنے کی کوشش کی لیکن بند نہ ہو سکا، اسی طرح ان کو کفن پہنا کر دفنایا گیا۔ غور کرنے کی بات ہے کہ یہ کتنی بری موت ہے کہ ڈرامہ دیکھتے ہوئے موت واقع ہوئی، اسی طرح قبر میں پہنچ گئے۔ وہاں ان کا حشر کیا ہوا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ گناہوں سے تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائے اور بری موت سے بچائے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ

ولا تغرنکم الحیوۃ الدنیا ولا یغرنکم باللّٰہ الغرور۔

''تمہیں دنیوی زندگی ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے اور تمہیں اللہ کے بارے میں شیطان ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے۔''

اکثرو من ذکرھا زم اللذات الموت

''موت کو کثرت سے یاد کیا کرو جو تمام لذتوں کا یکسر خاتمہ کرنے والی ہے۔''

رنگ رلیوں پہ زمانے کی نہ جانا اے دل
یہ خزاں ہے جو باندار بہار آئی ہے

وقت خدا کی بہت بڑی نعمت ہے اس کی جتنی قدر کی جائے کم ہے، ٹی وی اور ویڈیو میں فلمیں دیکھنے سے آخرت کا کون سا فائدہ ہوگا؟ بلکہ خسارہ ہی خسارہ ہے، اللہ کے ذکر سے غافل کرنے والی اور فکر آخرت کو ختم کرنے والی چیز ہے اور جو چیز انسان کو اللہ کے ذکر اور موت کے فکر اور اپنے مقصد حیات سے غافل کر دے اور منحوس اور بے کار ہے حدیث میں ہے:

من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ

یعنی انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ بے کار چیزوں کو چھوڑ دے اور حدیث میں ہے:

عن ابی عمر رضی اللّٰہ عنھما قال اتیت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عاشر عشرۃ فقام رجل من الانصار فقال یانبی اللّٰہ من اکیس الناس واھزم الناس قال اکثرھم ذکر اللموت واکثرھم استعداد للموت اولئك الاکیاس ذھبوا بشرف الدنیا وکرامۃ الآخرۃ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم دس آدمی جس میں ایک میں بھی تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ سب سے زیادہ سمجھ دار اور سب سے زیادہ محتاط آدمی کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو لوگ موت کو سب سے زیادہ یاد کرنے والے اور موت کے لیے سب سے زیادہ تیاری کرنے والے ہوں، یہی لوگ ہیں جو دنیا کی شرافت اور آخرت کا اعزاز لے اڑے۔

(بحوالہ موت کی یاد از حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی صفحہ ۳)

لہٰذا انسان کو جو وقت ملا ہے اسے موت اور آخرت کی تیاری میں صرف کرنا چاہیے بے کار اور لغو کاموں میں وقت ضائع نہ کیا جائے۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جز یاد دوست ہرچہ کنی عمر ضائع است
جز سر عشق ہرچہ بخوانی بطالت است

یاد الٰہی کے علاوہ کسی اور چیز میں مشغول ہونا عمر ضائع کرنا ہے، عشق الٰہی کے سوا جو کچھ کیا جائے بے کار ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے ذریعہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گانے بجانے سے اور ٹی وی، وی سی آر کیبل، ویڈیو گیم وغیرہ کی لعنت سے توبہ وتائب ہونے کی توفیق دے اور ہر اس چیز سے بچنے کی توفیق دے جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرنے والی ہو۔

بندہ احسان اللہ شائق عفا اللہ عنہ
خادم افتاء وتدریس
جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی

۲۶ / ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ